1/15

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درس قرآن ایچ-ایم-سی ٹیکسلا - جون ۱۹۶۱ء

الحمد للہ رب العالمین ۰ الرحمٰن الرحیم ۰ ملک یوم الدین

میرے بھائیو، بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم کے ساتھ مجھے اور آپ کو پھر ایک دفعہ، اپنے گھر میں جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائی، تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے کلام کو سنیں اور سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

بھائیو اور بزرگو! دنیا میں آپ دیکھتے ہیں کہ ہر چیز کا بیج بظاہر چھوٹا سا نظر آتا ہے۔ یہ پودے، یہ درخت آپ دنیا میں دیکھتے ہیں، ان کے بیج، جن سے ان چیزوں کی تربیت ہوتی ہے، جن سے یہ چیزیں نکلتی ہیں، پھلتی ہیں، پھولتی ہیں، ان کا بیج بہت چھوٹا سا ہوتا ہے، لیکن جب بیج کی حفاظت کی جائے، اُسے قاعدے اور ضابطے کے مطابق بو دیا جائے، تو ایک وقت آتا ہے کہ وہ ایک تناور درخت بن جاتا ہے، پودا بن جاتا ہے اور اس سے پھر لاکھوں بیج بن جاتے ہیں اور وہ بیج کئی لاکھ پودوں کا، بیجوں کا "منبع" بن جاتا ہے۔

دیکھئے دنیا میں جتنے پودے ہیں، ان کے بیج اور تناور درختوں کے بیج بظاہر بہت چھوٹے ہوتے ہیں لیکن ان پودوں اور درختوں میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ ان سے پھر کئی اور درخت جنم لیتے ہیں۔

یہی حال میرے بزرگو! نیکی کا ہے، بظاہر چھوٹی سی نیکی نظر آتی ہے، لیکن اگر اس نیکی کی حفاظت کی جائے، اس اصول اور ضابطے کے مطابق، جو بیج کے بڑھنے، بڑھانے، پھلنے، پھولنے کیلئے ہے، تو یہی نیکی آگے چل کر، ایک بہت بڑی نیکی کا ذریعہ اور ہمیشہ ہمیشہ بن جاتی ہے۔ قرآن مجید میں واضح فرمایا رب العالمین نے۔ مثل کلمۃ طیبۃ - یہ کلمہ طیبہ، پاکیزہ کلمہ ہے جس سے بقول محمد رسول اللہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" مراد ہے۔

ابھی دیکھئے، یہ کلمہ طیبہ، جسے کلمہ توحید بھی کہتے ہیں، پڑھنا، کتنا آسان ہے، چند کلمات پر مشتمل ہے، لیکن اس کلمے کو پڑھ لینے کے بعد، جب یہ انسان کے دل میں داخل ہو کر راسخ ہو جائے، تو اللہ پاک انسان کو، اس کلمے کی برکت سے اتنے اونچے مقام پر پہنچا دیتے ہیں، کہ وہ انسان دنیا میں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پھیلانے والا بن جاتا ہے۔

صحابہ کرامؓ کی شان بھی، رب العالمین نے یہی بیان فرمائی ہے۔ جیسا کہ سورۃ فتح کے آخر میں بیان فرمایا، صحابہ کرام اس پودے کی مانند ہیں، اُس بیج کی مانند ہیں، جو زمین سے نکلا، اُگا، بظاہر تو وہ کمزور تھا، لیکن پھلتے، پھولتے اتنا تناور بن گیا کہ یعجب الزراع کہ کھیتی باڑی کرنیوالے کو تعجب ہوا کہ وہ بیج جو نکلا تھا تو بڑا کمزور تھا، یہ سمجھتا تھا کہ آج یا کل یہ تباہ ہو جائیگا، لیکن جب یہ بیج حفاظت کرنے سے، رب العالمین کی رحمت سے، پروان چڑھا، تو اس بیج کو دیکھ کر، دنیا والے حیرت زدہ ہو گئے۔

جناب محمد رسول اللہ نے جب مکہ مکرمہ میں اسلام کا بیج بویا، تو آپ بڑے نکھے دوست ہیں، چند مسلمان تھے، وہ بھی کمزور، جن کو اہل مکہ کیا کہتے تھے انہوں نے کہا "امن السفہاء" - ہمارا ایمان ایسا ہو جیسا تمہارے ایمان ہے۔ ان کو "سفہاء" کہتے تھے، لیکن ان سفہاء کہلانے جانیوالوں نے، جب اللہ کے دین کو قبول کیا اور ہادی برحق جناب محمد رسول اللہ

کی ہدایت کے مطابق زندگی گذاری اور اپنی صلاحیتوں کو صرف کیا۔ تو انہی لوگوں نے پھر آدھے ایشیا پر حکومت کی اور امت کیلئے اتنا بڑا ذخیرہ چھوڑا کہ قیامت کیلئے یہ ذخیرہ کافی اور رہنما ہے۔

میں نے تمہید اسلئے عرض کر دی کہ آپ حضرات بڑے خوش بخت ہیں، جو دوست اور بزرگ یہاں درس قرآن کے بانی ہیں، معاون ہیں، درس قرآن کو دل سے چاہنے والے ہیں، ان کیلئے بطور بشارت کے میں نے عرض کر دیا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ حضرات کے اخلاص سے یہ درس، اتنا قوی اور مستحکم درس بن جائے کہ یہاں سے دوسروں کیلئے ہدایت کے چشمے پھوٹ پڑیں اور اتنی طاقتور ہدایت نصیب ہو کہ کئی گمراہ اس ہدایت سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے چلے جائیں یہ ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ آپکے اخلاص میں برکت پیدا فرمائے اور مجھے آپکو زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھنے کی، سمجھنے کی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

میرے بھائیو! پچھلے درس میں، میں نے سورۃ فاتحہ پڑھی تھی اور اسکے مطابق کچھ عرض کیا تھا کہ سورۃ فاتحہ سارے قرآن مجید کا نچوڑ ہے۔ اگر سورۃ فاتحہ کو انسان سمجھ جائے تو یوں سمجھو کہ اس نے سارا قرآن مجید سمجھ لیا۔ تو سورۃ فاتحہ کی تشریح و تفسیر میں اتنا وقت درکار ہے، جتنا سارے قرآن مجید کی تشریح و تفسیر میں درکار ہے۔ مگر جتنا اللہ تعالیٰ نے مجھ طالب علم کو سمجھایا اور جتنا ضروری سمجھا گیا، اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کچھ عرض کرتا رہونگا۔

گذشتہ درس میں سورۃ فاتحہ کی پہلی آیت پر بات کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو حکم فرمایا وہ کیا ہے؟ کہ تم اپنی زبان سے یہ کہو الحمد للہ رب العالمین۔ تمام تعریفیں، شکریہ اور احسانات کس کے لئے ہیں؟ اس اللہ تعالیٰ کیلئے جو "رب العالمین" ہے، ساری کائنات کا پالنے والا ہے۔

اسلام کی پہلی تعلیم انسان کیلئے کیا ہے؟ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرے اور ساتھ ہی ساتھ، یہ بھی سمجھایا کہ الحمد للہ تمام صفات حق ہیں، اللہ تعالیٰ کا۔ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہٗ لا شریک ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بھی وحدہٗ لا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا توحید کے طور پر، اسے وحدہٗ لا شریک مان کر، یہ بھی ضروری ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بھی یکتا ہے، یہ بھی بڑا ضروری ہے

اس ایک آیت میں رب العالمین نے چند باتیں ارشاد فرمائیں، جو میرے آپ کے سمجھنے کیلئے کافی ہیں

پہلی بات یہ ارشاد فرمائی کہ تمام صفات اور تمام تعریفیں کس کا حق ہیں، اللہ کا حق ہیں۔ تمام تعریفوں کا مستحق کون ہے؟ رب العالمین ہے اور وہ کیوں؟ اللہ تعالیٰ تمام صفات کا مستحق ہے۔

دلیل بیان فرمائی "رب العالمین" وہ اللہ تعالیٰ پالنے والا ہے تمام جہانوں کا۔ اس نے ساری کائنات کی تربیت کی، انسان کی تربیت کا بالذات اور باقی تربیت ہوئی بالواسطہ۔ کیا مطلب، کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا، یہ ساری کائنات جو اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے بنائی اور اس کی تربیت کی، اس کا فائدہ کون اٹھاتا ہے، حضرت انسان اٹھاتا ہے

تو گویا ساری کائنات جو اللہ تعالیٰ کی تربیت یافتہ ہے، اس سے عمل اور فائدہ اٹھانیوالا انسان ہوا۔ اسلئے انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے، اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانے اپنی ذات اور صفات میں۔ گویا مکلف ہے انسان، اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کا، اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنے کا، کیونکہ ساری کائنات جو ہے، اگرچہ اس پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں، مگران رحمتوں کا منتہیٰ پھر کیا ہے؟ انسان کی ذات۔

آپ دیکھیں، یہ پودے، یہ شجر و حجر، یہ چارپائے، یہ ساری کائنات، جنہیں ہم دیکھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی، اپنی تربیت کے ساتھ نشو و نما کی، پروان چڑھایا، لیکن آپ انجام کار دیکھیں، اس کائنات سے فائدہ کس نے اٹھایا، حیوانات سے فائدہ کس نے اٹھایا، انسان اٹھاتے ہیں۔ نباتات سے فائدہ انسان اٹھاتے ہیں، کھیتی باڑی سے، غلوں سے، انسان ہی اٹھاتے ہیں۔ ان پہاڑوں سے اور دوسری ٹھوس اشیاء سے فائدہ انسان ہی اٹھاتے ہیں۔ اسلئے انسان پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ ساری کائنات کی نعمتیں حاصل کرنے کے بعد، اللہ تعالیٰ کا اپنے آپ کو خلیفہ سمجھتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرے، ورنہ اگر انسان نے، اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا نہ کیا، رب العالمین کی نافرمانی کی، تو پھر انسان پر وبال پڑے گا۔ وہ وبال خالی انسان پر ہی نہیں ہوگا، بلکہ کائنات کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لے گا۔

اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ۔ اگر اللہ تعالیٰ، انسان کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے پکڑنا چاہے، تو اس کائنات ارضی پر، ایک بھی چلنے والی مخلوق باقی نہ رہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے، جب کسی انسان کو، کسی طبقے کو، کسی قوم کو نیکی کی توفیق مل جاتی ہے، تو اس کیلئے ساری کائنات اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعائیں مانگتی ہے، اس کی درازیٔ عمر کیلئے دعائیں مانگتی ہے اور اس کی لغزشوں پر خداوند تعالیٰ سے معافی کی درخواست کرتی ہے۔

صحیح حدیث میں فرمایا نبی کریمؐ نے، کہ جو انسان "معلم الخیر" ہو، اس کیلئے ساری کائنات، حتیٰ کہ سوراخوں میں چونٹیاں، پانی میں مچھلیاں اور فضاؤں میں پرندے، اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کرتے ہیں اور جو انسان، خدانخواستہ، کائنات میں شر و فساد کا بانی ہو، شر و فساد کا پھیلانے والا ہو، تو ساری کائنات، اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے بد دعا کرتی ہیں، جیسے قرآن مجید میں فرمایا

اولٰئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون۔ جو لوگ اللہ کے دین کو چھپاتے ہیں، اس کی مخالفت کرتے ہیں، ان کے بارے میں قرآن مجید نے کیا فرمایا؟ ان پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے، وہ اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔ و یلعنھم اللّٰعنون: اس کی تفسیر میں، امام قرطبیؒ نے، جو قرطبے کے بہت بڑے مفسر گذرے ہیں، فرمایا، باقی ائمہ تفسیر نے بھی فرمایا ہوگا، لیکن میں نے ان ہی سے دیکھا ہے، اسی لئے حوالہ بھی عرض کر رہا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ لاعنون سے مراد کون ہیں؟ حیوانات، چارپائے، حشراتِ ارضی، زمین پر رہنے والی ساری مخلوق، جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، وہ ساری کی ساری مخلوق، اللہ تعالیٰ سے اس کی نافرمانی پر لعنت طلب کرتی ہے، جب ایک انسان یا قوم یا طبقہ، اللہ تعالیٰ کے دین کا مخالف ہو جاتا ہے۔

تو چونکہ وہ اپنے آپ کو عذاب کا مستحق ٹھہرا لیتا ہے تو جب عذاب آتا ہے تو اب عذاب کی لپیٹ میں خالی انسان ہی نہیں آتا۔
آپ حضرات جانتے ہیں کہ جب جنگیں ہوتی ہیں، تو جب جنگوں میں بمباری ہوتی ہے، بم چھوڑے جاتے ہیں، بارود چھوڑا جاتا ہے،
زہریلی گیس چھوڑی جاتی ہے، تو کیا اس کا شکار خالی انسان ہوتے ہیں؟ بلکہ دریاؤں میں مچھلیاں غرق ہو جاتی ہیں، سمندروں میں
مینڈک، یہ کیڑے مکوڑے، یہ حشرات، جو ہیں، تباہ ہو جاتے ہیں۔ خشکی پر رہنے والے حیوانات تباہ و برباد ہو جاتے ہیں،
فضاؤں میں پرندے تباہ ہو جاتے ہیں، اسلئے ساری کی ساری کائنات، انسان کے بغیر، اللہ تعالیٰ سے، انسان کیلئے طلبِ مغفرت
کی دعائیں کرتے ہیں اور انسان کی راہِ ہدایت پر رہنے کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔

صحیح حدیث ہے۔ حضورِ اکرم ؐ فرماتے ہیں کہ انسان کے اپنے بدن کے اعضاء بھی، اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ
یا اللہ! اس انسان کو تو ٹھیک رکھ۔ اگر یہ ٹھیک رہا، تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے۔ اگر یہ بگڑ گیا، تو ہم بھی بگڑ جائیں گے۔ جیسا کہ آتا ہے
زبان کے متعلق۔ آپ ؐ روزانہ صبح اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا کرتے تھے، کہ اے زبان! میرے سارے دن کی نجات، خوشی اور بہبود
تجھ پر موقوف ہے، اگر تو ٹھیک رہی تو میرا سارا بدن محفوظ رہے گا اور اگر خدانخواستہ، تو نے غلطی کر ڈالی، تو میرا سارا بدن
تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا۔

آج آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں اکثر فسادات، پیش خیمہ کس کا ہیں؟ نتائج کس کا ہیں؟ ہماری زبان کا ہیں۔
تو عرض میں یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ساری تعریفوں کا مستحق کون ہے؟ اللہ تعالیٰ اور وہ کیوں مستحق ہے؟ اللہ تعالیٰ
رب العالمین ہے، ساری کائنات کی تربیت کرتا ہے، تو ساری کائنات کی تربیت کا فائدہ کس کو پہنچتا ہے انجام کار، انسان کو پہنچتا ہے
اسلئے انسان پر یہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے۔ انسان مکلّف ہے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے، اس کی
حمد و ثنا کرے اور انسان کے بغیر کوئی بھی مخلوق اس بات کی مکلّف نہیں ہے۔

ویسے یہ اپنی جگہ درست ہے کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں
وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ۔ فرمایا کائنات کی ہر شے اِنْ مِّنْ شَيْءٍ، کائنات کی ہر شے اللہ
کی حمد و ثنا کرتی ہے وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ یعنی تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے، اگرچہ بعض مقامات پر اور بعض جگہ
اللہ تعالیٰ بتا بھی دیتے ہیں۔

حضرت انس ؓ بن مالک، امام الانبیاء ؐ کے خادم ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم نے کبھی کبھی یہ منظر بھی دیکھا کہ جب
امام الانبیاء ؐ کے دربار میں دسترخوان بچھ جاتا تھا اور صحابہ کرام ؓ، امام الانبیاء ؐ کے دربار میں حاضر ہوتے، کھانے کا وقت
آتا، تو جب ہم لقمے توڑتے تھے، جو منہ میں ڈالتے تھے، ہر لقمے سے ہم نے اپنے کانوں سے سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتے ہوئے سنا
بخاری شریف کی صحیح حدیث ہے اور ہمارا تو اس پر ایمان ہے کہ لقمے تو کیا؟ ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے "شیء" فرمایا۔ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ
ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل کرتی ہے وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ لیکن انسان ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے۔

تمہارا جہان اور اُن کا جہان اور تمہارا زاویہ نگاہ اور ان کا اور لیکن تسبیح و تہلیل کیوں کرتے ہیں؟ اسلئے ہمیں کروہ مکلف ہیں؟ مکلف تو انسان ہے کیونکہ انسان کیلئے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ پیدا کیا۔ تو مکلف بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو قرار دیا ہے۔ انسان کو نماز کا حکم دیا، زکوٰۃ کا، روزے کا اور دوسری عبادات کا۔

خدا نے احکام نازل کئے، انبیاء و رسل بھیجے، ہدایت دی، اسلئے کہ انسان ساری کائنات سے فائدہ اٹھانے والا ہے۔ اسلئے انسان مکلف ہے اور انسان کی خوشنودی اور بہبودی سے ساری کائنات میں ترو تازگی آتی ہے اور انسان کی بداعمالی کے نتیجہ میں ساری کائنات عذاب کی لپیٹ میں آ سکتی ہے۔

مشکوٰۃ کی صحیح حدیث ہے، رسول اللہؐ نے فرمایا جب کوئی حاکم عدل کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے تو اس عدل کے فیصلے کی وجہ سے اُس علاقے میں اللہ تعالیٰ اتنی برکت پیدا کر دیتے ہیں جتنی ایک سال بارش برسنے سے پیدا ہوتی ہے کسی صحرائی علاقے میں۔ چونکہ مخاطب لوگ عرب تھے، وہاں پانی کی بڑی قلت ہے۔ حضور اکرمؐ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر کسی علاقے میں ایک سال بارش ہوتی رہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں، احکام ہیں، ان میں وہ برکات ہیں جن سے انسان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مطابق زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اگر انسان سیدھا رہے، تو ساری کائنات سیدھی ہے، انسان بگڑ گیا، تو ساری کائنات کے بگڑنے کا خدشہ ہے اللہ تعالیٰ اس سے سارے عالمِ اسلامی کو محفوظ رکھے۔

اس لئے میرے بزرگو! قرآن مجید کی پہلی آیت، ترتیب عثمانی کے لحاظ سے، جو اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہؐ نے ہمیں بتائی وہ کیا ہے؟ الحمد للہ رب العالمین۔ کہ اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کہو۔ یہ ہے جملہ خبریہ، مگر جملہ انشائیہ کے معنی میں، یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرو، الحمد للہ کہو، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کہو، اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرو، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے تسبیحات کہو، اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرو، اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو بیان کرو، کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کائنات ارضی میں اللہ تعالیٰ کے خلیفے ہو، ساری کائنات سے فائدہ اٹھانے والے ہو۔ وہ اللہ جو رب العالمین ہے۔

تو میرے دوستو اور بھائیو! اگر دنیا میں کوئی انسان غلہ کھانے والا نہ ہو، تو غلے میں کیا نقصان پیدا ہو سکتا ہے، اگر دنیا میں کوئی انسان سورج کو دیکھنے والا نہ ہو، تو سورج کا کیا گھاٹا ہے، اگر دنیا میں کوئی انسان پھل کھانے والا نہ ہو، تو پھلوں میں کیا خرابی آ گئی، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ انسان موجود ہو، پانی نہ ہو، تو انسان کیلئے بڑی پریشانی ہو گی۔ انسان موجود ہو، غلہ نہ ہو تو انسان کیلئے پریشانی ہے، انسان موجود ہو، روشنی نہ ہو تو اس کیلئے بڑی پریشانی ہے۔

یہ ساری کائنات، بظاہر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو شرافت و عظمت عطا فرمائی، لیکن یہ ساری کی ساری عظمت اُسی وقت قائم ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کہے، رب العالمین کے انعام کا شکریہ ادا کرے کیونکہ ساری کائنات انسان کے فائدے کیلئے ہے اور دوسرے لفظوں میں انسان ساری کائنات کا محتاج ہے۔ اس کائنات کا خالق کون ہے؟ رب العالمین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ، اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نعمت کو حاصل کرتے وقت، اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے تھے۔

ان کو کبھی بھی نعمت ملتی، چھوٹی ملتی یا بڑی ملتی، تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے تھے۔ یا اللہ! تیرا شکر ہے۔ اور امام الدنیا نے اس شکر کی تلقین فرمائی ہے
قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ میرے بندو! اگر تم نے میری نعمتوں کا شکر ادا کیا،
لازیدنکم، یقیناً میں تمہاری نعمتوں کو بڑھاؤں گا۔ اگر تم نے میری نعمتوں کی ناشکری کی، تو میں تمہاری نعمتوں کو گھٹا دوں گا اور تم میرے عذاب کی لپیٹ میں آ جاؤ گے
اور پھر یاد رکھو کہ میرے عذاب کی لپیٹ بہت بڑی سخت ہے۔ ان بطش ربک لشدید۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپکو اپنے عذابوں سے محفوظ رکھے۔
پہلی آیت مبارکہ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ عرض کیا جا سکتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ چند درسوں میں سورۃ فاتحہ پوری کی پوری ختم ہو جائے۔
آج اس سے اگلی آیت بیان کرنے کا ارادہ ہے۔ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے، ساری کائنات کو پالنے والا ہے لیکن پالتا کیوں ہے؟
کیا اللہ تعالیٰ پر کوئی جبر ہے، اللہ تعالیٰ کسی عمل کا پابند ہے۔ رب العالمین کو ہم مجبور کر سکتے ہیں۔ نہیں۔ فرمایا الرحمٰن الرحیم میں اپنی رحمت کے ساتھ
اپنی شفقت کے ساتھ، اپنی مہربانی کے ساتھ تمہیں پالتا ہوں۔
سید دو عالمؐ فرماتے ہیں، اس کائنات کا جو نظام تربیت ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت، سارے اس نظام تربیت
پر حاوی ہے۔ ایک حدیث میں یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ۱۰۰ حصے فرمائے، ان میں سے ایک حصہ تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیج دیا اور
ننانوے حصے رب العالمین نے قیامت کیلئے رکھے ہیں، اسلئے قیامت کے دن، اگرچہ ہولناکی بھی ہوگی، بازپرس بھی ہوگی، لیکن خداوند قدوس کی
رحمت بھی بے انتہا ہوگی، ان لوگوں کیلئے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو کسی بھی طریقے سے قبول کیا ہو اور جناب محمد رسول اللہؐ کو قبول کیا ہو۔ اپنے اپنے
زمانے کے انبیاء کو قبول کیا ہو، تو ان کی عملی کمزوری پر خداوند قدوس معاف فرما دینگے۔
صحیح حدیث میں آتا ہے، بخاری، مسلم دونوں میں ہے کہ حضور انورؐ نے فرمایا، قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ کے ہاں بعض ایسے آدمی پیش ہونگے
کہ جن کے اعمال سارے کے سارے گویا خراب ہونگے، جن عملوں کی وجہ سے وہ جہنم کے مستحق ہونگے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیں گے کہ
اس شخص کے اعمال میں دیکھو ایسا عمل، جو باعث برکت اور باعث مغفرت اسے بنا سکے۔ فرشتے عرض کریں گے۔ رب العالمین! اس کے ہاں تو
گناہوں کے دفاتر کے ڈھیر لگے پڑے ہیں، کوئی ایسا عمل نہیں جو تیرے ہاں قابل قبول ہو سکے یا جو باعث مغفرت ہو سکے۔
یہ تو میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے نا! اللہ میرے آپکے عملوں کو قبول فرمائے۔ انسان تو اپنی طرف سے بہت کچھ کرتا ہے
لیکن کیا پتہ، اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا عمل قبول ہے۔ اسلئے ہر عمل کرتے وقت میرے دوستو! اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ ہمارے
عملوں کو قبول فرما۔ ویسے تو نماز کے بعد معمول تھا، پہلے زمانے میں، دعا مانگا کرتے تھے، علماء صاحبان بھی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ بنایا، قرآن مجید میں آتا ہے اذ بوانا لابراھیم مکان البیت جگہ اللہ تعالیٰ نے بتائی،
نبوت سے اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا۔ حکم دیا ابراہیمؑ بیت اللہ کو بنا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ کو بنایا، اسماعیلؑ ساتھ تھے اور
بیت اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے، تو کیا دعا مانگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اے اللہ! جو کچھ ہم تیرے حکم کے
ماتحت کر رہے ہیں تو اس کو ہم سے قبول فرما، میری طرف سے بھی اور میرے بیٹے کی طرف سے بھی۔ انک انت السمیع العلیم۔ تو ہماری
دعا کو سن رہا ہے اور ہمارے دلی ارادوں کو تو جانتا ہے۔

تو میرے دوستو! سب سے لازمی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عبادت کو قبول فرمائے۔ اب وہ کون سی عبادت قبول کرتا ہے، کون سی قبول نہیں کرتا، اس کا فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا۔ اللہ میری، آپکی چھوٹی چھوٹی عبادتوں کو قبول فرمائے۔ اگرچہ اس قابل تو نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کی جا سکیں۔ ہم تو صرف ظاہری شکل بناتے ہیں، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اور امید کرتے ہیں کہ رب العالمین ظاہری شکل پر ہی ہماری کوتاہیوں کو معاف فرما دیں گے۔ ہماری چھوٹی چھوٹی عبادتوں کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔

یہی وجہ ہے میرے دوستو! کہ اکثر علمائے امت سے وصال کے بعد یہ پوچھا گیا، جیسے ہم تو جانتے ہیں، اگر خوابوں میں کسی کو ملیں جیسے حضرت بایزید بسطامیؒ کے بارے میں آتا ہے۔ جو امت محمدیہ کے بہت بڑے ولی ہیں اور ہفت سلاطین میں سے ہیں، اولیاء اللہ میں سے۔ آپ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ کی موت کے بعد پوچھا گیا، کسی کو خواب میں آئے تو، کہ حضرت! کیسے گزری؟ تو فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش ہوا، تو میرے سارے عملوں کو ناقابل قبول سمجھا گیا، یہ بایزید بسطامیؒ کی بات ہے کہ صرف میری دو رکعتیں، جو میں سحری کے وقت بطور تہجد کے پڑھا کرتا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوئیں اور میری معافی ہوگئی۔ اللہ مجھے آپ کو تہجد کا پابند بنائے، پڑھا کریں، اچھی نماز ہے، کیونکہ تہجد کی نماز قبول کرنے کا وعدہ ہے، جو خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قرآن مجید میں آتا ہے میرے دوستو! باقی نمازوں میں اجر ہے، ثواب ہے، لیکن جتنی وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تہجد کی نماز کے متعلق فرمایا، وہ سورۃ الم السجدہ میں ہے تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا و طمعا و مما رزقنھم ینفقون۔ فلا تعلم نفس ما اُخفی لھم من قرۃ اعین جزاءً بما کانوا یعملون۔ یہاں پر ارشاد فرمایا کہ میرے کچھ نیک بندے ایسے ہیں کہ رات کو، ان کے پہلو بستروں پر نہیں لگتے، جب وہ سوتے ہیں، تو گھڑی کو دیکھتے ہیں، تاروں کو دیکھتے ہیں، وقت کا خیال رکھتے ہیں، ڈر کر جاگ پڑتے ہیں، کہ نماز تہجد قضا نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپ کو بھی ایسی نیند عطا فرمائے اور ہم تو جو سوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یار! بڑی گہری نیند سویا۔ رات آٹھ بجے سویا اور صبح دس بجے جاگا۔ جو یہاں سوتا ہے، وہ وہاں کھوتا ہے۔ "جو سووت ہے، وہ کھووت ہے"۔ اور "جو جاگت ہے وہ پاوت ہے"۔ جو راتوں کو جاگتا ہے، وہ کچھ پالیتا ہے۔ جو سو جاتا ہے، وہ کھو دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو ایسی منحوس نیند بچائے، جو اللہ کی یاد سے غافل کر دینے والی ہو۔ تو حضرت بایزید بسطامیؒ نے بتایا، سارے اعمال قابل قبول نہ تھے، جانچنے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں نا! کھرا، کھوٹا تو ان کو پتہ ہے۔ صرف نماز تہجد قبول ہوئی، معافی مل گئی اور جنت میں داخل فرما دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپکو بھی جنت عطا فرمائے۔ بغیر حساب کتاب کے۔

امام شافعیؒ جو امت کے بہت بڑے امام ہیں، ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب وہ دنیا سے تشریف لے گئے، تو کچھ زمانے بعد خواب میں اپنے کسی شاگرد یا دوست کو آئے تو انہوں نے پوچھا کہ حضرت! کیسے گزری۔ تو فرمانے لگے کہ نہ میری کتابیں قبول ہوئیں، نہ دوسری محنتیں قبول ہوئیں، نہ وہ پڑھنا، لکھنا قبول ہوا۔ ایک بات اللہ تعالیٰ کو پیاری لگی اور میرے گناہوں کو معاف کر دیا، وہ کون سی ہے؟ فرمایا کہ میں اپنی زندگی میں ایک درود پڑھا کرتا تھا جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر۔ اس واقعہ کو شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ

نے فضائل درود شریف میں لکھا ہے۔ شیخ الحدیث صاحب، حافظ الحدیث بھی ہیں، مظاہر العلوم کے شیخ الحدیث ہیں، اس وقت برصغیر میں واحد ہستی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نورِ معرفت سے مشرف فرمایا، بڑے اونچے درجے کے عالم بھی ہیں، محدث بھی ہیں اور عالم باعمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلم سے کئی گمراہوں کو رہنمائی کے اسباب مہیا فرما دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو عمر دراز نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ امتِ محمدیہ کو ان کے فیوضات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آپ نے فضائل درود شریف میں یہ واقعہ لکھا ہے امام شافعیؒ کا۔ وہ درود شریف چھوٹا سا ہے "اللھم صلّ علیٰ سیّدنا محمد وّ علیٰ سیّدنا محمد کلّما ذکرہ الذاکرون، اللھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ آل سیدنا محمد کلما غفل عن ذکرہ الغافلون" اے اللہ! ہمارے سردار اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ پر رحمتیں نازل کرتا رہ، جب تک کہ دنیا میں انکا ذکر باقی رہے اور اے اللہ! ان پر رحمتیں نازل کرتا رہ، جب تک دنیا میں ان سے دنیا والے غافل ہیں۔ کیا مطلب، کوئی حضورؐ کو یاد کرتا ہے، کوئی غافل رہتا ہے، کائنات میں جتنے انسان بستے ہیں، یا اللہ! اتنی تعداد کے برابر امام الانبیاءؐ پر اپنی رحمتیں نازل کرتا رہ۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس درود کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میری معافی فرمادی۔

تو میں نے اس حدیث سے بات چلائی تھی، رحمت کے سلسلے کی۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے، ایک حصہ دنیا میں نازل فرمایا اور ننانوے قیامت کیلئے رکھے۔ ایک حصے کو پھر اللہ نے تقسیم کیا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ وہ حصہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات میں تقسیم کر دیا ہے، کہ جب ایک گائے، یہ الفاظ کا ترجمہ ہے امام الانبیاءؐ کے الفاظ کا، کہ جب ایک گائے اپنے بچے پر، بچھڑے پر پاؤں نہیں رکھتی تو وہ سمجھتی ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے، اس گائے کی جو شفقت ہے اپنے بچھڑے پر وہ بھی اللہ کی رحمت کا حصہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے کائنات کو بخشی ہے، ورنہ گائے کو کیا پتہ، کہ وہ کون ہے؟ گائے کے اندر کسی نے شعور پیدا کیا کہ یہ تیرا بچھڑا ہے، گائے بچھڑے کو چاٹتی ہے، جب بچھڑے کو اس کے منہ کے آگے چھوڑتے ہیں۔ زمیندار جانتے ہیں کہ بچھڑے کو دیکھ کر وہ دودھ اتار دیتی ہے، اگرچہ وہ دودھ بندے پی جاتے ہیں، لیکن اس کے بیٹے کو استعمال کر لیتے ہیں، بیٹی کو استعمال کرتے ہیں، خلیفہ صاحب نے دودھ، دودھ لیا اور پانی ملا کر بازار میں فروخت کر دیا۔ پھر کہنے لگا "خدا نال بڑا فضل اے، اک گاں رکھی اے، سارا خرچہ پورا کر لئی اے ہئی"۔

مسلمانوں کو اللہ حرام سے محفوظ رکھے، حلال تھوڑا بھی ہو، برکت پیدا ہوتی ہے، حرام اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہے "لا یستوی الخبیث والطیّب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث"۔ فرمایا قرآن کی آیت ہے، میرے حبیب مکرمؐ! فرمادیجئے گندی چیز اور پاک چیز برابر نہیں ہو سکتی، اگرچہ گندی چیز کبھی زیادہ بھی ہو اور اس کی کثرت تجھے تعجب میں ڈال دے، پھر بھی یقین رکھو کہ گندگی، گندگی ہے، پاکیزگی، پاکیزگی ہے۔ عطر، عطر ہے، غلاظت، غلاظت ہے۔

تو وہ جو ایک حصہ رحمت کا، رب العالمین نے زمین پر نازل فرمایا، اس حصے میں کائنات ساری کی ساری شریک ہے اور قیامت تک کیلئے ہے۔ قیامت کیلئے ننانوے حصے رکھے ہیں، اسلئے بڑے بڑے مجرموں کی بھی معافی کا وہاں پر امکان ہے بلکہ وقوع ہوگا۔

اس سلسلے میں، ایک حدیث عرض کر رہا تھا کہ سید دو عالمؐ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن، جس شخص کے سارے اعمال قابل قبول نہیں ہونگے، تو فرشتے خدا کے حکم پر تفتیش کر کے ایک "بطاقہ" کاغذ کا چھوٹا سا ٹکڑا پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ

کی رحمت، اسی دن بڑی عام ہوگی۔ اس "بطاقہ" پر یہ عبارت ہوگی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریکَ لہٗ اور اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ جو ہمارے ہاں دوسرا کلمہ ہے جسے "کلمہ شہادت" کہتے ہیں۔

پہلے زمانے میں چھ کلمے، ایمانِ مجمل، ایمانِ مفصل یاد ہوتے تھے، آیت الکرسی وغیرہ۔ ہماری بچیوں کو بھی سورۃ الملک، سورۃ التغابن، سورۃ الواقعہ یاد ہوتی تھی، مگر افسوس اب گانے یاد کرتے ہیں۔ وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا ؛ کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
ہم پھر بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے ایمان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے، مسلمانوں کو سمجھ اور شعور عطا فرمائے۔

تو اس شخص کے اعمال میں سے ایک "بطاقہ" نکلا، ایک چھوٹا سا ورقہ۔ حدیث کے الفاظ کا ترجمہ عرض کر رہا ہوں۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ رب العالمین! اس کے سارے اعمال میں سے یہ ایک کاغذ کا پرزہ نکلا ہے۔ پوچھا جائیگا اس پرزے پر کیا لکھا ہے؟ جو اُس نے ساری زندگی میں پڑھا تھا، کلمہ شہادت۔ اللہ فرمائیں گے "وہ بطاقہ لے آؤ، میزان کے ایک پلڑے میں اس کے سارے گناہ ڈال دو تو وہ گناہوں کی گٹھڑیاں ہونگی، وہ ڈالتے جائیں گے۔ اللہ فرمائیں گے دوسرے پلڑے میں، جو خالی پڑا ہے، اس میں اس کلمے کو ڈال دو، اس بطاقے کو، اس کاغذ کے پرزے کو ڈال دو۔ امام الانبیاءؐ فرماتے ہیں کہ کلمہ شہادت کا وزن اتنا زیادہ ہوگا کہ وہ پلڑا زمین پر لگ جائیگا اور گناہوں کا پلڑا، اوپر ہو جائے گا۔

ایک کلمہ اللہ کے ہاں اتنا بھاری ہو جائے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ، اس کی وجہ سے اس انسان کے گناہوں کو معاف فرمادینگے تو فرمایا کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں، میں رحمٰن ہوں، مجھ پر کسی کا جبر نہیں۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کسی کو نہ دینا چاہیں، تو کوئی دے سکتا ہے۔ فرمایا نبیؐ نے اللھم لا مانع لما اعطیتَ ولا معطیَ لما منعتَ ولا رادّ لما قضیتَ۔ اے اللہ! جس کو تو دینا چاہے، دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی اور جس کو تو نہ دینا چاہے، دنیا کی کوئی طاقت نہیں دے سکتی اور جو تو فیصلہ کرے، اس کو کوئی توڑ بھی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ فعّال لما یرید ہے، اسباب، اسباب کی حد تک ہیں۔ ان سببوں میں بھی قوت پیدا کرے، تو کرے، نہ کرے تو نہ کرے۔

اسباب تب ہی کام کرتے ہیں میرے دوستو! جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو، تو اسباب اُلٹا کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ پانی کا کام ڈبونا ہے یا تیرانا ہے۔ پانی میں ڈبو دیا فرعون کو اور بچا لیا موسیٰؑ کو۔ آگ کا کام جلانا ہے، آگ نے جلا دیا دوسروں کو، لیکن نہ جلایا ابراہیمؑ کو۔

کائنات کی ہر شے، اللہ تعالیٰ کے حکم کی محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محکوم ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہیں، ہو سکتا ہے، جو نہ چاہیں، نہیں ہو سکتا۔ تو فرمایا، حضورؐ کی دعا ہے اللھم لا مانع لما اعطیتَ، ولا معطی لما منعتَ ولا رادّ لما قضیتَ یا اللہ! جس کو تو دینا چاہے، دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ یہاں پر فرمایا تمہیں جو کچھ میں دیتا ہوں، یہ میری رحمت ہے میں رحمٰن ہوں۔ اگر میں معمولی توجہ کر دوں، ایک معمولی سی بیماری تمہارے ساتھ چھوڑ دوں، تو ساری زندگی جان نہ چھڑا سکوگے۔
اللہ مجھے آپ کو پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ جب معیشت میں کمی لانا چاہیں، معمولی سی بات کردیں، تو بڑے بڑے مفکّر پریشان ہو جاتے ہیں، بڑے بڑے ساہوکار، ذلیل ہو جاتے ہیں، بڑے بڑے سرمایہ دار، بے پردہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ دنیا، قیامت، دونوں میں ہمیں ذلت سے محفوظ رکھیں۔

میں ویسے عرض کرتا ہوں، بطور مشورے کے، کہ آج کے دور میں، جو دور جا رہا ہے دوستو! بڑی بے حیائی کا دور ہے امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ نے غزوہ خندق میں، جب کافروں کی تعداد بہت زیادہ تھی، بلکہ سارے عرب کے کافر سمٹ کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہو گئے تھے اور امام الانبیاءؐ اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں تھے، خندق کھودی جا رہی تھی، حضورِ انورؐ سے پوچھا گیا۔ اللہ کے نبیؐ! بظاہر حالات ہمارے خلاف ہیں، کافروں کی، مشرکوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور ہمارے پاس تو کھانے کو بھی کچھ نہیں ہے۔

وہ مشہور واقعہ مسلم شریف میں آتا ہے کہ صحابہ کرام میں سے، بعض کے پیٹ پر ایک، ایک پتھر بندھا ہوا تھا اور جناب محمدؐ رسول اللہ کے پیٹ پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے بھوک کی وجہ سے۔ سامان رسد کا یہ حال تھا، لیکن اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یقین کی یہ حالت تھی کہ سیّد دو عالمؐ جب خندق کھود رہے تھے، تو ایک چٹان آئی، جو صحابہ کرامؓ سے نہ ٹوٹ سکی۔ امام الانبیاء تشریف لے گئے، حضورؐ نے جو ایک کدال مارا، تو لوہے کی رگڑ سے، جو پتھر پر لگی، اس سے آگ نکلی، روشنی ہوئی تو حضورؐ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے شام کی کنجیاں عطا فرما دیں۔ اقتصادی حالت یہ ہے، مادی حالت یہ ہے اور ایمان کی حالت یہ ہے، پھر فرمایا اللہ نے مجھے قیصر و کسریٰ کی کنجیاں عطا فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ پر اتنا یقین کامل تھا اور نظر خداوند قدوس کی طاقت پر تھی، اعتماد تھا۔

تو صحابہ کرامؓ میں سے بعض نے عرض کیا کہ حالات ناسازگار معلوم ہوتے ہیں۔ حضورؐ نے ایک دعا فرمائی، آپ بھی یہ پڑھا کریں میرا یہ مشورہ ہے چھوٹی سی ہے پہلے اور بعد درود شریف پڑھ لیا کریں، پندرہ، بیس بار پڑھ لیا کریں، فرمایا یہ دعا، سب کے سب صحابہ پڑھو "اللھم استر عوراتنا و آمن روعاتنا" اے رب العالمین! ہمارے پردوں کو ڈھانپ دے، ہمیں بے پردہ نہ کر اور اللہ! ان چیزوں سے ہمیں خطرہ ہے، جو ہمیں عذاب میں اور پریشانیوں میں مبتلا کرنے والی ہیں یا اللہ! ان مصیبتوں سے، ہمیں امن میں رکھو۔ اللہ مجھے آپ کو امن نصیب فرمائے۔

تو عرض یہ کر رہا تھا، یہ بات بتا رہا تھا کہ "الرحمٰن" اللہ تعالیٰ رحمٰن ہے، کائنات کو جو پالتا ہے، تو وہ اپنی رحمت کے ساتھ پالتا ہے، کسی کا اللہ تعالیٰ پر جبر نہیں، کسی کا اللہ تعالیٰ پر زور نہیں، وہ رحمٰن ہے، اپنی رحمت کی برکت سے کائنات کو پیدا کیا، انسانوں کو پیدا کیا، جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا، وہ سب کا سب رحمت کا پرتو ہے۔

رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کا شکریہ ادا کرے۔ اگر گننے خدا کی نعمتیں، جو لاتعداد ہیں، تو اور کچھ نہ کہہ سکے تو خالی الحمد للہ ہی کہہ دے۔ تم اللہ کی نعمتیں نہیں گن سکتے، تمہاری طاقت ہی نہیں کہ تم گن سکو۔ انسان کی چوٹی سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک، یہ اللہ کی رحمتیں، بدنی رحمتیں ہیں۔ یہ اعضاء، یہ قویٰ، یہ شعور، یہ سمع و بصر، یہ حواس ظاہریہ، یہ حواس باطنیہ، اللہ تعالیٰ ہی نے اپنی رحمت سے دیئے ہیں۔ "رحمٰن" کی کچھ تفصیل عرض کر دی ہے۔ اب دعا فرمائیں۔

درسِ قرآن مجید ایچ۔ایم۔سی ٹیکسلا ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون۔ صدق اللہ العظیم

میرے بزرگو، بھائیو اور دوستو! گذشتہ درس میں اِن ہی آیات کے متعلق کچھ عرض کیا گیا تھا۔ کتابِ مجید ساری کی ساری ہدایت ہے۔ اللہ کے دین کو اگر سمجھا جائے اور پھر عمل کیا جائے تو میرے دوستو! وہ اللہ کی رحمت سے ذریعۂ نجات بن جاتا ہے۔ اللہ مجھے، آپ کو بھی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

پہلے درس میں ان چند آیات کی تفسیر اور تشریح عرض کی گئی تھی کہ قرآن شریف کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن ہدایت ہے۔ قرآن کریم کتابِ ہدایت ہے، لیکن اس کیلئے چند شروط ہیں۔ دنیا میں آپ کوئی بھی چیز لے لیں میرے دوستو! اس کیلئے چند شرطیں ہوتی ہیں۔ اگر وہ شروط پوری کی جائیں تو آپ اس چیز سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر وہ شروط پوری نہ کی جائیں تو آپ اُن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ کسی بیمار کیلئے اگر کوئی دوا استعمال کرانی ہو تو جو پرہیز اس کا معالج بتائے، جو وقت بتائے، جتنی مقدار بتائے، اس کے مطابق دوا استعمال ہوگی تو وہ فائدہ دے گی، ورنہ وہ نقصان دے گی۔

چنانچہ رب العالمین نے سورۂ اسراء میں فرمایا و ننزل من القرآن ما ھو شفاء و رحمة للمؤمنین ولا یزید الظٰلمین الا خسارًا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن جتنا بھی ہم نازل کرتے ہیں، اس قرآن مجید میں کیا ہے؟ شفاء ہے اور رحمت ہے کس کیلئے؟ للمؤمنین۔ یقین کرنیوالوں کیلئے، ماننے والوں کیلئے، جو میری بات مانتے ہیں، میری بات پر یقین کرتے ہیں، ان کیلئے قرآن مجید کیا ہے؟ رحمت بھی ہے اور شفا بھی ہے، لیکن جو اللہ کی حدوں کو توڑنے والے ہیں، وہ قرآن مجید کو سن کر گھاٹے میں ہیں۔

جب قرآن کی بات سنی، سمجھی اور اس کی پھر مخالفت کردی تو گھاٹا ہی ہوا نا ں جی! اللہ تعالیٰ ایسے گھاٹوں سے محفوظ رکھے۔ "ھدایت" یعنی قرآن پر عمل کرنے کیلئے بھی چند شروط ہیں۔

پہلی شرط کیا ہے؟ تقویٰ۔ اور تقویٰ کی پھر تشریح فرمائی۔ پہلی آیات جو گذشتہ درس میں گذر چکی ہیں، ان میں تقویٰ کی تشریح بیان فرمائی کہ بن دیکھی باتوں پر یقین رکھتے ہیں، ان کو مانتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اللہ کے نام پر دیتے ہیں اور جو کچھ بھی ہدایت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی ہے، اُس کو مانتے ہیں اور جو اُس سے پہلے ہدایات آئیں اُن کو بھی مانتے ہیں۔ اور آج جو فرمایا وبالآخرۃ ھم یوقنون۔ آخرت پر ان کا پورا یقین ہے۔

قرآن کریم میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کا با ربط کلام ہے، یہ ایسے نہیں کہ جیسے بات منہ سے نکلی نکال دی۔ یہ کہنے والے فرمانے والے کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ۔ ومن اصدق من اللہ قیلا، ومن اصدق من اللہ حدیثا۔ حدیث فرمایا۔ اسی طرح تمت کلمات ربک صدقا و عدلا۔ تیرے رب کی باتیں سچائی میں اور عدل میں کامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے سچا اور کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ عدل کا کلام کرنیوالا اور کوئی نہیں۔

"عدل" کا معنی کیا ہوتا ہے؟ جو ضرورت ہو، جیسی جگہ ضرورت ہو، اس کے مطابق بات کی جائے۔ عدل، انصاف کا بھی نام ہے، کیونکہ وہ بھی تقاضا کرتا ہے ناں! تو میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی بات، قرآن مجید، اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے

آپ الحمد سے لے کر و الناس تک دیکھیں گے کہ قرآن مجید کا کوئی کلمہ، کوئی حرف، آپس میں بے جوڑ نہیں ہے البتہ یہ ہے کہ جوڑ سمجھنے کیلئے ذہن پر بوجھ ڈالنا پڑتا ہے اور اگر اندر کوئی نورِ معرفت ہو، تو پھر بات بڑی آسان ہو جاتی ہے تو پہلے کیا ارشاد فرمایا قرآن ہدایت ہے "اب ہدایت کیلئے شروع کیا فرمائیں؟ یہ ہدایت کس کیلئے ہے؟ تقویٰ کرنے والوں کیلئے، پرہیز گاروں کیلئے۔ اب پرہیزگار کو کوئی یقین ہوگا۔

میرے دوستو! جب ہم کسی معالج کے پاس جاتے ہیں، کسی حکیم کے پاس، تو ہمارے اندر ایک یقین ہوتا ہے۔ اللہ سب بیماروں کو شفاء عطا فرمائے، بیمار کو یقین ہوتا ہے کہ اگر اس کے پاس میں گیا تو میں تندرست ہو جاؤں گا، حالانکہ دنیا کا کوئی بھی معالج، کسی بیمار کو اللہ کے حکم کے بغیر تندرست نہیں کرسکتا، لیکن ہمارے اندر ایک یقین ہوتا ہے۔ یہ دنیا کے جتنے بھی معالج ہیں، انسانیت کے خیرخواہ لوگ ہیں، لیکن ان کی کسی بھی تجویز کو ہم اتنا پائیدار، کامیاب اور اکسیر نہیں کہہ سکتے، جتنا رب العالمین کی بات ہے۔

اسلئے پہلے کیا فرمایا، ایمان بالغیب۔ تقویٰ کے ساتھ کیا ہوگا؟ ایمان بالغیب اور ایمان بالغیب کی نشانی کیا ہے؟ وہ عمل میں بھی کچھ آئے ناں! اب آپ مسجد میں تشریف لائے، اللہ آپکے آنے جانے کو قبول فرمائے۔ جو سجدے میں نے کئے، آپنے کئے، اللہ ہماری اس گناھگار پیشانی کو جہنم سے محفوظ رکھے۔ تو آپ اور میں، اگر چارپائی پر بیٹھے ہوئے یہ کہہ دیتے کہ واقعی جی! قیامت آنیوالی ہے، واقعی جی! نماز فرض ہے، واقعی جی! ظہر کا وقت ہو گیا ہے اور مسجد نہ آتے۔ کیا ہمارا ایمان بالغیب صحیح ہوتا؟

ایمان بالغیب کے بعد، ایک عملی انقلاب آجاتا ہے اور وہ عملی انقلاب کیا ہوتا ہے؟ کہ پھر انسان، اپنی جانی، مالی، بدنی ہر قسم کی عبادت کیلئے مستحق کسی کو سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو۔ تو پہلی بدنی عبادت کون سی ہے؟ یقیمون الصلوٰۃ۔ یہ اقامت صلوٰۃ انسانوں کی بدنی عبادت ہے کہ ہم پورے بدن کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیتے ہیں، اسلئے نماز کا درجہ باقی تمام عبادتوں سے بلند ہے کیونکہ نماز میں انسان کا پورا بدن مصروف ہوتا ہے، بدن کو پہلے صاف کیا جاتا ہے، وضو کرتے ہیں، اگر بدن ناپاک ہو، غسل کرتے ہیں اس کے بعد پھر تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، ہاتھوں کو اٹھاتے ہیں، پھر ناف کے نیچے باندھتے ہیں، پھر رکوع میں جاتے ہیں، پھر کھڑے ہوتے ہیں، پھر سجدے میں جاتے ہیں، پھر بیٹھتے ہیں۔

آپ غور فرمائیں کہ نماز پڑھتے وقت زبان سے لے کر پاؤں کے ناخن تک، سر کی چوٹی سے لے کر ٹخنوں تک، یہ ہمارا بدن مصروف رہا ناں! بدن کا کوئی حصہ ایسا نہیں رہا، جس نے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ نہ کیا ہو۔ اگرچہ بظاہر تو ہماری پیشانی جھکتی ہے، لیکن درحقیقت، ہمارا سارا بدن، اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک گیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے سامنے جھکنے کی توفیق دے اللہ مرنے سے پہلے، جو ہمارے بھائی بے نماز ہیں، ان کو بھی اللہ تعالیٰ نمازی بنائے۔

تو دوستو! سورۃ نور میں شاید اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن، اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ میرے سامنے سجدہ کرو، تو جنہوں نے دنیا میں سجدے کئے ہیں، وہ تو مانوس ہونگے، وہ تو جھک جائیں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے، ان کی تو پیاری عبادت ہے اور جو محروم قسم کے انسان، دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے سے محروم رہے تھے، اس وقت تو وہ بھی کوشش کریں گے۔

قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ کوشش کرینگے کہ ہم سجدہ کریں لا یستطیعون، لیکن وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے ترھقھم ذلۃ وقد کانوا یدعون الی السجود وھم سالمون۔ اللہ فرماتے ہیں کہ جب میں یہ حکم دیتا تھا کہ اے میرے بندو! جھک جاؤ، سجدہ کرو تو جن خوش بختوں نے دنیا میں میرے سامنے سجدے کئے تھے، جن کو سجدوں سے پیار تھا، وہ تو جھک جائینگے اور جو دنیا میں سجدوں سے محروم رہے وہ کوشش کرینگے کہ ہم سجدہ کریں تاکہ عذاب سے بچ جائیں، لیکن نہیں کر سکیں گے۔ قرآن گواہی دیتا ہے لا یستطیعون۔ اللہ تعالیٰ ہماری زندگی کو ایسی کیفیت سے محفوظ رکھے۔

میرے دوستو! اب تو کسی کو بلاؤ، کہ سجدہ کرو تو اکڑ جاتا ہے، وہاں یہ سجدہ کرنا چاہیگا، اللہ فرمائےگا میں سجدہ نہیں کرنے دونگا، پیٹھ کو روک لونگا، گردن کو نہیں جھکنے دونگا۔ کیوں؟ ان کو میں سزا دونگا۔ کیوں؟ وقد کانوا یدعون الی السجود وھم سالمون دنیا میں ان کو بلایا جاتا تھا، کہ آؤ! اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ کرو اور وہ اکڑ جاتے تھے۔ اب وہ کرنا چاہتے ہیں تو میں نہیں کرنے دونگا۔ جب میں نے چاہا، انہوں نے نہیں کیا، اب وہ کرنا چاہیں گے، میں نہیں چھوڑونگا۔ اللہ تعالیٰ ایسی حالتوں سے ہم سب کو محفوظ رکھے اور جو ہمارے بے نماز بھائی، بہنیں، بچیاں ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی نمازی بنا دے۔ اقامت صلوٰۃ، یہ سارے بدن کی عبادت ہے

تو میرے دوستو! جو اللہ والے نیک لوگ ہیں، ان کا تو دل بھی عبادت پر آجاتا ہے، دل کے ساتھ بھی اللہ کی عبادت کرتے ہیں، انکا روح بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے، ان کا دماغ بھی نماز میں لگا رہتا ہے۔ ہم جیسے گناہگاروں کیلئے یہ بھی بڑا شرف ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے ہمارے بدن کو اپنے سامنے جھکا دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس سعادت کو موت تک قائم، دائم رکھے، اللہ کسی وقت بھی ہم کو نماز سے محروم نہ فرمائے۔

میرے دوستو! پہلی عبادت کیا فرمائی تھی؟ بدنی اقامت صلوٰۃ۔ پھر اسی کے ساتھ فرمایا ومما رزقنھم ینفقون۔ اور دوسری عبادت کیا ہے۔ عبادت مالی۔ جو ہم نے ان کو دیا، جو بھی ہم نے دیا اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں، مالی بھی کرتے ہیں۔ اشارے فرمائے اور پھر آگے فرمایا یہ دو عبادتوں کا نام میں نے لیا، والذین یؤمنون بما انزل الیک۔ جو کچھ بھی آپ پر نازل کیا گیا، اس پر یقین رکھتے ہیں۔

صحیح حدیثوں میں آتا ہے۔ صحابہ کرامؓ امام الانبیاءؐ کی ہر ادا کو عبادت سمجھتے تھے، اور بات بھی ٹھیک ہے۔ یاد رکھیں میرے بھائیو! حضورؐ کی ہر ادا شریعت ہے۔ حضورؐ کا بیٹھنا بھی شریعت، حضورؐ کا چلنا پھرنا بھی شریعت، حضورؐ کا جاگنا سونا بھی شریعت۔ انسانی ضرورت کے جو اعمال ہیں نان جی! وہ بھی شریعت ہیں، امت کیلئے۔

امام الانبیاءؐ کے متعلق آتا ہے۔ صحابہؓ سے پوچھا گیا، حضورؐ جو سری نماز پڑھتے تھے، جیسا کہ ہم نے ابھی ظہر کی نماز پڑھی۔ دو نمازیں سری ہیں، جنہیں امام آہستہ قرأت سے ادا کرتا ہے۔ ظہر اور عصر کی نماز۔ کیونکہ دن میں اللہ تعالیٰ کے جلال کا غلبہ ہوتا ہے۔ جب رب العالمین جلال میں ہوں، تو اس وقت بات آہستہ کرنی چاہیے، دن میں سورج ہوتا ہے، سورج میں نور بھی ہے اور تپش بھی ہے، یہ جلال کا مظہر ہے اور جلالیت کے وقت بندے کو زیادہ عجز و انکسار کرنا چاہیے، اسلئے دن کی جو نمازیں ہیں، وہ سری ہیں۔

ویسے فقہاء نے لکھا ہے۔ امام ابن ہمامؒ نے "فتح القدیر" میں لکھا ہے، جو ہدایہ کی شرح ہے کہ ایک آدمی جو نماز اکیلے خود پڑھتا ہے مثلاً اشراق کی نماز، چاشت کی نماز، اُسے اختیار ہے، اگر وہ چاہے تو اونچی آواز سے قرآن کی تلاوت کر سکتا ہے۔ لیکن امام جب جماعت کرائے گا، تو آہستہ پڑھے گا۔

تو صحابہ کرامؓ سے کسی نے پوچھا کہ نبی کریمؐ، جب ظہر کی نماز پڑھا کرتے تھے، پڑھایا کرتے تھے یا عصر کی نماز۔ صحابہ کرامؓ کتنے خوش بخت تھے کہ جن کو محمد رسول اللہؐ کی امامت نصیب ہوئی۔ دیکھو نا! ہم جیسے گنہگار، اس دنیا کے کسی عالم دین، یا کسی نیک آدمی کے پیچھے نماز پڑھ لیں، تو کتنے خوش ہوتے ہیں کہ الحمد للہ فلاں نماز، فلاں عالم دین کے پیچھے پڑھ لی، تو وہ صحابہ کرامؓ کتنے خوش بخت تھے، جنہوں نے نمازیں حضورؐ کے پیچھے پڑھیں۔

صحابہ کرامؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا علم تھا کہ حضورؐ سِرّی نمازوں میں بھی قرأت کرتے تھے، میں بات کر رہا تھا، حضورؐ کی ہر ادا پر۔ تو صحابہؓ کہا "کنا نعرف من اضطراب لحیتہ"۔ حضورؐ کی داڑھی کے بال ہلتے تھے، تو ان بالوں کو ہلتا دیکھ کر، ہم اندازہ لگاتے تھے کہ حضورؐ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔ تو حضورؐ کی داڑھی مبارک کے بالوں کا ہلنا دیکھ کر، دلیل دی قرأت فی الصلوٰۃ پر۔

اسی کو لکھا علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے، جو دورِ حاضر کے آخری محدث سمجھے جاتے ہیں۔ وہ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ امام الانبیاءؐ کی زندگی کا ہر حال، امت کیلئے حجت، دلیل اور رضا ہے۔ تو "بما انزل الیک" کا مطلب صرف قرآن نہ سمجھا جائے۔ میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے بہت لمبا لفظ فرمایا "یؤمنون بما انزل الیک"، ہر اُس چیز پر، ہر اُس کلام پر، ہر اُس حکم پر "انزل الیک" جو آپؐ کی طرف نازل کیا گیا ہے، خواہ وہ قرآن کی شکل میں ہو، خواہ وہ حدیث کی شکل میں ہو۔

بات سمجھیں، جس چیز کے بارے میں، حضورؐ فرماتے ہیں کہ یہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا جو میں کہتا ہوں، شریعت ہے۔ حضورؐ کا ہر قول شریعت، ہر فعل شریعت، امام الانبیاءؐ کا کسی عمل پر سکوت، شریعت۔ یہ بحث لمبی سی بحث ہے۔ بہر حال۔

پھر آگے فرمایا "وما انزل من قبلک" اور اس شریعت پر بھی ان کا یقین ہے، جو آپؐ سے پہلے نازل کی گئی، اگرچہ عمل میں ہم حضورؐ کی بات کو لیں گے۔ کیونکہ حضورؐ کے تشریف لانے پر، پہلی ساری تعلیمات ختم ہو چکی ہیں۔ پہلی ساری تعلیمات وقتی تھیں اور امام الانبیاءؐ کی تعلیمات، ابدی اور دوامی ہیں۔ حضورؐ کے آنے سے پہلے جو تعلیمات تھیں، وہ اپنے اپنے وقت کیلئے ضروری تھیں، لیکن جب آپؐ تشریف لے آئے تو شیخ سعدیؒ کے بقول آپؐ نے پہلی ساری امتوں کے کتب خانے دھو ڈالے، ساری کتابیں منسوخ ہو گئیں۔

ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ دنیا میں جتنے نبی تشریف لائے، ان کو جو پیغامات اللہ تعالیٰ نے دیئے، ان پر ہمارا ایمان ہے، وہ حق ہیں مگر عمل ہم کریں گے امام الانبیاءؐ کی تعلیمات پر۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا "عمّ الرجل صنو ابیہ" کسی انسان کا چچا باپ کا مثل ہے جس طرح باپ ہوتا ہے، اس طرح چچا بھی ہوتا ہے، مگر وراثت نہیں ملتی۔ وراثت باپ کی ملتی ہے، چچا کی نہیں۔

ہم سب انبیاءؑ کا احترام کرتے ہیں، حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت مسیحؑ تک۔ جتنے انبیاءؑ تشریف لائے، ہم سب کو مانتے ہیں۔

اللہ کا نبی مانتے ہیں' اللہ کا رسول مانتے ہیں' اُن سب پر ہمارا ایمان ہے' لیکن عمل ہم کس پر کریں گے؟ جو ہمارے لئے ہدایت بن کر آئے وہ کون ہیں؟ جناب محمد رسول اللہ ﷺ۔ آخری جو بات' جو آج میں نے پڑھی' اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

"وبالآخرۃ ھم یوقنون" اور آخرت پر ان کا یقین ہے۔ یہ "ھم" فاعل ہے اور "یوقنون" فعل ہے۔ عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب فعل سے فاعل کو مقدم کیا جائے تو اس میں "حصر" پیدا ہو جاتا ہے۔ وبالآخرۃ ھم یوقنون اور آخرت پر ان ہی کا یقین ہے جو حصہ قرآن شریف کا میں نے پڑھا ہے' درس اسی کے متعلق میں نے دینا ہے۔

میرے دوستو! اس حصے میں تین باتیں ہیں میرے' آپ کے سمجھنے کیلئے ضروری ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ "وبالآخرۃ ھم یوقنون" کا تعلق پہلی تعلیمات کے ساتھ کیا ہے؟ دوسرا یہ ہے کہ آخرت پر ایمان لانے سے فائدہ کیا ہے؟ اور تیسرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب ارشادات کے متعلق فرمایا "یؤمنون بالغیب" "یؤمنون بما انزل الیک"۔ یہاں فرمایا "وبالآخرۃ ھم یوقنون"۔ "یؤمنون" نہیں فرمایا قیامت پر اُن کا ایمان "یؤمنون" نہیں فرمایا' بلکہ فرمایا' قیامت پر ان کا یقین ہے۔

یہ تین باتیں ہیں' جو آج آپ کے سامنے کہنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے کہنے اور آپ کو سننے کی توفیق عطا فرمائیں۔

پہلی بات جو ہے وہ میرے دوستو اور میرے بزرگو! کیا ہے' کہ آخرت پر یقین کا تعلق پہلی تعلیمات سے کیا ہے؟ وہ یوں سمجھ لیجئے جیسے ہمارے ہاں "علت" اور "معلول" ہوتی ہے۔ "علت" سبب بنتی ہے "معلول" کے پیدا ہونے کا۔ جب یوں کہا جاتا ہے "اذا طلعت الشمس فالنھار موجود" "جب سورج چڑھے گا' تو دن موجود ہو جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ سورج تو چڑھے اور دن موجود نہ ہو۔ اب ایک آدمی یہ کہہ دے' رات کے دو بجے' کہ دن ہو گیا ہے' تو وہ غلط کہتا ہے۔ ابھی سورج طلوع نہیں ہوا' تو دن کیسے ہوگا۔ اور ایک آدمی کہتا ہے "طلع الشمس فالنھار موجود" جب سورج کا طلوع ہو گیا تو دن موجود ہے

تو آخرت کا یقین' پہلی باتوں کیلئے بطور "علت" کے ہے۔ اگر کسی کے دل میں آخرت پر یقین ہوگا' تو وہ قیامت کو مانے گا' وہ نماز بھی پڑھے گا' وہ اللہ کے نام بھی دے گا اور وہ ساری ہدایت کو تسلیم کرے گا۔ لیکن اگر قیامت پر یقین نہیں ہے تو میرے دوستو! پھر کسی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ نمازیں پڑھے' وہ زکوٰۃ دے' وہ روزے رکھے' وہ حج کرے' وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے' وہ نیکی کے کاموں کی طرف قدم بڑھائے۔

آج اسی دور میں آپ دیکھتے ہیں ناں! یہ جو بے چینی پھیل رہی ہے۔ کسی کو میرے دوستو! قیامت پر تقریباً یقین نہیں ہے' اللہ مجھے آپ کو آخرت پر یقین کے عقیدے پر قائم رکھے' لیکن ہمارے معاشرے کا جو عملی حال ہے ناں! اس حد تک پہنچ گیا ہے۔ مجھے پچھلے دنوں' ایک دوست نے بات سنائی کہ ہمارے معاشرے میں لوگ' اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ کتنا مذاق کرتے ہیں۔ وہ کسی نے کہا بھائی! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو یہاں ایک نیکی کرے گا' اس کو اگلے جہان میں کم از کم' ستر گنا ثواب ملے گا یا دس گنا ثواب ملے گا۔ قرآن شریف میں بھی آتا ہے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا اور فرمایا واللہ یضاعف لمن یشاء

تو وہ دوسرا آدمی' جو اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا ہے' وہ یہ مذاق کرتا ہے کہ تم مجھے دس روپے دے دو' اگلے جہان میں مجھ سے

سود روپے لے لینا، کس حد تک یہ تمسخر ہے، اللہ تعالیٰ کی بات کا۔ میرے دوستو! کفر جو ہوتا ہے، اُس میں کوئی دیر نہیں لگتی، کافر کو سینگ نہیں لگے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کفر سے محفوظ رکھے۔

کفر کے دو سبب ہیں "تکذیب اور استخفاف"۔ اللہ تعالیٰ کی بات کو نہ ماننا، اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

ایک آدمی کہتا ہے، میں نماز نہیں پڑھتا، کافر ہو جاتا ہے؟ اسلئے نہیں پڑھتا کہ میں مانتا ہی نہیں۔ ایک ہے گنہگار، نہیں پڑھتا لیکن کہتا ہے بھائی! گنہگار ہوں، اللہ معاف کرے۔ ہو سکتا ہے وہ کل نمازی بن جائے، قضا کرنے لگے۔ لیکن اگر کہتا ہے کہ نماز فرض نہیں، نماز میں رکھا کیا ہے، اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا، انکار سے بھی کافر بن جائیگا۔

اور "استخفاف" ہلکا سمجھنا، اللہ کے دین کو۔ جو آدمی یہ کہتا ہے تم مجھے یہاں دس دیدو، اگلے جہان میں مجھ سے سو لے لینا معلوم ہوتا ہے، وہ اس بات کا معترف اور قائل نہیں ہے کہ مرنے کے بعد دوسری زندگی ہے۔ حالانکہ میرے دوستو! قیامت پر یقین رکھنا اتنا اہم مسئلہ ہے کہ آدمی حیران ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے کتنی شدت اور تاکید کے ساتھ بیان فرمایا۔

آپ قرآن کی آیت پڑھیں، چھوٹی پڑھیں یا بڑی۔ قرآن پاک کی کوئی بھی سورۃ آپ دیکھیں، آپ کو اکثر سورتوں میں قیامت کا مسئلہ ملے گا اور جتنے نام قرآن شریف میں قیامت کے آتے ہیں، اُتنے میرے خیال میں اور کسی چیز کے نہیں آتے، کہیں تو فرمایا "الحاقۃ"، کہیں فرمایا "القارعۃ"، کہیں فرمایا "الواقعۃ"، کہیں "یوم القیمۃ" فرمایا، کہیں "یوم الفصل" فرمایا، کہیں فرمایا "یوم الخلود"، "یوم الخروج"، کہیں فرمایا "یوم الحساب"۔

یہ جو قیامت کے سارے نام ہیں، سارے الفاظ قرآن مجید میں موجود ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے اتنے نام کیوں بیان فرمائے، اسلئے کہ یہ مسئلہ بنیادی مسئلہ ہے، اس کو معمولی نہ سمجھا جائے، اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے کا مجھے بھی، آپ کو بھی شوق نصیب فرمائے۔ آپ قرآن شریف جتنا آگے چلیں گے یعنی "سورۃ الملک" سے "الناس" تک، بلکہ "المجادلۃ" سے، تو ہر سورۃ میں قیامت کا مسئلہ ہے۔

یہ عجیب سا اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم ہے کہ ہم مسلمانوں کو ڈرانے کیلئے، سمجھانے کیلئے دیکھئے سورۃ فاتحہ میں فرمایا، آپ سن چکے ہیں، جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو کیا پڑھتے ہیں الرحمٰن الرحیم، مالک یوم الدین، اللہ تعالیٰ مالک ہے کس کا؟ بدلے کے دن کا، سورۃ فاتحہ میں بھی یقین دلا دیا کہ خبردار! اے مسلمانو! ایک دن آنیوالا ہے، تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا، نیک عمل کروگے تو نیک جزا ملے گی، برا عمل کروگے تو سزا ملے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو سزا سے محفوظ رکھے۔

سورۃ فاتحہ کے شروع میں کیا فرمایا "ملک یوم الدین" اور سورۃ بقرہ کے شروع میں کیا فرمایا "یؤمنون بالغیب" اور آگے کیا فرمایا "وبالآخرۃ هم یوقنون"۔ پھر آگے چلے، آخر میں جاکر اتنی تاکید فرمائی "الواقعۃ" سورۃ کا جو نام ہے، اسمیں قیامت کا مسئلہ، "سورۃ الملک" میں بھی، سورۃ النوح میں بھی، سورۃ الحاقہ میں بھی، سورۃ التکاثر میں، غرضیکہ کوئی سورۃ آپ پڑھ لیں، اٹھائیسویں، انتیسویں، تیسویں پارے کی ہر سورۃ میں میرے دوستو! قیامت کا مسئلہ موجود ہے۔ کہیں بالذات موجود ہے اور کہیں ضمناً۔

تو معلوم ہوتا ہے قیامت کا مسئلہ اہم عقیدہ ہے اور یہ کیوں اہم ہے، میں نے ابھی عرض کیا کہ یہ محرک ہے نیکی کی طرف، یہ محرک ہے اللہ کی بات ماننے کیلئے، یہ محرک ہے انسان کو خدا کی نافرمانی سے بچانے کیلئے۔ کعب احبار، یہودیوں کے بہت بڑے عالم گذرے ہیں

احبار کہتے ہیں یہودی عالم کو۔ یہودی عالم تو ہیں ایک دفعہ گذر رہے تھے حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں، ایک قاری قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا، آواز کے ساتھ اور کعب احبار پاس سے گذرے شام کے ملک میں۔ وہ قاری یہ پڑھ رہا تھا یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ۔ اللہ فرماتے ہیں قیامت کے دن جب میں ان سب کو اٹھاؤنگا، تو دو قسم کے لوگ ہو جائیں گے۔

تبیض وجوہ، کچھ ایسے چہرے ہونگے، جو نور سے چمکیں گے، اللہ مجھے آپ کو ایسا ہی چہرہ عطا فرمائے۔ و تسود وجوہ۔ اور کچھ ایسے چہرے ہونگے، جو کالے سیاہ ہونگے۔ جن کے چہرے کالے ہونگے، وہ جہنم میں چلے جائیں گے اور جن کے چہرے سفید ہونگے۔ ففی رحمۃ اللہ ہم فیہا خلدون۔ کعب احبار عربی دان تھا، یہ سن کر غور کیا کہ یہ کیا پڑھ رہا ہے۔ جب قریب ہوا اور سنا، تو تاریخوں میں آتا ہے کہ وہ اونٹنی پر سوار تھا، اونٹنی سے اترا اور واپس لوٹا۔ قاری صاحب کی خدمت میں پہنچ کر ایمان کا اظہار کیا، کہ مجھے آپ مسلمان کریں۔

حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں انہیں پہنچایا گیا تو ان سے پوچھا گیا، اے کعب! تم نے زمانہ پایا رسول اللہؐ کا، تم نے زمانہ پایا ابوبکر صدیقؓ کا، تو نہ مسلمان حضورؐ کے زمانے میں، نہ ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں، تو میرے دور میں کیسے مسلمان ہو گیا، تو کعب نے جو وجہ بیان کی، وہ سننے کے قابل ہے، کہنے لگا کہ اے عمرؓ! حضورؐ کے زمانے میں بھی میں نے کبھی نہیں سوچا، صدیقؓ کے زمانے میں بھی کبھی نہیں سوچا اور آج جب میں جا رہا تھا، قاری قرآن پڑھ رہا تھا، اور جب اس نے یہ پڑھا یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ تو ان الفاظ کو سن کر میں کھڑا ہو گیا، میں نے سوچا کہ اگر میں یہ سن کر بھی آگے نکل جاؤں، تو ہو سکتا ہے میرا چہرہ بدل کر پیچھے نہ لگا دیا جائے۔

جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے۔ اے اہل کتاب! اس نبی پر ایمان لاؤ، اس کتاب پر ایمان لاؤ، جو ہم نے اپنے حبیب پر نازل کی من قبل ان نطمس وجوھا فنردھا علی ادبارھا او نلعنھم کما لعنا اصحب السبت و کان امر اللہ مفعولا
اے کتاب والو! اس نبی پر ایمان لاؤ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی کتاب پر جو ہم نے نازل کی، اس پر بھی ایمان لاؤ، اس وقت سے پہلے کہ ہم یا چہروں کو مسخ کر دیں یا ان کو اگلی طرف سے ہٹا کر پچھلی طرف کر دیں و کان امر اللہ مفعولا، جو ہم کرنا چاہیں وہ بات ہو جاتی ہے۔

یہ "تبیض" کی تفسیر سمجھ لیں۔ تو کعب احبار کہتے ہیں کہ میں تو ڈر گیا کہ اگر میں آگے نکل گیا، تو ہو سکتا ہے ابھی میرا چہرہ مسخ نہ کر دیا جائے، ابھی میرا چہرہ پیٹھ کی طرف نہ لگا دیا جائے۔ اتنا بڑا یہودیوں کا عالم۔ تو میں نے کہا وقت نہیں جانے دینا چاہیے۔ میں فوراً مسلمان ہو گیا، جناب محمد رسول اللہؐ کو میں نے قبول کر لیا۔ اللہ تعالیٰ میرے، آپکے چہرے کو کالا ہونا سے بچائے نورانیت عطا فرمائے

میرے دوستو! اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ساتھ، اپنی شفقت کے ساتھ، ہم جیسے گناہگاروں کیلئے، کیسی آسانیاں پیدا کر دی ہیں اتنی آسانیاں کیوں، اگر ہم آج ان کو بھی قبول کو نہ کریں، تو پھر کیا قبول کریں گے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وضو جو تم دنیا میں کرتے ہو، یہ قیامت کے دن تمہارے اعضاء کو چمکائے گا، تمہارے چہرے چمکیں گے، تمہارے بازو چمکیں گے، تمہارے پاؤں چمکیں گے ٹخنوں تک۔ یہ نور

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا۔ اسلئے ہمارے اکابر نے اسی حدیث کی روشنی میں دعائیں مرتب کی ہیں۔ وہ دعائیں بڑی پیاری دعائیں ہیں۔
اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو پڑھنے کی توفیق عطا فرمائیں' بلکہ میں آپ کی انتظامیہ سے عرض کرونگا کہ ان دعاؤں کو' جو
"الارشاد" رسالے میں چھپ چکی ہیں' ان دعاؤں کو ایک چارٹ پر لکھ کر' وضو کی جگہ پر لگا دیں' کیونکہ مسلمانوں کی وضو
کرتے وقت ایک عادت ہے اور وہ عادت اسلئے ہے کہ جب ہم نماز کیلئے آتے ہیں' کوئی ساتھی ہمارے ساتھ ہوتا ہے' وہ جو
ہمارا ساتھی ہے ناں' اللہ اس کو بھی ہدایت دے' وہ ہمارے ساتھ ہوتا ہے' جب ہم وضو کیلئے بیٹھتے ہیں' تو باتیں شروع
کر دیتے ہیں۔ شیطان کہتا ہے' "ہاں گلاں کرو' ویہلے او"۔ حالانکہ وہ عبادت کا ہوتا ہے۔

وضو بھی تو عبادت ہے ناں! اب حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جب تم عضو دھو تو یوں دعا کرو' ناک میں پانی ڈالو
تو کیا دعا کرو اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ اے اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنگھا۔ ناک سونگھنے والا ہے۔ جب
چہرے پر پانی ڈالو تو کیا کہو اللھم بیّض وجھی یوم تبیضّ وجوہٌ و تسودّ وجوہ۔ اے اللہ! میرے چہرے کو
سفید فرما' جس دن اُن لوگوں کے چہرے سفید ہونگے' میرا چہرہ بھی ان چہروں میں شریک کر۔ کتنی پیاری دعا ہے۔

اب دعائیں بھی ہوتی ہیں' وضو بھی ہوتا ہے اور گپوں سے بچ جاتا ہے۔ دائیں ہاتھ پر پانی ڈالے تو کیا کہے
اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابًا یسیرًا۔ اے میرا اللہ! میرا نامۂ اعمال' میرے دائیں ہاتھ میں عطا فرما اور
میرا حساب بڑا آسان کر۔ اور بائیں ہاتھ پر پانی ڈالے تو کیا کہے اللھم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا تحاسبنی حسابًا عسیرًا۔
اے میرے اللہ! میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دینا اور اللہ میرا حساب سختی سے نہ لینا۔ دیکھا وضو بھی ہو رہا ہے"
دعائیں بھی ہو رہی ہیں۔ ذہن بدل گیا کہ نہیں بدلا۔

اب سر پر مسح کرے تو کیا کہے اللھم اظلّنی تحت عرشک یوم لا تظلّ الا ظلّ عرشک۔ اے اللہ! تو
میرے سر کو' سارے بدن کو' اُس دن' جس دن تیرے عرش کی رحمت اور سائے کے سوا' کوئی سایہ نہ ہوگا' مجھے بھی اپنے
عرش کا سایہ نصیب کر۔ وضو بھی ہو رہا ہے' دعا بھی ہو رہی ہے۔ جب کانوں کا مسح کیا تو کہا اللھم اجعلنی من الذین
یستمعون القول فیتبعون احسنہ۔ اے میرے اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے بنا' ان لوگوں میں شمار کر' میرا حشر بھی
ان لوگوں میں کر۔ گردن کا مسح کرتے وقت اللھم اعتق رقبتی من النار' پاؤں دھوتے وقت اللھم ثبّت قدمیّ
یوم تزل فیہ الاقدام۔ تمام اعضاء کے دھوتے وقت کی یہ دعائیں' سب احباب خود بھی یاد کر لیں' دوسروں تک
بھی پہنچائیں۔ اصل چیز عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائیں۔ اب دعا کریں

(الحمد للہ حضرت کے حکم کی تعمیل میں' یہ ساری دعائیں سائیکلوسٹائل کرا کے ایچ۔ ایم۔ سی کے
مسلمان بھائیوں میں تقسیم کی گئیں)

خطاب در تقریب تکمیل حفظ قرآن نواسہ محمود حسن سلمہٗ و دستاربندی افغانیوں سٹی ۱۴۱۷ھ
۱۹۹۶ء

فرمایا ہمارے خاندان پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی مہربانی یہ ہے کہ حفظ قرآن کا سلسلہ نسلوں سے چلا آرہا ہے اور دن بدن ترقی پر ہے۔ ہمارے چچا فضل الٰہی مرحوم بڑے پکے حافظ تھے۔ تبلیغ کیلئے "ڈرعا سکر" گئے، وہیں ان کی قبر ہے۔ ہماری ایک پھوپھی بھتیجی، ان کا بیٹا حافظ محمد غفور تھا، اس نے قرآن یاد کیا۔ کئی سال بعد قبر کھودی گئی، پاؤں کی طرف سے، تو دیکھا گیا کہ جسم سلامت تھا، ان کے بیٹے، پوتے پچاس کے قریب حافظ ہیں۔ میاں صاحب، حافظ محمد حسین صاحب، حافظ محمد نواز صاحب وغیرہ۔

میرے چھوٹے بھائی حافظ منظور الٰہی صاحب، آج تک ان کی قبر نہیں گری، شمس آباد میں قبر ہے۔ اب میرے سارے بیٹے حافظ ہیں۔ حافظ محمد الیاس صاحب، جو میرے بھانجے تھے، ان کی وفات کے بعد ایک حافظ کم ہوا، ان کا بیٹا رشید احمد نور حافظ ہے۔ حافظ محمد انور صاحب، میرے بھانجے تھے، ان کے بیٹے بھی میرے سامنے قرآن سنائیں گے، وہ میرے نواسے ہیں۔

حافظ محمد انور صاحب کی کمی حافظ محمود حسن نے پوری کی۔ اس کا نام شیخ الجنیدؒ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ یہ بھی میرا نواسہ ہے۔

اپنے آبائی خاندان میں یہ پہلا حافظ ہے۔ اِسے والد صاحب سنتے گئے، ان کی خواہش تھی کہ میں تراویح میں سنوں۔ پھر مدینہ منورہ ساتھ لے جانا تھا، لیکن ویزہ نہیں ملا۔

میری خواہش تھی کہ اس کی دستاربندی کروں۔ دستاربندی کے بعد اسے فرمایا اس کی لاج رکھنا، قرآن پڑھانا۔

(دستاربندی سے قبل حضرت نے آخری دو سورتیں، سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کا پہلا رکوع خود پڑھوایا، اس کے بعد انّا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہٗ لحافظون پڑھوا کر مسنون دعا اللّٰھم آنس وحشتی ۔۔۔۔ پڑھوائی)

تقریب شب:-
ختم قرآن

اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکر ادا کرنا ضروری ہے، خود بندہ بھی اللہ کے حکم سے دنیا میں آتا ہے، ہر چیز اللہ دیتے ہیں۔ امّا بنعمۃ ربک فحدث۔ بندے کا خالق اللہ ہے، نعمتیں بھی وہ دیتا ہے۔ وَمَا بکم من نعمۃ فمن اللہ۔ نعمت پر شکر ادا کروگے، تو اور دونگا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ دنیا کی نعمتیں بھی اللہ دیتا ہے، البتہ کچھ نعمتیں عارضی ہوتی ہیں دنیا کی۔ لیکن کچھ ایسی ہیں، جو اللہ کے ہاں بڑی مقرب اور معزز ہیں، جس کو وہ ملیں تو خوش ہو کہ اللہ نے مجھے پسند کیا ہے اور ان میں سے ایک نعمت یہ ہے، اُس کے کلام کو سننا۔

حضرت موسیٰؑ کو فرمایا گیا انا اخترتک، فاستمع لما یوحیٰ۔ جب پہلی بار وحی ہوئی تو فرمایا میں نے تجھے چن لیا ہے، کس بات کے لئے؟ وحی کیلئے۔ جس کو وحی سننے کا شرف حاصل ہو وہ سمجھے کہ خدا نے مجھے چُن لیا ہے۔

قرآن کریم ساری کائنات کیلئے قیامت تک ہدایت ہے۔ ثابت یہ ہوتا ہے کہ قرآن سننے والے کو اللہ نے چن لیا ہے۔ ہمیں تو جنت مل گیا ہے۔ گرجوں میں، کلیساؤں میں وہ کلام نہیں سنایا جاتا، جو اصل وحی تھی۔ قرآن بعینہٖ وہ کلام ہے جو حضورؐ پر نازل ہوا۔ چودہ سال بعد بھی اللہ نے مسلمانوں کو یہ شرف بخشا ہے۔ کوئی سناتا ہے، کوئی سنتا ہے۔ پڑھنے والے کا تعلق لوحِ محفوظ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

مسلمان تمام مذاہب کو چیلنج کر سکتا ہے۔ "ولن تفعلوا" قرآن کا چیلنج ہے۔ اسد بچہ ہے، اس کے کھیلنے کی عمر ہے، کمزور ہے

لیکن خدا قوت دیتا ہے، اسلئے کہ لوحِ محفوظ سے تعلق ہوجاتا ہے۔ یہ اللہ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہ قرآن سے ثابت ہے
فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ نبی کریمؐ کے توسّل سے ہمیں بھی یہ نعمت ملی ہے۔

آپنے ایسے پاکیزہ بچے سے سنا، جس سے گناہ کبیرہ کوئی سرزد نہیں ہوا، ہم نے بالکل صحیح سنا ہے، بیٹے کا باپ سنے، پوتے کا
دادا سنے۔ ہم تو اس قابل نہیں تھے، محمد راشد حافظ ہے، یہ اس کا بیٹا ہے۔ ہمارے خاندان میں بہت حافظ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی
عظیم نعمتیں ہیں۔ قرآن پاک کی برکات اتنی ہیں، جو میں بیان نہیں کر سکتا، طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔

ہماری زندگی، ہماری بقا، نظامِ حیات قرآن مجید میں موجود ہے اور اس پر موقوف ہے، اس کو ختم کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں،
لیکن یہ کبھی کامیاب نہیں ہونگی۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ، اندھے حافظ ہیں، محدّث ہیں۔ سعودی عرب میں امام
عبداللہ بن باز اندھے ہیں اور فرمانروا ہیں، ان کا حکم بادشاہ بھی مانتا ہے۔

ہمیں یہ دلی خوشی ہونی چاہیے، پورا قرآن سنا، صالح پرہیزگار نوجوان سے۔ یہ قرآن کا سننا، بہت بڑی نعمت ہے، جیسے ابھی میں نے،
موسیٰؑ کا بتایا کہ تجھے پسند کر لیا ہے، اب کان لگا، جو تیری طرف وحی کی جا رہی ہے، صرف سننے کا حکم فرمایا۔ اللہ سب کو حافظوں کا احترام کرنے کی
توفیق عطا فرمائے۔ وہاں آخرت میں حافظوں کی قدر ہوگی۔ خدا فرمائے گا، او حافظ! یہ میری ذاتی بات ہے، پڑھتا جا اور سیڑھیاں چڑھتا جا۔
دوسرا یہ کہ بدن کو مٹی نہیں کھاتی۔ اگر سو یا چالیس آدمی، ایسے ہیں خاندان سے جو دوزخی ہو چکے ہیں، ان کی شفاعت کرو، بخشی دونگا۔
وَجَبَتْ لَهُمُ النَّارُ۔ کتنا اعزاز ہے، ہم سمجھتے نہیں ہیں۔ جو زیادہ قرآن پڑھے، حافظ ہو، اس کے ہونٹوں کو جبریل اور فرشتے بوسہ دیتے ہیں۔
موسیٰؑ کو فرمایا، کان لگانا۔ توریت کا درجہ زیادہ ہے یا قرآن کا۔ فرمایا سن، خود ساتھ نہ پڑھ۔ جب قرآن پڑھا جائے تو سنو اور خاموش رہو
اسلئے کہ سنے گا، تو بات سمجھ آئیگی۔

ہمارا عزیز حافظ انور دنیا سے چلا گیا ہے، اسکی کمی محمود حسن نے پوری کی ہے، دعا کرو اللہ اس کے بچوں کو بھی حافظ بنائے۔
اپنی اولاد کو حافظ بناؤ، ورنہ ناظرہ تو ضرور پڑھاؤ۔ حافظ کا حافظہ آخری تک صحیح رہتا ہے۔ ہمارے عزیز حافظ منظور الٰہی تھے 1935ء میں فوت ہوئے
ہمارے بڑے بھائی پاس بیٹھے سورۃ الملک پڑھ رہے تھے، بھول گئے تو انہوں نے لقمہ دیا اور ایک سیکنڈ بعد فوت ہو گئے۔

یہ لوگ قرآن کو ختم کرنا چاہتے ہیں، لیکن نہیں کر سکتے، اللہ دھوکہ بازوں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ حفاظ قراء تو قرآن پڑھنے والے، اذانیں دینے والے ہمیشہ رہیں گے
یہ جو کچھ مفاد دیتے ہیں، اس سے کیا ہوتا ہے، پاکستان میں اب تقریباً ایک کروڑ حافظ ہیں۔ یہ سلسلہ بڑھ رہا ہے۔ یہ عجیب کتاب ہے، حافظ سے غلطی
ہوتی ہے۔ کتابٌ عزیزٌ فرمایا۔ باطل بھی اس پر غلبہ نہیں پا سکتا، اللہ ہم سب کو اپنی اولاد کو دین سکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہ موت کے وقت پتہ چلتا ہے۔ علامہ اقبال کی موت کا وقت آیا، پاس کوئی نہیں تھا، اپنا راجہ حسن اختر پاس تھا، اقبال نے کہا قرآن سناؤ یا حدیث سناؤ
قرآن ہمارا شفیع ہوگا، اس کی شفاعت کو اللہ رد نہیں فرمائے گا۔ "شفیع" پہلے حضورؐ ہیں، پھر قرآن ہے۔

قرآن قبر میں بھی کام آتا ہے، قیامت میں بھی۔ جو سمجھے بغیر پڑھتا ہے، وہ اللہ کا کلام سمجھ کر پڑھتا ہے۔ یہ حفاظ لطیف ہیں کہ سمجھ کر پڑھے
جو الٓمٓ پڑھتا ہے اُسے دگنا ثواب ملتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے الٓمٓ کا مطلب کوئی نہیں جانتا، اس سے قرآن شروع ہوتا ہے

خطاب ختم قرآن ۲۳ مئی ۹۷ء

ہر بات سمجھنے کا میزہ مکلّف نہیں ہے، تم عمل کے مکلّف ہو۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تین حرف ہیں الف، لام، میم۔ حالانکہ بندہ معنے نہیں جانتا۔

یہ حکمران اب پھنس گئے ہیں، اسلام کو چھوڑ بھی نہیں سکتے، عمل بھی نہیں کرتے۔ ابھی تک یہ پتہ نہیں چلا کہ اس وطن کی اساس کیا ہے؟ کوئی نہیں کہتا کہ اسلام بنیاد ہے۔ باوجود اس کے اللہ تعالیٰ کے یہ الطافات ہیں۔ یہ دینی مدارس کی وجہ سے ہیں، جن کو مٹانے کی کوشش ہو رہی ہے، میرے پاس اس کے ثبوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اندر باہر سے پاکستان کی حفاظت فرمائے۔

قرآن کا پڑھنا، سننا سب ثواب ہے۔ عمل کرے تو زیادہ ثواب ہے۔ عمرؓ نے قرآن سنا تو مسلمان ہوئے۔

قرآن کی جلد لگانے والے کو، غلاف چڑھانے والے کو بھی اجر ملتا ہے۔ اب میری طبیعت ٹھیک ہو گئی ہے۔

اعتکاف والے احباب ہیں، ان کا آنا بھی مبارک ہے، یہ دیواریں بھی شہادت دیں گی، یہ چھت کی لکڑی بھی۔

حضورؐ کا واقعہ ہے کہ استن حنانہ از ہجر رسول۔ لکڑی کا وہ منبر بھی، ہجر رسولؐ میں رویا تھا۔ یہ دیواریں، لکڑیاں اعتکاف والو! آپ کی شفاعت کریں گی۔ ان چند ساعتوں کو قیمتی بناؤ۔ تلاوت کرو، استغفار کرو، درود شریف پڑھو۔

میری وصیت ہے، میری اولاد میں سے ہر ایک حافظ ہوگا۔

درس قرآن ایچ۔ایم۔سی ٹیکسلا ۷؍ فروری ۱۹۷۸ء

اللہ تعالیٰ اپنی قدرتوں کو کبھی کبھی محسوس طریقوں سے بھی سمجھاتے ہیں مثلاً ابراہیمؑ اور نمرود کا قصہ، مکالمہ اور انفاق فی سبیل اللہ کی گندم اُگنے سے مشابہت کہ ایک دانہ سے کتنے ہی دانے پیدا ہوتے ہیں۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ۔ اسے المعقول بالمحسوس کہتے ہیں۔ اس دانہ کی مثال سے یہ بھی مراد ہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندگی کیسے دی جاتی ہے، اسی طرح تشبیہ "روحانیات بالمشاہدات" بھی دکھائی جاتی ہے۔

قرآن سے ہر درجے کا تعلق اثر پیدا کرتا ہے۔ دیکھنا، سننا، پڑھنا، سمجھنا۔ اسی طرح مسجد سے ہر درجے کا تعلق بھی اثر پیدا کرتا ہے۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔

بارش اور پودوں کی مثال سے بھی انسان کو تعلیم کی گئی ہے مثلاً الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض۔ یعنی انسان کا بدن "زمین" اور وحی الٰہی "بارش" ہے۔ یہ زمین جب بارش کو قبول کر لیتی ہے، جذب کرتی ہے تو خود بھی خوشنما بن جاتی ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتی ہے ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یجعلہ حطاما۔ پودا ایک کر زرد ہو جاتا ہے اور ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح انسان، جس طرح پودا پہلے سبز، پھر زرد، پھر کر ٹیڑھی اور پھر ختم۔

حضورؐ جب مکہ میں تھے تو جب حضرت بلالؓ اذان دیتے، بچے نقل اتارتے۔ ایک دن عبداللہ بن رواحہؓ بھی نقل کر رہے تھے کہ حضورؐ نے پکڑ لیا۔ بالوں سے اور اُسی سے اذان کہلوائی۔ اسوقت چار، چار بار کلمات کہے جاتے تھے۔ امام شافعیؒ کا یہی مسلک ہے۔ رحمت والے ہاتھ سر پر پڑے تو وہ مسلمان ہوگئے۔ آپنے کافی عمر پائی۔ آخر وقت تک وہ بال سفید نہ ہوئے جن پر آپؐ کا ہاتھ پڑا تھا جبکہ باقی سارے بال سفید ہو گئے۔

یشرح صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ۔ جس کا سینہ اللہ اسلام کیلئے کھول دے، اللہ کے ذکر سے فویل للقاسیۃ قلوبھم لذکر اللہ۔ اللہ کی یاد سے جو دل سخت ہو جاتے ہیں ان کیلئے ھلاکت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا مفتاح الجنۃ لا الہ الا اللہ۔ اللہ کا ذکر اور یاد اصلاح کیلئے ضروری ہے۔

درسِ قرآن مجید ایچ۔ ایم۔ سی ٹیکسلا ۲۳ اپریل ۱۹۷۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللّٰہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی ... افلا تعقلون

یہ سورۃ یوسف کی آخری آیات ہیں۔ اگرچہ بظاہر دو آیتیں ہیں لیکن درحقیقت ساری تعلیماتِ آسمانی کا خلاصہ ہیں۔ دلائل سے بیان فرمایا کہ دنیا کی نجات اور قیامت کی بہتری صرف اسی نظام میں ہے۔ باقی سارے نظام مخلوق کے بنائے ہوئے ہیں، صرف یہ نظام رب العالمین نے بنایا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ سارے انبیاءؑ بگڑے ہوئے نظاموں کو ٹھیک کرنے کیلئے تشریف لائے اور آکر اُس غلط نظام کی نشاندہی کی۔ سارے انبیاءؑ نے دعوت دی۔ دعوتِ انبیاءؑ کا ذکر، نوحؑ سے ہے انّا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوحٍ والنبیین من بعدہ۔ شعیبؑ کی قوم باغبانی میں، ھودؑ کی قوم فنِ تعمیر میں، صالحؑ کی قوم تمدن میں بہت ترقی یافتہ تھی۔

لیکن سب انبیاءؑ کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے جو حضورؐ نے فرمایا ادعوا الی اللّٰہ۔ اللہ کی طرف بلانا اور اس پر تاریخی شہادت کا ذکر فرمایا سارے انبیاءؑ اور ان کی قوموں کے حالات۔ قد خلت من قبلکم سنن فسیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین

اور اس دعوت کے ساتھ علیٰ بصیرۃ فرمایا کہ مجھے یقین ہے میری دعوت ٹھیک ہے اور میں اس پر ڈٹ گیا ہوں جیسے ابراہیمؑ نمرود کے مقابلہ میں بے سروسامانی کے باوجود ڈٹ گئے تھے۔ قوم، حکومت، حتیٰ کہ باپ بھی مخالف ہوگیا، لیکن جھکے نہیں۔ اسے بصیرت کہتے ہیں۔

بدر صغریٰ میں حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم نہیں جاتے تو میں اکیلا جاؤں گا۔ ابراہیمؑ کو اس قربانی کے نتیجے میں صلہ کیا ملا؟ سارے انبیاءؑ ان کی اولاد سے آئے۔ موسیٰؑ کو فرعون نے کہا، میں تجھے تباہ ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ انی لاظنک یٰموسیٰ مثبورا۔ لیکن موسیٰؑ اسکے مقابلے میں ڈٹ گئے۔

حضورؐ کے سارے وسیلے ٹوٹ گئے لیکن اعلان کردیا علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی۔ ساتھ ہی سورۃ "والضحیٰ" جو ابتدائی سورۃ ہے فرمایا وللاٰخرۃ خیرٌ لک من الاولیٰ۔ سبب نہ ہونے کے باوجود یقین دلادیا کہ جتنا وقت گذرتا جائے گا، تمہارے لئے بہتری ہوگی۔

آج بھی دیکھیں، دن بدن حاجیوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے اور ننانوے فیصد مسلمان اسلئے جاتے ہیں کہ حبیبؐ کے روضہ پر حاضری دیں گے۔

حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ حج پر جاؤ تو پہلے مدینہ جاؤ اور اُس میقات سے احرام باندھو جہاں سے حضورؐ نے باندھا تھا۔ یہ عشق ہے۔ حرم نبوی میں رمضان میں اعتکاف بیٹھنے والے اتنے ہوتے ہیں کہ جگہ نہیں ملتی۔ آپؐ سراج منیر ہیں، آپؐ کا چراغ جلتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم یجدک یتیماً فاٰویٰ۔ آپؐ کو پالا کس نے؟ آپؐ فرماتے ہیں اَدّبنی ربی فاحسن تادیبی میری تربیت میرے رب نے کی اور میرے رب سے بہتر کون تربیت کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضورؐ کی جسمانی اور روحانی تربیت کرتے تھے۔

صومِ وصال کے بارے میں جب صحابہؓ نے پوچھا تو فرمایا ایکم مثلی انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی۔ رات میں رب کے ہاں گذارتا ہوں، وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

اس آیت میں فرمایا ھٰذہٖ سبیلی ادعوا الی اللّٰہ۔ میرا نظامِ عمل و دستورِ حیات یہی ہے، اللہ کی طرف بلانا۔ پہلے اگر کوئی بیمار ہوتا تو صدقہ کرتے تھے، اب ہر طرف سے مایوس ہوکر صدقہ کرتے ہیں۔ پہلے حکیم نسخہ پر ھو الشافی لکھا کرتے تھے۔

درس قرآن 1HMC 22.4.78

حکیم نابینا صاحب جو قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ تھے، بڑے مشہور حکیم ہیں۔ انہوں نے اپنے کمرے میں 60 گھڑیاں لگائی ہوئی تھیں اور ہر گھڑیال کا دوسرے سے ایک منٹ کا فرق تھا۔ پوچھا گیا تو فرمایا کہ گھڑیال ٹن ٹن کرتا ہے، تو میرا دل غافل نہیں ہوتا، ذکر کرتا رہتا ہے۔ سبب ضرور اختیار کرو، لیکن یقین خدا پر رکھو، اثر اللہ پیدا کرے گا۔ اسی لئے پانی پیتے وقت، کھانا کھاتے وقت، بسم اللہ پڑھنے کا حکم ہے، کہ ان چیزوں میں اثر پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

آگے فرمایا علیٰ بصیرۃ انا و من اتبعنی، کہ میں بھی پوری سمجھ پر ہوں، پوری روشنی اور نور پر ہوں، اور وہ لوگ جنہوں نے میری پیروی کی، وہ بھی پوری روشنی اور نور پر ہیں۔ اس کا اوّلین مصداق صحابہ کرامؓ ہیں اور یہ صحابہؓ کی شان ہے حضرت عمرؓ نے دریائے نیل کو خط لکھا کہ اگر خدا کے حکم پر چلتا ہے، تو اصلی حالت میں آجا۔ مصر میں ایک جگہ ماءُ الفرس ہے یعنی گھوڑے کا پانی۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ کی قیادت میں لشکر جا رہا تھا، پانی ختم ہو گیا، کوئی ذریعہ نہ تھا، بوڑھے صحابہؓ کو بلایا گیا دو نفل پڑھو کر خدا سے مانگو۔ جب مانگا تو دیکھا گھوڑا زمین پر سُم مار رہا تھا۔ وہاں دیکھا تو ایک چٹان تھی، مٹی ہٹائی تو پانی نکل آیا۔ اسلامی تاریخ شاہد ہے کہ جس لشکر میں ایک بھی صحابیؓ تھا، اس نے کبھی شکست نہیں کھائی۔ مصیبت، غربت، بیماری میں اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اس کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب فرماتے ہیں کہ جس پر قرض ہو، عصر کے بعد گیارہ دفعہ درود شریف اول آخر پڑھے اور 71 مرتبہ اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء بغیر حساب وھو القوی العزیز پڑھے۔ اسکی جلدی قرضہ سے جان چھوٹ جائیگی

وَ ما انا من المشرکین اور میں اللہ کے ساتھ، شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ یعنی اس کے ناموں، اعمال، ذات، صفات میں کوئی شریک نہیں مانتا۔

خطبہ جمعۃ الوداع رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۵ء

میرے محترم بزرگو، بھائیو اور عزیزو! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے اپنی رحمت کے ساتھ مجھے آپکے ساتھ جمعے کے دن دین کی باتیں کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ نو ماہ قبل میرے دل پر شدید حملہ ہوا جو ۲۴ گھنٹے جاری رہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپکی دعاؤں سے مجھے صحت عطا کی۔ بعض بچیوں نے بھی میرے لئے روزے رکھے، صدقے دیئے۔ معلوم ہوتا ہے آپکے دل میں قدر ہے جو زندگی اللہ نے مجھے دی ہے وہ دین کیلئے قبول فرمائے۔

رمضان المبارک جا رہا ہے۔ میں چند باتیں دین کے بارے میں کرنا چاہتا ہوں۔ مسلمان کی اصل دین ہے۔ ~~ اصل غم، غم دین است۔ دنیا کا غم، کوئی غم نہیں۔ دین اگر چلا گیا، تو پھر نہیں ملے گا۔ مال چلا جائیگا، پھر مل جائیگا۔ دنیا کا غم ہوتا ہے، ہم محتاج ہیں۔ دین کا جو وقت نافرمانی میں گذر گیا، اسکی تلافی کوئی نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، جس نے بلا عذر شرعی، روزہ نہ رکھا، ساری عمر رکھے، تلافی نہیں ہو سکتی۔ عمر نوح بھی مل جائے اور روزے رکھے، تو اس روزے کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ قضا ہو جاتی ہے، وہ اجر نہیں مل سکتا۔ ہم مسلمانوں کیلئے دین ہی سب کچھ ہے۔ دنیا تو خدا کافروں کو بھی دیدیتا ہے۔ دین کیلئے ہر لمحہ قابل قدر ہے۔ رمضان کی تو اب ہر گھڑی قابل قدر ہے۔ وہ جا رہا ہے۔ مسلمان دین پر عمل کرے، پھر ذلیل ہو، یہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ بڑا غیور ہے۔

محمد بن صباح مصر کے اللہ کے ولی تھے، نماز باجماعت پڑھتے تھے، مفسر تھے، عالم اور محدث تھے، زندگی بھر جماعت قضا نہ ہوئی۔ والدہ فوت ہو گئیں، تو عصر کی جماعت فوت ہو گئی، مسجدوں میں پھرتے رہے۔ بخارا شہر کے مولانا نور محمد تھے، رسالہ "فیض" جاری کرتے تھے، ایک دن ساری مسجدوں میں نماز پڑھنے کا فیصلہ کیا۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا شاید کسی مسجد میں نماز قبول ہو جائے۔ محمد بن صباح نے وہ نماز ۲۷ مرتبہ پڑھی تا کہ کمی پوری ہو جائے۔ رات کو سو گئے، پریشان تھے، والدہ بھی گئی، نماز باجماعت بھی فوت ہو گئی۔ رات کو سوئے تو کسی بزرگ نے خواب میں کہا، تم نے بات سمجھی نہیں، حدیثوں میں جو آتا ہے کہ امام ولا الضالین کہتا ہے تو فرشتے بھی آمین کہتے ہیں۔ تم فرشتوں کی آمین کہاں سے لاؤ گے۔

تو اصل غم دین کا ہے۔ یہ جمعۃ الوداع، خوشی اور غم دونوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ محسوس برکتوں کی گھڑیاں جا رہی ہیں، جو اسلام کی زندہ دلیل ہے۔ مجھے ڈاکٹر نے منع کیا، روزے نہ رکھنا، صحت ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے سارے روزے رکھے ہیں۔ آجکل بچے بھی رکھتے ہیں۔ عید کا چاند نظر آئیگا، مسجدیں خالی ہو جائینگی۔ یہ رحمت کا مہینہ، انسان کے اندر، خود نیکی پیدا کرتا ہے۔ تو غم اسی کیفیت کے جانے کا ہے اور خوشی اس بات کی، کہ اللہ نے موقع دیا ہم نے کچھ نہ کچھ نیکی کی۔ روزے رکھ لئے۔ غم اسی کا کہ برکتیں اب ختم ہوں گی۔

ہر عبادت کے بعد اسکے نتائج ہوتے ہیں۔ رمضان کے بعد بھی چاہیئے، نفلی روزے رکھیں، قرآن کی تلاوت کریں، نیکیاں زیادہ کریں، جو نہ کر سکے اب بھی توبہ کریں۔ جو روزہ نہ رکھے اور دوسرے کو کہہ دے، تم میری جگہ رکھو، یہ جائز نہیں۔ بدنی عبادت میں، حج کے سوا نیابت جائز نہیں۔ جو گناہ کئے ہیں، ان کی توبہ کریں۔ صدقہ فطر، چونکہ غلہ مہنگا ہے، فطرانہ ۷ روپے فی کس بنتا ہے، غریبوں، یتیموں، مسکینوں کو دو، دینی مدارس کو دو۔ ہم تو گورنمنٹ سے بھی پیسہ نہیں لیتے یہاں تو روزانہ ساٹھ، ستر آدمی کھانا کھاتے ہیں۔ میں اپیل نہیں کرتا۔

ہم انشاءاللہ ۷ بجے عید کی نماز پڑھیں گے، اب تو نماز بھی ہم اپنی مرضی سے پڑھتے ہیں۔ کچھ دنوں بعد درس قرآن اور درس حدیث شروع کروں گا۔ اللہ نے میری اولاد کو جو استطاعت دی ہے، انہوں نے اس منبر پر نیابت کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ ہر عالم کی اولاد کو صحیح نائب بنائے۔ انشاءاللہ یہ اللہ کے بندے، اللہ کیلئے یہ خدمت کرتے رہیں گے۔

تعلیم الاسلام ماڈل سکول ٹیکسلا میں سالانہ تقریب سے خطاب   غالباً ۶ فروری ۱۹۹۷ء

مجھے یہاں آکر بڑی دینی و روحانی مسرت حاصل ہوئی ہے۔ ایسی درسگاہ جہاں عصری تعلیم کے ساتھ دینی و اخلاقی تربیت بھی ہو اُس سے علم کا اصل مقصد پورا ہوجاتا ہے۔ تعلیم ہو، تربیت نہ ہو تو وہ تعلیم مفید نہیں ہے۔

کہا جاتا ہے ؎ علم را بر تن زنی مارے بود ÷ علم را بر جان زنی یارے بود

جو پیٹ کیلئے علم حاصل کرے گا تو رحمت نہیں، زحمت بنے گا۔ شعر میں یہی کہا گیا ہے تیرے لئے ایسا علم سانپ بنے گا اور اگر روح کی تربیت کرائی تو تیرا دوست بنے گا۔ ۴۰، ۵۰ سال پہلے ہمارے ہاں نظامِ تعلیم و تربیت تھا۔

تعلیم ایک "کسب" ہے۔ اگر کسب سے تربیت نہ ہو تو فائدہ نہیں ہوگا۔ حضرت آدمؑ کو رب العالمین نے علم سے نوازا۔ یہ علم ہی آدمی کو باقی مخلوق سے ممتاز کرتا ہے۔ حضرت نانوتویؒ نے یہی لکھا ہے کہ باقی مخلوق دریا، پہاڑ، جانور سب علم سے محروم ہیں۔ جس اللہ نے علم سے نوازا، اُسی نے فرمایا کہ علم کے ساتھ تربیت ہوگی تو تمہارا علم فائدہ مند ہوگا۔

آج کتنی یونیورسٹیاں، کالج، سکول، مدارس ہیں لیکن انسانیت دن بدن ذبح ہو رہی ہے، پنپ نہیں رہی۔ اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے لیکن نتیجہ آپ کے سامنے ہے اسلئے کہ تعلیم کے ساتھ اخلاقی تربیت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اقرأ باسم ربك الذی خلق۔ پڑھنے کے ساتھ "رب" یعنی تربیت کرنیوالے، پالنے والے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اسی لئے حضور انورؐ فرماتے ہیں اللہ! مجھے ایسا علم دے جس سے نفع ہو اور اُس علم سے بچا جس سے نفع نہ ہو علمٍ لا ینفع۔

اسلئے ایسی درسگاہوں کا ہونا ضروری ہے جہاں دین بھی پڑھائیں، تربیت کریں۔ بچوں کو دیندار بنانا ضروری ہے۔ ایک مسلمان ڈاکٹر اور غیر مسلم میں کیا فرق ہوگا۔ فرق تب ہوگا جب اُس ڈاکٹر کے علاج سے مسلمان کو دینی فائدہ بھی ہو اسی طرح ہر شعبے میں یہ فرق ظاہر ہو۔

ہمارے یہ عزیز جب آگے جاتے ہیں تو مجھے بڑی خوشی ہوتی ہے۔ یہاں حضرت مولانا محمد داؤد صاحب جیسے اللہ کے ولی موجود ہیں فیکٹری میں قاری محمد سلیمان صاحب کا حفظ کا مدرسہ کام کر رہا ہے۔ اِن ساری باتوں سے مل کر اس شہر سے کئی عذاب ٹل رہے ہیں۔ یہ ساری چیزیں محسوس نہیں ہیں، جسے اللہ تعالیٰ نے یہ نعمتیں دیدی ہیں بڑی سعادت ہے۔

ان بچوں کے پاس کوئی مادی طاقت نہیں ہے جو تربیت کا کام کر رہے ہیں البتہ دینی و روحانی طاقت تو ہے۔ یہ ساری باتیں ہم سب کیلئے باعثِ رحمت ہیں۔ ایسے اداروں سے تعلق قائم کرنا، اپنے بچوں کو پڑھانا، وابستہ کرنا ضروری ہے۔ موجودہ بد اخلاقی کا علاج اس طرح ہوگا اگر والدین دینی تعلیم کی طرف اولاد کو راغب کریں۔ استاد کا احترام ہو اور استاد محبت سے پڑھائے تو کیا نتیجہ نکلے گا، فائدہ ہی فائدہ ہوگا۔ آجکل کالجوں میں اساتذہ کا احترام نہیں۔ اگر احترام طلباء میں آئیگا تب فائدہ ہوگا۔ یہ میرا تجربہ ہے اِن بچوں نے میرے بارے میں جو کہا، میں گناہگار ہوں۔ یہی کہتا ہوں کام کرو اللہ کیلئے، اللہ مدد کریگا۔ اسباب کی طرف نہ دیکھیں اخلاص سے کام کرتے رہیں، نیک نیتی سے کام کرو گے تو اللہ تعالیٰ مدد کریں گے۔

حضرت کی انکساری اور ذاتی حوصلہ افزائی

— انجمن محبانِ رسولؐ ایچ۔ ایم۔ سی ٹیکسلا کی طرف سے راقم السطور نے پہلا کتابچہ "محبتِ رسولؐ" کے عنوان سے مرتب کرکے شائع کیا تو اس پر تبصرہ فرمایا

"احقر نے یہ رسالہ مطالعہ کیا۔ بحمدہ تعالیٰ چند کلمات میں عزیز مرتب نے سیرتِ نبویؐ کا عظیم حصہ محفوظ فرما دیا ہے محبت اور اتباع لازم ملزوم ہیں۔ ان دونوں کا دلائل کے ساتھ اس رسالہ میں بیان موجود ہے"

جزاہ اللہ خیر الجزاء قاضی محمد زاہد الحسینی ۱۲ رمضان ۱۴۰۵ھ حال وارد منزل انوار القرآن لبتی کا ٹھیر واہ کینٹ

— دوسرے کتابچہ "سنتِ رسولؐ" کے متعلق فرمایا

"اس گناہ گار نے ان اوراق کا مطالعہ کیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور تمام نوجوانوں کو اسی طرح دین کا خادم بنائے۔ امت کو ان دینی خدام کی قدر کرنے اور انکے ساتھ ملکر کام کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

محمد زاہد الحسینی

— انجمن کی طرف سے ایچ۔ ایم۔ سی ٹیکسلا میں ہونے والے "دروسِ قرآن" کو شائع کرنے کے موقع پر یوں تعارف تحریر فرمایا۔

"احقر نے بعض مخلص احباب کی فرمائش پر جب ۱۹۶۷ء میں واہ کینٹ میں اپنے اکابر کے طرز پر جامع "درسِ قرآن مجید" شروع کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریب و بعید سے کلام الٰہی کے عشاق اس میں جوق در جوق شریک ہونے لگے۔ ان ہی میں سے ہمارے عزیز صلاح الدین صاحب (جو کہ اسم با مسمیٰ ہیں) کی خواہش پر، چائنہ فیکٹری میں بھی، چند سال سے درس عزیز شروع کر دیا گیا تھا (۱۹۷۱ء سے) جو آج تک بحمدہ تعالیٰ جاری و ساری ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

اگرچہ یہ درس مقامی طور پر اپنی امتیازی افادیت کی وجہ سے بہت موثر ثابت ہو رہا ہے، مگر "فلیبلغ الشاہد الغائب" پر عمل کرتے ہوئے عزیز موصوف اور ان کے دیگر دیندار احباب نے ان درسوں کو باقاعدہ عنوانات کے ساتھ کتابی شکل میں تکثیرِ فائدہ کے لئے شائع کرنے کا مبارک اقدام بھی کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمین

ان مجموعہائے درس کا نظامِ اشاعت اسی طریقہ پر رکھا گیا ہے کہ ہر سورۃ کے دو ماہ کے درسوں کو کتابی شکل میں شائع کر دیا جائے چنانچہ اس کا پہلا نمبر پیش کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف اور ان کے دیگر رفقاء کار کی محنت میں برکت عطا فرما کر قبول فرمائے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

محمد زاہد الحسینی

۱۴ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ ۲۰ اگست ۱۹۷۸ء

۲/۸

— ایک عریضہ کے جواب میں 1982ء کے رمضان المبارک میں درج ذیل جواب تحریر فرمایا

عزیز گرامی قدر وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

گرامی نامہ ملا۔ آپ کے روحانی حالات پڑھ کر خوشی ہوئی اللھم بارک زد فزد۔ آپ کے سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں۔

(۱) اس ناپاک کا تصور تو کجا کسی کا بھی تصور نہ کریں صرف اللہ تعالیٰ کا تصور رکھیں۔ بعض صوفیائے کرام نے تصور شیخ کی اجازت دی مگر وہ بھی نہ کریں

(۲) ان سب امراض کا علاج کثرۃ ذکر ہے۔ لقمہ حلال اور غلط مجلس سے پرہیز ضروری ہے

(۳) اعتکاف اسی مسجد میں کریں جس میں نماز تراویح ادا کرتے ہیں

"ف": لقمہ حلال سے مراد یہ ہے کہ رزق حلال ہو اور اسی طریقہ پر کھایا جائے جسکی ہدایت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ برکات خداوندی کا نزول اُسی وقت ہوتا ہے جب کوئی مسلمان اپنی زندگی کو محبوب خداوند قدوس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں گذارتا ہے۔

"اقدس" تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ لمبے چوڑے خطابات اور پر تکلف جملوں سے مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔ نہ تو میں آپ کا مرشد ہوں نہ استاذ ہوں البتہ آپ کو چند مشورے دیتے ہیں تاکہ آپ نوجوان صالح اپنی زندگی سنبھال لیں کہیں میری طرح نفس امارہ کا شکار نہ ہو جائیں ہمیشہ تجربہ کار کی بات سنی جائے۔ میرے ساتھ تحریر، تقریر اور دل میں بھی اتنا ہی تعلق رکھیں اور بھی ضروری نہیں۔ کھاد خود گندی ہے مگر فصل کو بہتر بنا دیتی ہے۔ بس اتنا ہی سمجھیں اس سے زیادہ اگر کچھ سمجھا تو اللہ تعالیٰ کو آپ ہی نے جواب دینا ہوگا

اپنے والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔ عزیزوں کو دعا

والسلام مخلص

— اگست 1983ء کے عریضہ کے جواب تحریر فرمایا

"عزیز گرامی قدر سلام مسنون۔ گرامی نامہ کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت زیادہ کریں، بے کار مجالس سے اجتناب کریں۔ یہی تصور رکھیں (جو حقیقت ہے کہ میں تو ایک غریب گھرانے کا آدمی ہوں میری بساط ہی کیا ہے میرا اپنا طرز عمل تو یہی ہے کہ کئی بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھ جیسے ناتوان اور بے مایہ انسان کو اتنے اکرام سے نوازا۔ اسلئے چادر سے پاؤں باہر نہ کرنا چاہیے۔ ان شاء اللہ بہتر رہے گا۔

جناب حافظ صاحب کو میرا سلام تحریر فرمادیں کہ والدہ محترمہ سے مشورہ کر لیں ان کے ارشاد پر عمل سے دونوں جہان بہتر ہو جائیں گے کہ اس میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیں گے۔ زیادہ خیریت ہے"

والسلام مخلص ۶ ذی قعدہ 16-8-83

۳/۸

- شعبان ۱۹۸۶ء کو اپنے روحانی حالات تحریر کئے تو جواب ارشاد فرمایا (۲۳ شعبان 86-5-3)

عزیز گرامی قدر سلام مسنون!

دعوات صالحہ - آپ کا خط ملا - ہر انسان سوائے انبیاء علیہم السلام کے پوری طرح اطاعت خداوندی کا عملی مظاہرہ نہیں کر سکتا اس سے کوئی نہ کوئی لغزش، بے احتیاطی، غیر مناسب کام صادر ہو سکتا ہے اور اس کمزوری کا احساس بھی یک گونہ تقویٰ کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اپنی رحمتوں سے نوازیں اور اپنا قرب عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ تو ابھی نوجوان ہیں اور دینی علم سے تقریباً ناواقف ہیں اور پھر بھی آپ کو اس کمزوری کا اس قدر احساس ہے ادھر یہ ناکارہ اس وقت عمر طبعی کے بالکل آخری کنارہ پر ہے اور دینی علوم جاننے والا مشہور ہے۔ اہل اللہ کی صحبت اور خصوصی نظر کرم سے بھی مشرف ہے مگر پھر بھی اور گناہ اور عصیان نہیں چھوڑتے۔

آپ سر دست سب وظائف چھوڑ دیں اور نماز مغرب کے بعد یا نماز عشاء کے بعد صرف چند منٹ نکال کر صرف "لا الہ الا اللہ" ایک سو بار پڑھ کر پھر پورا کلمہ پڑھ لیا کریں کم از کم ۱۵ دن تک یہ عمل جاری رکھیں۔ پھر دیکھیں اگر کچھ اثر ہو رہا ہے تو باقی وظائف ساتھ جاری کر دیں مگر ان کی تعداد بہت کم یعنی ایک سو سے زیادہ نہ رکھیں۔

اللہ تعالیٰ بہتر فرمائے گا۔ اس گناہ گار کو بھی دعا حسن خاتمہ میں یاد رکھیں

والسلام از اٹک شہر

- رمضان 1986ء میں مدینہ مسجد میں اپنے اعتکاف کے بیٹھنے کا لکھا اور تحریری طور پر حالات سے آگاہ کیا تو یہ جواب تحریر فرمایا

"عزیزم دعا سعادت مندی کے لیے خط مل گیا۔ ذکر کی تعداد اب ۲۰۰ کر دیں۔ تلاوت جاری رکھیں۔ ذکر میں جب تک رونا نہ آئے اسکو نہ چھوڑیں۔ اگر دل اعتکاف طرف مائل ہے تو اعتکاف بیٹھ لیں۔ یہاں تشریف لائیں تو آپ کا گھر ہے۔ اس گناہ گار کو نا معلوم آپ نے کیا سمجھ لیا ہے یہ بھی آپ کی کم فہمی اور ناتجربہ کاری ہے ایک بدعمل انسان کو خواہ مخواہ اتنا چڑھا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں آپ مجھ سے کئی وجوہ سے بہتر ہیں میں تو ایک ناکارہ گندہ انسان ہوں اگر آپ کو میرے برے اعمال کا پتہ چل جائے تو مجھ سے کوسوں دور بھاگیں مجھے اپنا ایک دعا گو ہی سمجھیں

اپنے والد ماجد کی خدمت میں اور جناب رفیق صاحب کی خدمت میں سلام مسنون کہہ دیں عزیزوں کو دعا

مخلص طالب دعا زاہد الحسینی

۱۷ رمضان 17 5/86

— مئی ۱۹۹۵ء میں جانشین امام الہدیٰ ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری صاحب دامت برکاتہم کے اس علاقہ کے روحانی دورہ کی تبلیغی روداد تحریر کر کے ارسال کی جس کیلئے حضرت نے حکم فرمایا تھا تو مسودہ پر درج ذیل مبارک الفاظ تحریر فرمائے

جزاکم اللہ احسن الجزاء و بارک اللہ فی عمرکم و علمکم و اولادکم و اعمالکم و احسن مآلکم ۔ آمین بحرمۃ رحمۃ للعالمین

خاکروب دربار اکابر   زاہد الحسینی

آپ نے میرے بارے میں جو الفاظ اور کلمات تحریر فرمائے ہیں یہ ان کی ذرہ نوازی ہے اور آپ کی بھی کرم نوازی ہے ورنہ سفید بال اور سینہ سیاہ اسکی حیثیت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ پردہ ہی رکھے ۔ آمین

— جب یہ روداد "خدام الدین" میں چھپ گئی تو ملاحظہ فرمانے کے لیے یہ عجیب الفاظ لکھ کر بھجوائے ۔ انکسار کی حد ہے

"عزیزم دعا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے زیادہ اپنی مرضیات پر چلنے کی سعادت بخشے ۔ آمین بفضلہ تعالیٰ

۲۹ کا درس قرآن و حدیث مبارک خلاف توقع کامیاب رہا ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین

اگرچہ مجھے اپنی طبعی حالت کے پیش نظر اسی قدر توقع نہ تھی مگر آپ عزیزوں کی دعاؤں اور اکابر و دیگر مخلصین شرکاء کی برکت سے درس ہوتا رہا ۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ وکرمہ ۔

یہاں آکر ۲۹ جون کا "خدام الدین" پڑھا ۔ شکر ہے کہ آپ کی مرتب کردہ ساری روداد تبلیغی اور روحانی سفر کی ادارہ نے شائع کردی ، اسکے مطالعہ سے ان شاء اللہ باقی مقامات کے احباب بھی روشنی حاصل کر سکیں گے ۔ آج قلم کا دور اور شور ہے اور اسی کا زور دراصل زور بازو ہے اگر قلمکار خلوص کے ساتھ سچا اور کھرا دین پیش کریں تو بہت کام ہو سکتا ہے وفقہم اللہ تعالیٰ لذلک آپ کی محنت قابل ستائش ہے ۔

مگر آپ نے اس گنہگار کے بارہ میں ولی کامل اور حضرت اقدس کے کلمات لکھ کر حد سے تجاوز فرمایا ہے ۔ ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کا بایں معنی ولی ہے کہ اللہ ولی الذین آمنوا (بقرہ) مگر ولی کامل کسی گناہ گار کو کہنا ، لکھنا یا سمجھنا یہ تو قابل گرفت بات ہے ۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراء مادح کو منتبہ فرمایا ہے ۔ ہر تقریر اور تحریر کا جواب دینا ہوگا ۔ اگر آپ سے پوچھا گیا کہ ایک گناہ گار کو ولی کامل کس دلیل پر لکھا تو کیا جواب ہوگا؟ کیا کسی گناہ گار کے لئے یہ شرف کافی نہیں کہ اسے مسلمان کہا جائے اور مسلمان سمجھا جائے ھو سمٰکم المسلمین من قبل و فی ھذا نص قرآنی ہے ۔ اسلئے احتیاط ضروری ہے ۔ شاید آپ عربی زبان سے واقف نہیں اقدس تو اسم تفضیل کا صیغہ ہے یعنی دوسروں سے زیادہ پاکیزہ جب کہ القدوس اللہ تعالیٰ کا وصفی نام ہے ۔ یہ ایک عجیب علمی اور روحانی حادثہ ہے کہ جو دل میں آیا وہی لقب لکھ دیا ۔ القاب کی بہتات ہے ۔ ایسے القاب اور اعزازات

سے بھی احتراز ضروری ہے۔

حضرت میاں صاحب مدظلہم و زیدت برکاتہم کو جو علوم اور رحمت با برکت عطا ہوئی ہے یہ اس دور میں بے نظیر ہے اور اس گناہ گار کا یقین ہے کہ ان شاء اللہ سلسلہ قادریہ راشدیہ کا وہ منبع جس کا ظہور حضرت شیخ التفسیر نور اللہ مرقدہٗ کے انفاس قدسیہ سے ہوا تھا وہ حضرت میاں صاحب مدظلہ کی ہمت مردانہ سے کئی دریاؤں کی صورت میں عالم اسلامی کو سیراب کرے گا وما ذلک علی اللہ بعزیز بزرگوں کی اپنی بصیرت اور شفقت ہوا کرتی ہے ان میں اصاغر نوازی کا جذبہ بھی سیرت نبوی کا عکس جمیل ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عمرہ پر جانے کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

"اے میرے چھوٹے بھائی ہمیں بھی دعا میں یاد رکھنا" اپنے اکابر اور ان کے جانشینوں کی اپنی بصیرت ہوتی ہے ہم گناہ گاروں کو اپنی حالت سے بات کہنا اور سمجھنا چاہیے۔

ہم ان شاء اللہ ۹ ذی الحج کو ٹنگ چلے جائیں گے اور پھر ان شاء اللہ ایام تشریق کے بعد واپس آجائیں گے اور ان شاء اللہ اگست کے وسط تک یہاں ہی قیام رہے گا۔ دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ عزیزوں کو دعا۔

مخلص دعاگو از ایبٹ آباد 95-6-1

— واہ کینٹ کے درس قرآن کی تکمیل کے موقع پر تقریب میں اپنے طلباء کے ہمراہ خدمت کا موقع ملا تو یوں حوصلہ افزائی فرمائی

عزیز گرامی قدر صلاح الدین اصلحک اللہ فی الدارین

"سلام مسنون ادعیہ واخیہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے ساتھ تقریب تکمیل درس قرآن عزیز کو کامیاب فرمایا۔ الحمد للہ علی احسانہ آپ نے اور آپ کے تلامذہ اور احباب نے جس خلوص اور محنت اور محبت کے ساتھ ضیوف القرآن العزیز کی خدمت کی ہے اس کے لئے احقر دلی طور پر شکر گزار اور دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ اپنے کلام عزیز کی خدمت نصیب فرمائے اور آپ کی اولاد بلکہ سب خاندان کو ایسی خدمات کا شرف عطا فرماتا رہے۔ آمین

والد ماجد دامت برکاتہم کو میرا سلام پہنچا دیں۔ عزیزوں کو دعا ان کی والدہ ماجدہ کو دعائے سعادت عرض ہے

مخلص دعاگو ۹ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ
13-5-92

— مدینہ مسجد اٹک میں اپنے ۱۹۹۳ء کے اعتکاف کے دوران تحریراً اور باتوں کے علاوہ اپنی اس وقت کی دو کمزوریوں کے بارے میں صورتحال عرض کی اور حضرت کی کبیدہ خاطری کا خدشہ ظاہر کیا، تو تفصیل سے ہدایات بھی دیں اور اپنی کیفیت بھی یوں واضح فرمائی۔

"رفیق صاحب میرے خیال میں مخلص آدمی ہیں۔ آپ دونوں ہم جماعت ہیں، بچپن کے ساتھی ہیں۔ اسلئے رحمآء بینہم کا منظر پیش نظر ہو۔ ان سب تمام امراض کی جڑ" اپنے آپ کو بڑا بنانا اور بڑا سمجھنا ہے اگر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھا جائے تو خلفشار رہے نہ۔

سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیماً للامۃ فرمایا اللھم اجعلنی فی عینی صغیراً وفی اعین الناس کبیراً۔
میری ناراضگی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے آپ کے نیک اعمال اور رجوع الی اللہ سے اسلئے بھی خوشی ہے کہ شاید میری مغفرت کا ذریعہ بن جائیں۔ چونکہ ساری عمر نفس پرستی جیسے مہلک طریقہ پر گذری ہے۔ اسلئے اب کچھ افسوس کے ساتھ زیادہ کنارہ کشی پسند کرتا ہوں تاکہ سابقہ عمر پر ندامت کے ساتھ توبہ کر سکوں۔ واللہ غفور الرحیم۔

مخلص دعاگو و طالب دعا

زاہد الحسینی ۲۸ رمضان مبارک بعد نماز عصر۔

— راقم السطور نے ۱۹۹۵ء میں عریضہ ارسال کیا تو درج ذیل جواب عطا فرمایا

"عزیزم دعا۔ اگرچہ آشوب چشم کی وجہ سے آپ کا مکتوب پورا نہ پڑھ سکا مگر مفہوم سمجھ گیا جس قدر ہو سکے اعمال حسنہ کرتے رہیں ذکر اذکار کی (تعداد خواہ کم ہی ہو) ہرگز نہ چھوڑیں نامناسب افراد سے ملنا جلنا کم کر دیں یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم جیسے تہی داموں کو کم از کم اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا پر چلنے کا فکر پیدا فرما دیا۔ قرآن عزیز کی تلاوت ضرور کریں۔ قرآن عزیز کی برکت ہے کہ عملی، اعتقادی گناہ خود بخود چھوٹ جاتے ہیں۔ زیادہ دعا و طلب دعا

۲ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ 3-2-95

— حضرت نے زندگی کے آخری رمضان میں مجھے دوران اعتکاف یہ ہدایات فرمائیں

"عزیزم دعا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور ہم گناہگاروں پر رحم و کرم فرمائے۔ سالک کیلئے آج کل کے معاشرے میں بڑی مشکلات ہیں مگر پھر بھی شکر کرے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے لیتا ہے۔ آپ پر چشتیت کا غلبہ معلوم ہوتا ہے اسلئے آپ درج ذیل ذکر باقاعدہ جاری رکھیں

لا الہ الا اللہ ۲۰۰ — الا اللہ ۴۰۰ — اللہ اللہ ۶۰۰ — اللہ ۱۰۰

قرآن عزیز کی تلاوت، نماز چاشت اور مراقبہ نوری کی پابندی کریں۔ اگر دنیاوی ماحول سے نفرت پیدا ہو جائے اور ذکر کے وقت رونا آئے تو کام بن جاتا ہے، دنیاوی معاملات سے گریز کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر فرمائے گا"

۲۶ رمضان 8-2-97

7/8

تبلیغی اجتماعات کا انعقاد اور خطباء سے تعلق

— ایبٹ آباد میں سالہا سال سے جائے قیام اور آمد و رفت ہمیشہ معمول رہا۔ وہاں کے مذہبی حالات پر بھی پوری نظر تھی۔ گرمیوں میں عموماً جون کے مہینہ میں تشریف لے جاتے اور اگست تک قیام فرماتے۔ 1978ء میں وہاں کے تبلیغی سہ روزہ اجتماعات کیلئے مجھے اس دور کے مشہور خطباء سے رابطے کا حکم فرمایا اور درج ذیل خط و کتابت ہوئی۔

عزیز گرامی قدر سلام مسنون۔ راشد کے نام خط مل گیا۔ جلسہ ان شاء اللہ ضرور ہوگا۔ میں نے مولانا محمد اجمل خان صاحب کی خدمت میں لکھ دیا ہے ان شاء اللہ وہ تشریف لے آئیں گے ان کی اطلاع آنے پر اشتہار شائع کر دیا جائے گا۔

ایبٹ آباد میں میرے نہ جانے سے اہل بدعت اور غالی لوگ سر اٹھا رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں جون میں وہاں بھی سہ روزہ کانفرنس ہو جائے آپ ان حضرات سے رابطہ قائم کریں تاریخ متعین کریں تاکہ میں ایبٹ آباد لکھ دوں۔ ضروری ہے

زیادہ خیریت ہے — مخلص دعا گو — 4-5-78

— عزیزم دعا۔ امید ہے آپ نے تمام علماء کرام سے ایبٹ آباد کے لئے رابطہ قائم کر لیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے تمام دینی کاموں میں کامیاب فرمائے آمین۔ میں ان شاء اللہ ۲ جون کا جمعہ ایبٹ آباد پڑھوں گا میں چاہتا ہوں کہ وہاں بھی انجمن محبان رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی شاخ قائم ہو جائے جس کا تعلق آپ کے مرکز کے ساتھ ہو تاکہ سال میں کم از کم تین تبلیغی جلسے ہو جایا کریں۔ چندہ وغیرہ کے سلسلے میں ایبٹ آبادی دوست سخی ہیں۔

ابھی اطلاع ملی ہے کہ کوئٹہ کے سینی ٹوریم میں کرنل عبدالرؤف خان صاحب سیکرٹری حکومت بلوچستان نے (جو احقر کے ساتھ روحانی طور پر وابستہ ہیں) جا کر مولانا دہیشوری کی خود عیادت کی ہے اور تمام عملہ کو ان کی خدمت کا حکم دیا ہے"۔ اگر اس سلسلہ میں مزید کچھ کہنا ضروری ہو تو میں کہہ سکتا ہوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو جناب ندیم صاحب کو بھی مطلع فرما دیں مگر اس میں میری خود نمائی اور ریاکاری کا دخل نہ ہو اس گنہ گار نے جو کیا ہے وہ محض لوجہ اللہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان علماء کرام کو سلامت رکھے ان کا وجود بھی بسا غنیمت ہے۔ زیادہ خیریت — والسلام — مخلص دعا گو — 29-5-78

— راقم السطور کو 1981ء کے رمضان شریف میں دعا کرنے کی درخواست کے جواب میں یوں تسلی دی اور حوصلہ افزائی فرمائی

عزیزم دعا۔ آج ہی آپ کا خط ملا۔ جس کا دستی جواب ارسال ہے۔ یہ گنہ گار تو صدق دل سے آپ جیسے مخلص عزیزوں کی دونوں جہانوں کی سعادت مندی کے لئے دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آمین۔

آپ کے ٹیکسلا کے سید بشیر حسین شاہ صاحب نے دو صد روپے 521/- ارسال کیے ہیں تاکہ مولانا محمد صدیق مرحوم کے مقدمہ کے اخراجات میں شامل کئے جائیں۔ یہ رقم بدست رقعہ ہذا ارسال ہے۔ اپنے والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون احباب کی خدمت میں سلام اور درخواست دعا۔ مخلص دعا گو ۲۲ رمضان بروز ہفتہ 25-7-81

اکابر کے تبلیغی و روحانی پروگرام

ایچ۔ ایم۔ سی کے ۱۹۷۹ء کے جون کے درس قرآن میں حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ درخواستی صاحب کے پروگرام کا ابتدا میں ضمناً تذکرہ فرما کر اپنی مسلسل معروفیت بیان فرمائی۔ درج ذیل مکتوب گرامی اُسی سلسلہ کا ہے جو مجھے تحریر فرمایا

برادر محترم زید مجدکم سلام مسنون۔ گرامی نامہ کا شکریہ!

حضرت درخواستی دامت برکاتہم کی خدمت میں میں نے سارا پروگرام حسب تجویز لکھ کر پیش کیا تھا مگر اب حضرت نے خود ہی اپنے پروگرام کو قطعی شکل دے کر اس میں رد و بدل سے روک دیا ہے۔

حضرت 16 جون بروز جمعہ صبح خیبر میل سے تشریف لائیں گے اور نماز جمعہ یہاں ہی پڑھائیں گے۔ رات کو بعد از نماز عشاء خطاب فرمائیں گے اور پھر 17 جون بروز ہفتہ تیزرو سے گوجرانوالہ چلے جائیں گے۔

اس میں اس قدر تو حضرت کی اجازت سے ہو سکتا ہے کہ 17 جون کی صبح کو چائے کے بعد ٹیکسلا تشریف لے جائیں اور وہاں سے مختصر سی دعا فرما کر تیزرو میں راولپنڈی سے سوار ہو جائیں مگر اس سے کوئی خاص فائدہ عمومی طور پر نہ ہوگا۔ ویسے آپ جس طرح چاہیں میں حضرت کی خدمت میں لکھ دوں گا۔

سب احباب کی خدمت میں سلام مسنون۔ حافظ محمد نسیم صاحب کا اب کیا حال ہے۔ وہ اپنی صحت سے مطلع فرمادیں اور اللہ تعالیٰ ان کو اور سب مریضوں کو شفاء بخشے۔

والسلام مخلص دعاگو محمد زاہد الحسینی

— اپنے شیخ کے پوتے ڈاکٹر مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب دامت برکاتہم کے اس علاقہ کے دورہ کے بارے میں مجھے یہ حکم فرمایا

" عزیز گرامی قدر صلاح الدین صاحب اصلحک اللہ صح اہلک و اولادک و اعمالک و اموالک و احسن حالک بحرمۃ سید المرسلین۔ آمین۔

امید ہے آپ اس پاکیزہ سفر سے باعافیت واپس آچکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سفر کی علمی، دینی اور روحانی برکات سے متمتع فرمادیں آمین۔ اپنے اکابر سے عقیدت، محبت اور ان کی خدمت ہی بڑی سرفرازی اور کامیابی ہے۔ اور یہ ہر ایک کو نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نصیب فرمائے۔ آمین۔ اگر آسانی سے ہو سکے تو اس علمی، دینی، روحانی سفر کی ساری روداد مختصر مگر جامع الفاظ میں تحریر فرما کر خدام الدین کو ارسال کر دیں۔ بحمدہ تعالیٰ حضرت کی تشریف آوری سے برکات کا نزول ہوا اور ہو رہا ہے۔

عزیزوں کو دعا۔ والد صاحب کی خدمت میں سلام مسنون "

مخلص دعاگو 16-5-90

ارشادات دورانِ اعتکاف

۱۹۸۳ء

اکیسویں شب - دو رکعت نفل اعتکاف پڑھنے کی ہدایت فرمائی (بعد مغرب)

- فرمایا ہر دور کیلئے ایک خاص وظیفہ ہوتا ہے۔ موجودہ حالت میں سورۃ القریش ہے

بائیسویں شب - پاکستان کے چالیس سال پورے ہونے کو ہیں، اللہ خیر کرے

تئیسویں شب - سورۃ القریش سو دفعہ اور حزب البحر کی منزل روزانہ پڑھنے کا حکم فرمایا۔ عید تک دو قرآن مجید بھی

بائیس رمضان بوقت چاشت - فرمایا بوقت ضرورت ایک فقہ کا مقلد دوسری فقہ کے احکام پر عمل کر سکتا ہے جیسے مفقود الخبر خاوند کے ضمن میں امام مالکؒ نے چار سال کا عرصہ مقرر کیا ہے جبکہ امام اعظمؒ نے ۹۰ سال کا۔ اسی طرح نان و نفقہ سے عاجز خاوند کی بیوی کے سلسلے میں انگریزوں نے عورتوں کو عیسائی بنانا شروع کر دیا۔ اسی طرح یتیم بچیوں کا نکاح بلوغت سے قبل چچا وغیرہ کر دیں تو اس پر عمل کے سلسلے میں۔ ان موضوعات پر والد گرامی نے تین کتابیں لکھی ہیں اور جواز کے دلائل دئے ہیں۔

- دین میں ہمیشہ نقب "آسانی" کیلئے لگائی جاتی ہے جیسے آٹھ تراویح سہولت کیلئے پڑھتے ہیں۔ کئی لوگ اس طرح گمراہ ہو جاتے ہیں

- پیر مہر علی شاہ صاحبؒ سے ہمارے اکابر کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔ مولانا حسین علیؒ صاحب سے میانوالی کے علاقہ کے مریدوں کی وجہ سے اختلاف ہوا۔

- حضرت مدنیؒ نے ۱۹۴۶ء میں سرحد کا دورہ کیا۔ آپ فرنٹیئر میل کے ذریعے نوشہرہ سے واپس ہوئے۔ نماز مغرب کیمبل پور ریلوے سٹیشن پر پڑھی۔ ہم نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی اور میں ساتھ ٹرین میں سوار ہو گیا۔ حضرت نے پہلے کھانا کھایا پھر میں نے پاؤں دبانے شروع کئے، ویسے تو حضرت مدنیؒ دبانے نہیں دیتے تھے۔ اسی موقع پر مجھے سعادت حاصل ہو گئی۔ جب گاڑی گولڑہ پہنچی تو پوچھا کونسا سٹیشن ہے۔ میں نے عرض کیا گولڑہ تو مجھے فرمایا گولڑہ شریف کہو

- میں اکثر گولڑہ شریف جایا کرتا تھا۔ حضرت کے زمانے میں بھی اور بعد میں بھی۔ ایک دفعہ میں نے خط لکھ کر حضرت مدنیؒ سے پوچھا تو فرمایا مزار پر جانے کی اجازت ہے وہ بھی چشتی صابری سلسلہ ہے۔

- میں ۱۹۶۲ء میں دیوبند گیا۔ اس زمانے میں مودودی صاحب کی کتابیں بہت چھپتی تھیں حیدر آباد سے۔ اس وقت حضرت مدنیؒ نے فرمایا تھا کہ یہ گمراہ ہے۔ ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

- میں نے ۱۹۵۲ء میں مولوی ایوب آف شینکہ کے حق میں دستخط نہیں کئے تھے وہ جماعت اسلامی کا تھا جبکہ باقی علماء نے دستخط کر دئے تھے۔

- فرمایا رمضان کی موت کو بڑے بڑے ولی ترستے ہیں۔

- "شامی" میں ہے آیت سجدہ پر رکوع کرنے سے "سجدہ تلاوت" ادا ہو جاتا ہے۔

- حضورؐ نے ایک دفعہ سجدہ تلاوت فرمایا تو ایک شخص "ذو الخویصرہ" نے زمین سے مٹی اٹھا کر ماتھے پر لگالی سجدہ کے بجائے۔ حضورؐ نے فرمایا ایک وقت آئیگا کچھ لوگ بہت نیکیاں کریں گے لیکن اس کی طرح دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے کمان سے تیر۔ اس شخص نے آسانی تلاش کی، اپنی رائے پر عمل کیا تو دین سے نکل گیا۔

بوقت ظہر — فرمایا امام کی اقتداء میں صرف تین تسبیحات رکوع اور سجدہ میں پڑھیں۔

- رکوع کے بعد قومہ اور سجدوں کے درمیان جلسہ میں پڑھی جانیوالی مسنون دعائیں صرف نفلوں میں پڑھنا چاہیے

چوبیس رمضان بعد ظہر — سوانح قاسمی سے حوالہ جات خود پڑھ کر ہمیں سنائے کہ بانی دارالعلوم دیوبند سماع موتیٰ اور کشف قبور کے قائل تھے۔ وہ خود بھی مزارات پر جاتے اور مراقب ہوتے تھے بلکہ ایک مزار پر پیادہ تشریف لے گئے۔ آج کل جو لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ "معتزلہ" عقائد رکھتے ہیں۔ غلطی ہماری ہے کہ ہم انہیں دیوبندی سمجھتے ہیں۔

پچیس رمضان بوقت چاشت — فرمایا کسی کو قرض نہ دو، جو پیسے کچھ امداد کر دو اور اگر دو تو واپس لینے کا ارادہ نہ کرو

- کسی کی ضمانت نہ دو، شہادت نہ دو خواہ سچی ہی ہو اس سے لوگ دشمن بن جاتے ہیں

- والدین کی موجودگی میں اگر بھائیوں نے اپنی الگ رقم یا جائیداد بنائی ہو تو اس میں والدین اور بھائیوں کی رضامندی ضروری ہے اور ان چیزوں کا فیصلہ کر لینا چاہیے۔ بعد میں جھگڑے ہوتے ہیں

- زمین ٹھیکہ پر دینا جائز نہیں ہے البتہ کرایہ پر دینا، آدھے پر دینا جائز ہے۔ یہ ٹھیکہ کہ گندم یا پھل متعین مقدار میں لوں گا خواہ اُتنا ہو یا نہ ہو یہ طریقہ ناجائز ہے۔

- اسلامی حکومت سے مراد وہ حکومت ہے جو اسلامی قانون کے نفاذ پر قادر ہو

- ساس یا سالی کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنے سے بھی نکاح باطل ہونے کا خدشہ ہے

- طلاق مشروط کی وضاحت فرمائی کہ اگر خاوند نے کہا "اگر میں چاند پر پہنچ گیا تو تجھے طلاق" تو طلاق ہو جائے گی اور اگر کہا کہ "جب میں چاند پر پہنچا تو تجھے طلاق" تو نہیں ہوگی۔ اسلئے کہ یہاں شرط ہے

- فسخ نکاح کیلئے آج کل عدالت سے رجوع کرنا چاہیے (خلع)

- رمضان میں مروّجہ شبینہ کو پسند نہیں فرمایا۔

- فرمایا "مارقین" سے مراد وہ لوگ ہیں جو آجکل دین میں تحریف کر رہے ہیں۔ خود عالم نہیں لیکن تحقیقات کر کے بنیادی مسائل بھی بدل رہے ہیں۔ ریٹائرڈ جسٹس، وکیل، پولیس افسر وغیرہ۔ انکے بارے میں فرمایا گیا ہے "یمرقون فی الدین" اس طرح دین سے نکل جاتے ہیں جیسے کمان سے تیر۔

بوقت ظہر — فرمایا وضو کے بعد رومال وغیرہ سے اعضاء خشک کرنا جائز ہے

- دوران اعتکاف غسل نہیں کرنا چاہیے گرمی دور کرنے کیلئے۔ اگر گرمی برداشت نہیں ہو سکتی اعتکاف نہ کریں۔ مسجد کے اندر مستعمل پانی گرانا منع ہے۔

- درود شریف میں "تنجینا" پڑھنا زیادہ بہتر ہے اسلئے کہ قرآن مجید میں آتا ہے "ننجی"

- ختم "تنجیت سلاطین" کے بارے میں فرمایا بڑا اچھا معمول ہے۔ صرف مجھے حضرت مدنیؒ نے اجازت دی تھی اور اس کے بعد میں نے معمول بنایا تو تمام مسائل حل ہو گئے۔

6/17

انتیس رمضان :- بوقت زوال

فرمایا درود "تنجینا" بلا اجازت نہیں پڑھنا چاہیے۔ یہ بہت مجرب عمل ہے۔ مجھے حضرت شیخ الحدیثؒ صاحب نے اجازت دی ہے۔ ہمارے والد صاحب روزانہ صبح 313 دفعہ گھر میں پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ حضرت مدنیؒ بھی اس کا ورد کرتے تھے۔ حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی نے بھی حجاز میں اس کی اجازت لی تھی اور آپ نے خواب میں شیخ الحدیثؒ صاحب کو اجازت دی۔

- مولانا حسین علی صاحبؒ خود "ھو الحبیب الذی ترجیٰ شفاعتہ لکل ھول من الاھوال مقتحم" کا ورد کرتے تھے اور شیخ التفسیرؒ کو اس کی اجازت بھی دی تھی۔

- ہمارے سارے اکابر عامل تھے۔ حضرت لاہوریؒ، حضرت مدنیؒ، مولانا حسین علیؒ حزب البحر کے عامل تھے۔ مولانا غلام اللہ خانؒ بھی حزب البحر کے عامل تھے۔ اسی لئے یہ اکابر دشمنوں کی سازشوں سے بچ جاتے تھے۔

- "والمدبرات امرا" کی تفسیر میں حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ فرشتے بھی مقرر ہیں اور اللہ کے نیک بندے بھی یعنی اُن کی ارواح۔

- حضرت حمزہؓ نے پانی کی تلاش میں آواز لگائی۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، مجھے پانی لا دو

- حضور انورؐ "قل اعوذ برب الفلق" پڑھا کرتے تھے۔ خدا نے خود یہ سکھایا

- یہ اوراد بہت مفید ہیں اور ہتھیار ہیں۔ قرآن میں حکم ہے "خذوا حذرکم"۔ عام طور پر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

- چوری کا مال نہ ملے تو یہ الفاظ مکان کی چھت پر چڑھ کر کہو "او جوانو! میری چیزیں واپس کرو ورنہ تمہارا نام ولیوں کی فہرست سے خارج کر دوں گا" الفاظ تو غلط ہیں لیکن لوگ پریشانی کی حالت میں پڑھتے ہیں اور یہ بڑا مجرب عمل ہے۔ ایک آدمی نے بتایا ہے کہ تین دن یہ عمل کیا ہے تو زیور واپس مل گئے۔

- میں نے "دامان رحمت" میں عملیات جمع کر دئے ہیں۔

- غزوہ احد میں شکست کے بعد کفار نے دوبارہ حملہ کرنا چاہا تو حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کو بلا کر فرمایا تمہاری تھوڑی سی غلطی سے اب کفار دوبارہ ارادہ کر رہے ہیں حملے کا۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ! ہم لڑیں گے "قالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل"۔ یہ صحابہؓ کا قول ہے۔ یہ عمل بھی بہت مفید ہے۔ 450 دفعہ روزانہ ہمارے والد صاحب کا معمول تھا پڑھا کرنا

- انسانوں کے الفاظ میں بھی اللہ تعالیٰ اثر رکھ دیتے ہیں۔ "قصیدہ بردہ" ایک انسان کے الفاظ ہیں لیکن اُن میں بہت تاثیر ہے۔

- فرمایا ارواح پھرتی رہتی ہیں۔ میرے پاس بھی اللہ کے فضل سے بزرگوں کے دئے ہوئے یہ ہتھیار ہیں

3/17

ستائیس رمضان :-

بوقت چاشت

فرمایا ڈابھیل میں مولانا محمد حسین صاحب دریا والوں سے جو حافظ رفیع صاحب کے والد ہیں میں نے ابن شرطیہ ''صدرا''
پڑھا کہ عبارت میں پڑھتا اور وہ حل پیش کرتے۔ اس کو میں نے لکھا اور ''بدرا لحل الصدرا'' کے نام سے شائع کیا
جو منشی فاضل کے نصاب میں داخل ہے۔

- فرمایا اُس وقت اساتذہ محنت کرتے تھے اور شاگردوں پر شفقت۔ لیکن اب علم اُٹھ گیا ہے۔ اس وقت پورے
ملک میں دس، بیس آدمی ہیں جو وہ کتابیں صحیح پڑھا سکتے ہیں۔

- شیخ الحدیث مولانا عبد الحق صاحب کے بارے میں فرمایا وہ دورہ پڑھتے بھی تھے اور کتابیں پڑھاتے بھی تھے۔

- ''قتلِ مرتد'' کے بارے میں کراچی میں ہونے والے علمائے کرام کے ایک مذاکرے کے بارے میں بتایا کہ مولانا سید سلیمان ندوی
صاحب نے بنی اسرائیل کے متعلق قرآنی حکم ''فاقتلوا انفسکم'' سے استدلال کیا جب کہ میں نے لکھا کہ قرآن میں ہے
جو لوگ کلمہ پڑھ کے پھر جاتے ہیں وہ یا تو توبہ کریں یا ''ما لھم فی الارض ولی و لا نصیر'' - فی الارض کا لفظ
صرف یہاں آیا ہے کہ زمین میں ان کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے یعنی وہ واجب القتل ہیں۔ اس پر مولانا مدنی رح نے
بہت سراہا۔ اور مجھے خط لکھا۔ وہ محفوظ ہے۔

- فرمایا بظاہر چھوٹے لوگ محنت کرتے ہیں تاکہ کتاب میں کوئی غلطی نہ رہے جب کہ بڑے ''علامہ'' لوگ بعض شدید
غلطیاں کر دیتے ہیں۔ مولانا شبلی رح نے ''سیرۃ النعمان'' میں قرآن پاک کا ایک حوالہ غلط لکھ دیا جو آیت تھی ہی نہیں۔
اسی طرح ایک بڑے سکالر ڈاکٹر بلوچ نے ''موتوا قبل ان تموتوا'' کو قرآن کی آیت قرار دیدیا شاہ بھٹائی کے
فلسفہ والی کتاب میں۔ جس پر اُسے ڈاکٹر کی ڈگری ملی۔

- شیخ التفسیر حضرت لاہوری رح اپنے دور میں چھوٹے علماء میں سے تھے لیکن قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر ایسی لکھی کہ بے مثال ہے۔
- میری کتاب ''معارف القرآن'' سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ اس پر حضرت لاہوری رح نے پوری کتاب پڑھ کر ''تقریظ'' لکھی۔

بعد مغرب

- فرمایا دریا والے بابا صاحب دریائے سندھ کے پانی سے وضو نہیں کرتے تھے کہ اس میں گندے نالے کا پانی آ کر ملتا ہے
بلکہ کنویں کے پانی سے وضو کرتے۔ اگر کبھی باہر جاتے تو کوزہ پانی کا ساتھ رکھتے۔ اتنی احتیاط کرتے اور کہتے تھے
ایک نماز ہی تو ہم پڑھتے ہیں اور کوئی عبادت تو ہم سے ہو نہیں سکتی۔ یہ نماز بھی ادھوری ہو تو کیا فائدہ؟

اٹھائیس رمضان
بعد عشاء

- فرمایا حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے امام حسن بن زید کو جو امام اعظم رح کے شاگرد ہیں کو کوئی ایسی بات لکھی جو
اُن کی مرضی کی تھی اور دین کے خلاف تھی تو انہوں نے جواب میں لکھا اَنتَ مُتّبِعٌ لَا مُبتَدِعٌ - تم متبع ہو
دین ایجاد کرنے والے نہیں ہو۔

۱۹۸۶ء:

۲۱ رمضان — فرمایا سنت غیر مؤکدہ میں قعدۂ اولیٰ تشہد وتکمل دونوں طرح صحیح ہے

— فاتحہ کے بعد سورۃ شروع کرتے ہوئے بسم اللہ نہ پڑھیں لیکن اگر ایک سے زیادہ سورتیں پڑھیں تو ان کے درمیان بسم اللہ پڑھیں

۲۲ رمضان — فرمایا حضرت مدنیؒ نے اجازتِ حدیث کی قلمی سند مجھے اپنے دستِ مبارک سے عطا فرمائی تھی۔

— "تصوف" کی کوئی کتاب پڑھنے کے متعلق فرمایا کہ یہ "قلبی علم" ہے "عملی تربیت" ہوتی ہے "کتابوں سے تصوف نہیں آتا یہ سینہ بسینہ میں منتقل ہوتا ہے۔

۲۴ رمضان — حضورؐ ہر جہاد میں کسی ایک بیوی کو ساتھ رکھتے تھے۔ اُن کے بھی حقوق ہیں۔

— اپنے شیخ کا قُرب بہت ضروری ہے ورنہ "فتنوں" کا دور ہے۔ انسان ہر وقت خطرے میں رہتا ہے۔

۲۵ رمضان — حضرت امام ابو حنیفہؒ کا مسلک تھا کہ سب راویوں سے روایت لیں اور وہ حدیث کے مفہوم کو لیتے تھے جبکہ امام مالکؒ صرف اہل مدینہ کی روایات لیتے جب کہ امام شافعیؒ حدیث کے ظاہر کو لیتے تھے۔

— "شارع" کی آخری بات اور فعل حجت ہوتا ہے۔ اسلئے احادیث میں تعارض نہیں ہے بلکہ احکام تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

— جس چیز کی اصل قرآن وحدیث میں موجود ہے اُسے حرام نہیں کہا جا سکتا۔

— مقلد کیلئے مجتہد کا قول حجت ہوتا ہے وہ قرآن وحدیث سے دلیل نہیں طلب کر سکتا

— "اسقاط" فدیہ کی ایک شکل ہے جیسے عبادات کیلئے فدیہ دیا جاتا ہے۔ ایک روزہ یا نماز کا فدیہ۔ دو سیر گندم

— برصغیر میں علماء وائمہ کی چونکہ تنخواہ مقرر نہیں تھی اسلئے ضروری کر دیا گیا کہ نکاح، جنازہ امام پڑھائے غسلِ میت دے اسقاط کرے تاکہ کچھ گذارہ ہو جائے۔

— اجارہ علی العبادات حرام ہے تمام کتابوں میں لکھا ہے لیکن آج کل سب لیتے ہیں۔

— اہل حدیث خود امام شوکانی وغیرہ کی تقلید کرتے ہیں۔ ابن تیمیہ پہلا اہل حدیث تھا" اسکے فتاویٰ 8 جلدوں میں چھپے ہیں۔ اگر تقلید کی ضرورت نہیں تو خود فتوے کیوں دیئے۔

— صحاح ستہ سب دوسرے مسالک کے اماموں کی ہیں جو زیادہ شافعی ہیں۔ ہمارے علماء اس طرح پڑھاتے ہیں کہ تشریح بیان کر کے پھر حنفیہ کی ترجیح کی وجوہات بیان کرتے ہیں۔ امام بخاریؒ خود مجتہد تھے

— شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا کہ حدیثوں کی تنقیحات ہم نے کر دی ہیں۔ اب کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ صحت اور عدم صحت پر بحث کرے

— امام نسفیؒ نے عقائد مرتب کئے اور اسی وقت کے تمام علماء سے تصدیق کرائی۔ چونکہ آج تک یہ پڑھائی جا رہی ہے اسلئے سب اسی پر متفق ہیں۔

— دیوبند کے نصاب میں ترجمہ قرآن یا تفسیر نہیں ہے۔ اس کے بانیوں نے فرمایا تھا کہ ہم جو نصاب پڑھاتے ہیں اُس سے فارغ ہو کر آدمی خود ترجمہ کر سکتا ہے" اس میں استعداد پیدا ہو جاتی ہے

— فرمایا الحمد للہ جتنی کتابیں اور مضامین میں نے لکھے ہیں وہ میرے ہم عصروں میں سے کسی نے نہیں لکھے۔

ارشادات

۲۶ رمضان

- فرمایا ممکن جب حدِ امکان میں ہو تو حواس اور قویٰ محدود ہوتے ہیں لیکن جب حدِ امکان سے نکل جائے تو یہ قیود نہیں رہتیں۔ حضورؐ سدرۃ المنتہیٰ سے آگے "حدِ امکان" سے نکل گئے تو ماضی، حال، مستقبل سامنے تھا۔ اسی لئے فرمایا میں نے دیکھا ایک طوفانِ نوح اب تک ہے، یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں دیکھا، اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

آج تو سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ خلاء میں وزن نہیں رہتا لیکن زمین پر پھر وزن واپس آجاتا ہے

- بعض راوی من آیات ربہ الکبریٰ سے مراد جنت دوزخ نہیں بلکہ رؤیت باری ہے اسلئے کہ جنت، دوزخ تو اولیاء اللہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ راجح قول یہی ہے کہ حضورؐ نے اللہ کا دیدار کیا۔ الفاظ حدیث بھی ایسے ہیں کہ دونوں معنے نکلتے ہیں کہ میں نے دیکھا اللہ نور ہے اور یہ کہ اللہ نور ہے میں کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

- کمزوریاں انبیاءؑ کے سوا ہر کسی میں ہوتی ہیں۔ خوبیاں اللہ تعالیٰ کسی وقت بھی سلب کر سکتا ہے اسلئے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہئے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

۲۹ رمضان

- جب عبادت مکمل ہو رہی ہو تو سوچنا چاہیے کہ اس میں کمی نہ رہ جائے اور ایسا کام نہ ہو جائے کہ وہ ضائع ہو جائے۔ رمضان المبارک قریب الاختتام ہے اسلئے اب وقت ضائع نہ کرو۔ چند گھنٹوں کو بخشش کا ذریعہ بنا لو۔

- عید تو تب ہوگی کہ خدا ہم سب کو بخشش دے

۱۹۸۵ء

- فرمایا روزے کا فائدہ بھی تب ہوگا جب نفس کشی ہو، کچھ تکلیف بھی محسوس ہو ورنہ بدن کی زکوٰۃ کیسے ہوگی۔

- مینگورہ میں پیر عبد العزیز صاحب مسجد بنا رہے تھے تو معماروں کو گھی وغیرہ دیتے تھے اور خود مکئی کی خشک روٹی بغیر میٹھے قہوہ کیساتھ

- آجکل صوفیاء بزرگ بعض خواہشمند مریدوں کو فرما دیتے ہیں کہ اجازت ہے پہلے یہ مسئلہ بہت مشکل ہوتا تھا۔

- سجدہ تلاوت کے متعلق فرمایا کہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق تھی کہ رکوع سمیت کیا جائے۔

- فرمایا سندھ کے ایک عالم مولانا عبد الغنیؒ تھے، انہوں نے ایک نظم لکھی تھی کہ سب سے پہلے کراچی تباہ ہوگا، اُس وقت کراچی چھوٹا سا قصبہ ہوتا تھا۔

- سندھ کے لوگ دین پسند ہیں، علماء کی قدر کرتے ہیں لیکن عمل کم کرتے ہیں، وہاں قبریں گھروں میں ہیں۔ لوگ باہر دفن کریں تو گیدڑ کھا جاتے ہیں۔ میں وہاں گیا تھا لیکن دل نہیں لگا۔ والد صاحب جایا کرتے تھے اور قضا کا کام کرتے تھے۔ ایک سود خور کو فتاویٰ کی کتاب ماری تو وہ مر گیا۔ مقدمہ چلا، پھر بری ہوگئے

- دس سال تک خطرہ ہے کہ کمیونزم چھا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں۔

- چند دن قبل حضرت مدنیؒ خواب میں تشریف لائے۔ جوانی کی حالت تھی، خضاب لگا ہوا تھا۔ مجھے فرمایا دیوبند پیسے نہیں بھیجتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ بھیجتا ہوں چنانچہ دو ہزار روپے میں نے رانا صاحب کے ہاتھ بھجوادئے
- مولانا حسین علیؒ صاحب نے "بلغۃ الحیران" میں لکھا ہے کہ میں مجدد الف ثانیؒ کی قبر پر گیا اور وہاں مراقبہ کیا تو انہوں نے کہا کہ جو کام تم کر رہے ہو، جو مسئلہ بیان کر رہے ہو وہ ٹھیک ہے۔ اسی طرح سراج الدینؒ صاحب کے متعلق کہ وہ میرا وسیلہ ہیں یہاں بھی (اب بھی) اور قیامت میں بھی۔
- حضرت مدنیؒ سے کسی نے کہا کہ مجھے تسخیر کا عمل بتادیں تو آپ نے فرمایا اگر میرے پاس ہوتا تو انگریزوں کو مسخر کر لیتا
- مولانا گل بادشاہ صاحب اکوڑہ والوں کے والد صاحب نے شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کا دیوبند سے واپسی پر پالکی پر بٹھا کر استقبال کرایا اور پھر اپنے مذکورہ بیٹے کو دیوبند بھجوایا وہ حضرت مدنیؒ سے بیعت تھا اور "فیوضات حسینی" کتاب بھی لکھی۔ (اُن کا مدرسہ بھی اکوڑہ میں بر لب سڑک ہے)
- کسی بھی کاروبار وغیرہ میں شراکت جتنی بھی کم ہو، بہتر ہے۔
- فرمایا مولانا انور شاہ کشمیریؒ 175 روپے تنخواہ لیتے تھے اور روتے تھے کہ ہم اُجرت لے رہے ہیں۔
- پاکستان بننے کے بعد حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحبؒ نے حضرت مدنیؒ کو خط لکھا کہ مجھے معاف کر دیں۔
- مولانا اسعد مدنی صاحب میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو حضرت مدنیؒ میں تھیں۔ سادگی، تواضع، محبت
- حضرت مدنیؒ کو ذہنی اذیتیں بہت دی گئیں آپ بڑے وسیع القلب تھے، جانتے تھے کہ یہ لوگ انگریز کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور مجبور ہیں۔ مولانا مدنیؒ اور حضرت تھانویؒ کی ملاقات کا اشارہ میں نے ایک مضمون میں کیا ہے
- حضرت مدنیؒ سفر سے واپس آکر طلبہ کو بخاری شریف پڑھاتے تھے تقریباً 35 صفحات۔ ہم چند طالب علم تھے ایک دن میں نے دس صفحے پڑھے تو تھک گیا۔

۱۹۸۶ء:

۱- مولوی میں حسد نہ ہو تو اس سے بڑا اور کوئی نہیں ہوتا۔ میں نے چند علماء دیکھے ہیں جن میں حسد بالکل نہیں اُن میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب، مولانا محمد اسحاق صاحب خطیب ہزارہ اور حکیم مولانا محمد داؤد صاحب ہیں۔ یہ ایسے بزرگ ہیں جن کی وجہ سے پورا علاقہ بچا ہوا ہے ورنہ شکیلہ جیسی ابدال وغیرہ کے لوگ بڑے عجیب الفطرت ہیں
- فرمایا اگر علماء کے اندر استغناء آجائے تو انقلاب آسکتا ہے۔ اس ضمن میں شیخ التفسیرؒ کا ذکر فرمایا۔
- فرمایا آجکل زیادہ ضرورت بری مجلسوں سے اجتناب ہے۔ ہر وہ مجلس بری ہے جس میں غیبت، جھوٹ، فضول اور لایعنی باتیں ہوں، جیسی شراح ہو۔ عورتوں کی مجلس اور میل جول بھی خطرناک ہے بلا ضرورت اس سے بچنا چاہیے

- فرمایا مالِ حلال بھی زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ آدمی زکوٰۃ وغیرہ میں احتیاط نہیں کرسکتا اسلئے کوشش ہونی چاہیے کہ اتنا مال ہو جس سے گذارہ ہو جائے۔ مال جتنا مشتبہ ہوگا اولاد نالائق ہوگی۔

- اوراد و وظائف اُن اعمال کو کہتے ہیں جو مقرر کردہ ہوں۔

- مولانا حسین علی صاحب مجذوب آدمی تھے۔ "بلغۃ الحیران" ان کی تقریروں کا مجموعہ جو شاگردوں نے قلمبند کیا ہے۔

- فرمایا فجر تا طلوع آفتاب اور عصر تا غروب آفتاب بہت مبارک وقت ہوتا ہے اور شیطان بھی اُس وقت بہت زور لگاتا ہے۔ اِس وقت کو ضائع نہ کیا کریں۔ ہمارے بزرگ اس وقت دروازے بند کر لیتے تھے اور مراقبہ کرتے تھے۔

- یہ عبادت کا آخری وقت نازک ہوتا ہے۔ گھر اور مسجد میں فرق ہونا چاہیے۔ عبادت انسان میں انقلاب پیدا کرتی ہے، ہم غور نہیں کرتے۔ یہ وقت بڑا مبارک ہے۔ حالات آپ کے سامنے ہیں۔ اگر خدانخواستہ کوئی غلط قدم اٹھ گیا تو پھر کچھ نہیں رہے گا۔ (معتکفین حضرات سے آخری روزے کو عصر کے بعد یہ ارشاد فرمایا)

۲۵ رمضان ۱۴۱۵ھ
بوقت چاشت
۱۹۹۵ء

مدینہ مسجد کے بارے میں فرمایا کہ میں اُس وقت ایبٹ آباد تھا غالباً 1957ء میں۔ یہاں کسی کام سے آیا، نماز کا وقت ہوگیا، میں محلہ شیڈ میں پڑھنے نہ گیا بلکہ جہاں محراب ہے، یہاں کھیت میں نماز پڑھی۔ نماز میں خیال آیا کہ یہاں مسجد ہو۔ نماز کے بعد پتہ کیا کہ یہ کسی کی زمین ہے اور اُسی وقت اُس آدمی کے پاس چلا گیا۔ اُس کی بیوی میرا درس سنتی تھی جب ۱۹۶۸-۶۹ میں یہاں میں دو سال خطیب تھا۔ اُن سے مسجد کیلئے بات کی تو بیوی نے چار مرلے اپنے حصے سے دی، باقی ایک کنال کا میں نے قیمتاً سودا کرلیا۔ اُسی وقت جگہ کا قبضہ لیا اور عصر کی نماز کیلئے خود اذان دی اور جماعت کرائی۔

پھر جہاں باورچی خانہ ہے، چھوٹا سا چھپر بنایا، مٹکہ پانی کا رکھا اور سلسلہ شروع ہوگیا۔ جب 1962ء میں ایبٹ آباد سے یہاں تبادلہ ہوا تو کام پہلے سے جاری تھا۔ میں ایبٹ آباد سے رقم بھیجتا رہتا تھا، مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ پھر یہ مدرسہ بنایا، طلباء کافی آنا شروع ہوگئے۔ پھر مسجد کی شرقی سمت متصل ایک شیعہ کی زمین تھی، اس سے منہ مانگی قیمت پر خریدی اور مسجد میں شامل کرلی۔ باقی زمین جو ذاتی اور واجاد کی ہے، وہ بھی اسی طرح لی اور شیعہ کا یہاں سے دخل ہی ختم کردیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشادات دوران اعتکاف
۱۹۸۷ء تا ۱۹۹۷ء

اعتکاف رمضان المبارک 1987ء

فرمایا ۔ درود شریف، استغفار، لاحول ولاقوۃ الا باللہ ایک ایک تسبیح پڑھا کرو ۔ استغفار سو بار روزانہ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا معمول تھا اور یہ کشائشِ رزق کیلئے بہت مفید ہے۔

- گھر کی حفاظت کیلئے ہر کمرے میں "عین اللہ" والا تعویذ موم میں یا فریم میں لگا کر لٹکا دیں۔

- رمضان شریف میں طاقت کی دوا استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ روزہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہے

- میں پہلے اعتکاف میں روزانہ ایک بار ختم قرآن کرتا تھا اور ختم بخاری بھی، اب کمزوری ہو گئی ہے۔ غذا میں اب صرف بسکٹ، روغن زیتون اور سارے دن میں کبھی آدھی روٹی

- علمائے کرام آئیں احترام کرو، اکرام کرو لیکن آج کل تحریکوں وغیرہ کا مسئلہ ایسا ہی ہے۔

- اعتکاف سنۃ الانبیاء ہے، یہ تبتل ہے۔ سال میں کچھ دن مسجد میں گزارنے چاہییں۔

1988ء

فرمایا۔ تراویح میں پورا قرآن مجید سننا چاہیے۔ اس کو درمیان میں چھوڑ کر تبلیغ کیلئے چلے جانا صحیح نہیں۔ اسی طرح اعتکاف رمضان (آخری عشرہ کا) سنت ہے۔ یہ چھوڑ کر بھی چلے جانا اچھا نہیں۔

- قرآن مجید ناظرہ ترتیب سے پڑھنا چاہیے خواہ روزانہ ایک پاؤ ہی کیوں نہ ہو۔

- درود شریف بے وضو بھی پڑھنا جائز ہے لیکن وضو سے پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

- سونے کی زکوٰۃ کیلئے اُس وقت کی سرکاری قیمت لگانی چاہیے اور نقدی ہو تو ساتھ وہ بھی شمار کریں۔

- ڈراؤنے خواب آئیں تو ذکر نہ چھوڑو۔

- دینی کاموں کے بارے میں ہدایت دی کہ وہ کام کرو جو خود کر سکو۔ بچوں کی ناظرہ کی تعلیم اور تربیت مفید کام ہے

- ہم نے بتایا کہ سکول کے تقریباً ۸۰ بچے اعتکاف میں ہیں تو فرمایا اسی لئے ٹیکسلا شہر عذاب سے بچا ہوا ہے۔ اُن کی عید کے موقع پر دعوت کا انتظام کرنا

- عید الفطر کے دن فرمایا اِس سال معلوم ہوتا ہے حضرت مدنیؒ کی خانقاہوں پر خاص توجہ ہے۔ مجھے بھی آخری دو دن حضرت مدنیؒ کا تصور رہا۔

- سب بیٹوں کو حافظ بناؤ اور ساتھ سکول کی تعلیم بھی دلواؤ۔ کامیابی کیلئے جناب کرنل فیوض الرحمٰن صاحب کا حوالہ دیا کہ سرکاری اداروں میں دینی کام کی بڑی ضرورت ہے۔

ارشادات

۱۹۸۹ء: - قرآن مجید ناظرہ جلدی سیکھنے کیلئے پڑھاتے وقت ابتداء میں "یا فتاح یا علیم" کے الفاظ پڑھوایا کرو۔ عورتوں سے بچوں کو قرآن حکیم نہ پڑھوایا کرو، نسوانی عادات منتقل ہوتی ہیں۔

- عورتوں کو حافظہ نہ بناؤ، اس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے بہتر ہے کہ تھوڑی ضروری دینیاوی تعلیم ہو ضروری دینی مسائل پڑھادیں اور شادی کردیں۔ عالمہ بنانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ اختلاط بہت مضر ہے۔

- تبلیغی جماعت والے اچھا کام کر رہے ہیں لوگوں کی اصلاح ہو رہی ہے۔ عام لوگوں کے سامنے اُن کے بعض معمولات کی مخالفت نہیں کرنا چاہیے صرف اپنے قریبی ساتھیوں میں بات کریں جیسے رمضان شریف میں تراویح میں قرآن مجید کے پورا سننے اور اعتکاف کی سنت چھوڑ کر باہر وقت لگانے کا معاملہ ہے۔

- حضرت شیخ التفسیر امام لاہوریؒ نے بہت کام کیا ہے، کسی اور نے پاکستان میں اتنا دینی، تبلیغی اور اصلاحی کام نہیں کیا

- حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کے بارے میں فرمایا اُن کا بہت اونچا مقام ہے

- آدمی کے پاس گنجائش ہو تو بیٹے کی شادی کرتے ہی اُس کو الگ کردیں، کم از کم باورچی خانہ ضرور علیحدہ کریں اس طرح زندگی تلخ نہیں ہوتی اور عاقبت کی بربادی کا خطرہ رہتا ہے اسلئے کہ کوئی نہ کوئی غلط بات ہو ہی جاتی ہے

- آج کل مادیت کا رجحان زیادہ ہے۔ علماء بھی اپنے بچوں کو بی۔اے، ایم۔اے کرا رہے ہیں۔ انگریز تو چلا گیا ہے اب انگریزی سے کیا لیتے ہو۔ نتیجہ اسی لئے غلط نکل رہا ہے۔

- دشمنوں اور حاسدین سے حفاظت کیلئے فرمایا "وکفی اللہ المومنین القتال وکان اللہ قویا عزیزا" ۶۰۰ بار اعتکاف کے دوران پڑھیں۔ اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف

- اس ملک میں اسلام نہیں آئے گا ان لوگوں نے اولیاء اللہ کو اور علماء کو نہیں بخشا، اب بھی گالیاں دیتے ہیں۔

- آخری دن اعتکاف کے اختتام پر دو رکعت نفل شکرانہ اعتکاف پڑھنے کا حکم فرمایا۔

۱۹۹۵ء - اس دفعہ حضرتؒ خود اعتکاف نہیں فرما رہے تھے۔ ٹیکسلا کے ہم ۱۴ ساتھیوں کو فرمایا سب اکٹھے شمالی دیوار کے ساتھ جگہ بنالو ہم چادریں وغیرہ لٹکا چکے تو تشریف لاکر فرمایا ایک ایک تسبیح درود شریف اور استغفار کی پڑھ لو

- اکیسویں شب یعنی پہلی رات نماز مغرب کے بعد عجیب تفصیلی خطاب فرمایا اور شہریوں کو بتایا کہ یہ باہر کے مہمان تم پر احسان کرتے ہیں۔ ان کی عزت کرو۔ ان کے اس عمل سے تمہارے شہر سے عذاب ٹل جائیں گے۔

- ایک دن فرمایا کہ آج کل یہ ماحول پیدا ہو گیا ہے، پوچھتے ہیں کہ کہاں لکھا ہے؟ سلف پر اعتماد ختم ہو رہا ہے۔ خود تحقیقات کی جا رہی ہیں۔ اس وجہ سے کئی لوگ گمراہ ہو چکے ہیں

۱۱/۱۷

ارشادات دوران اعتکاف

۱۹۹۰ء

- حجۃ الوداع کے دن بعد عشاء کے خطاب میں مجھے حکم فرمایا کہ میرے درس، بیانات وغیرہ لکھنے کا کام اب تم کرو تاکہ یہ چھپوائے جائیں

- تبلیغی جماعت کے احباب جو مستورات والی جماعت ساتھ وقت لگانے کیلئے آئے ہوئے تھے، ملاقات اور دعا کیلئے حاضر ہوئے تو اُن سے فرمایا کہ اصل چیز خود کو کچھ نہ سمجھنا ہے۔ حضرت مدنیؒ خود کو ننگِ اسلاف لکھتے، مولانا نانوتویؒ "ہیچمدان"

- فرمایا "فنائیت" کا معنے "عدمِ محض" نہیں بلکہ کیفیت کا بدلنا ہے

- ۲۹ رمضان المبارک کو چاشت کے وقت حاضری کے موقع پر فرمایا کہ 60 سال سے زیادہ عمر والا "شیخ فانی" کی تعریف میں آجاتا ہے اور "شیخ فانی" کا عذر کی وجہ سے روزوں کا فدیہ دینا جائز ہے۔

- فرمایا رات کو سوتے وقت سورۃ فاتحہ اور معوذتین پڑھ کر پھونکنا سنت ہے

- آخری دن یعنی 30 رمضان کو عصر کے بعد معتکفین سے فرمایا کہ اس نیکی کو سنبھالنا۔ عورتوں کی اور بری محفل، رزق حرام سے اجتناب کرنا۔ مجلس ذکر کا اہتمام ہو۔ اگر تم 50 دوست مل کر ذکر کرو تو انقلاب آسکتا ہے۔ ذکر کے بہت اثرات ہیں

۱۹۹۱ء:

- فرمایا قل رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا ۔۔۔۔۔۔۔ اللہ حافظ! پڑھ کر داخل ہوں۔

- ٹیکسلا کے نوجوانوں نے سلسلہ کے اسباق سنائے تو فرمایا ذکر زیادہ کیا کرو اور تین، چار ماہ بعد سبق سنا دیا کرو۔ پورا سال زیادہ وقفہ ہے۔ میں ٹیکسلا والوں سے بہت خوش ہوں۔ ذکر کا سلسلہ شہر کو ختم کر دے گا

- فرمایا اپنی ہفتہ وار مجلس ذکر میں "سبحان اللہ" کا ورد بھی کر لیا کرو

۱۹۹۲ء:

- جمعہ کے دن معتکفین سے فرمایا کہ سونے سے قبل 500 بار درود شریف پڑھ لیا کرو

- ہفتہ کے دن فرمایا چار رکعت زوال کے نفل ادا کرو

۱۹۹۳ء: - اعتکاف کی پہلی رات ہی فرمایا کہ معتکفین نماز ظہر کے بعد بستر نہ کھولیں اور عبادات میں مشغول رہیں۔ رات کو مجھے فرمایا کہ "لاحول ولاقوۃ" بھی سب پڑھا کریں

- معتکفین کو فرمایا اس بار مقامی نوجوان کافی ہیں اُن سے رابطہ رکھیں نماز، کلمے، جنازہ، سورتیں وغیرہ سن کر تصحیح کرائیں

- آخری دو طاق راتوں میں بہت اہتمام سے معتکفین کو فرمایا کہ یہ بہت قیمتی راتیں ہیں۔ ان کو ضائع نہ کرو

- فرمایا شب قدر میں آج کل کے حالات میں "اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ" والی دعا زیادہ ضروری ہے

- فرمایا روحانی طور پر زوال کے بعد اگلا دن شروع ہو جاتا ہے اسلئے دن کے حساب والے معمولات زوال سے پہلے مکمل کر لیا کریں۔

ارشادات

۱۹۹۶ء

اکیسویں رات ۔ فرمایا رضا کی مثال صحت مندی کی ہے کہ بھوک پیاس محسوس کرتا ہے اور مانگتا ہے جبکہ بیمار کو زبردستی کھلاتے ہیں (تشریح رضی بالشیء۔۔۔)

۔ معتکف اگر برائی کا ارادہ بھی کرے گا تو اُس پر گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر گناہ چھوڑے گا تو نیکی ملے گی جبکہ ویسے گناہ چھوڑنے پر نیکی نہیں ملتی

بائیسویں رات ۔ خواب انسان کے فکر کی عکاسی کرتے ہیں

تیئیسویں رات ۔ سند اور نسب اسلام کا خاصہ ہے۔ دوسرے مذاہب میں نکاح نہیں۔ اسلام میں نکاح کیلئے کم از کم دو گواہ ضروری ہیں۔ یہ سنت ہے کہ مسجد میں

کافروں سے

نکاح پڑھو تاکہ 20، 25 آدمی گواہ ہوں۔ مفتی محمد عبدہٗ نے فرمایا تھا کہ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں یہ میرا بیٹا میرا ہے تم نہیں کہہ سکتے۔

۔ مفتی محمد عبدہٗ (مصر) نے پیرس میں ایک محفل میں کھانا کھایا اپنے ہاتھ سے، تو کسی نے پوچھا: چمچ سے کیوں نہیں کھا رہے؟ آداب کے خلاف ہے

تو آپ نے جواب دیا تمہارا چمچ ہر ایک کے منہ میں جاتا ہے جبکہ میرا ہاتھ صرف میرے منہ میں۔ بتاؤ احتیاط کس میں ہے؟

۔ فرمایا ہمارے سارے عالم اور اساتذہ ولی تھے، ان کے علم میں حضورؐ کا نور ہے۔ جو لوگ حدیث سنتے ہیں ان کے دل حضورؐ سے جڑے ہوئے ہیں

۔ نماز، روزہ دونوں عبادتوں کا تعلق سارے بدن سے ہے اسلئے مہینہ میں ایک روزہ ضرور رکھو۔

۔ رمضان میں غریبوں، بیواؤں، ضرورت مند لوگوں کو صدقہ دو، کپڑے لے کر دو۔ ایدھی وغیرہ کو نہ دیا کرو

۔ چاشت کی نماز 360 جوڑوں کا صدقہ ہے۔ یہ پڑھنے والوں کو جوڑوں کے درد سے محفوظ رکھتی ہے

چوبیسویں رات ۔ ہندوستان میں کسی بھی حکومت نے دین کا کام نہیں کیا، علماء نے ہی کیا ہے

۔ حضرت گنگوہیؒ نے لکھا ہے۔ ذکر کریں۔ ذکر میں اتنی طاقت ہے، اگر گناہ نہ ہو تو ذاکر پہاڑوں پر چڑھ جاتا

پچیسویں رات ۔ ایک کمیونسٹ لیڈر جو ہندو تھا، اس نے کہا ہے کہ میں مارکس اور حضرت نانوتویؒ کی فکر سے متاثر ہوا ہوں۔ اس نے ایک رات حضرت مدنیؒ کے ہاں گذاری تو کہا کہ ایمان سے پہلے ہی فارغ ہوں۔ ان کی حالت دیکھ کر اب صحت سے بھی ہو جاؤں گا (چونکہ حضرت رات بھر جاگتے تھے)

۔ مولانا آزادؒ جناح کی قبر پر گئے، حضرت مدنیؒ نے فاطمہ جناح سے تعزیت کی (تار کے ذریعے)، لیاقت علی خان کے بارے میں حضرت مدنیؒ نے فرمایا وہ شہید ہوا ہے۔ ہمارے اکابر کا یہ رویّہ تھا اور ان لوگوں نے کبھی اُن کا ذکر خیر نہیں کیا۔ یہ جب تک اُن کو بُرا کہیں گے، پاکستان ترقی نہیں کرے گا۔

۔ ہندوؤں نے ہمارے اکابر سے سیاسی رہنمائی لی اور کامیاب ہوئے۔

۔ خان عبدالغفار خان صاحب 1932ء میں رہا ہو کر آئے تو سہارنپور ریلوے سٹیشن پر ہم بھی گئے۔ اُنھوں نے تقریر کی اور کہا ہندوؤ! ہندوستان آزاد ہوگا، تم ہم سے بھیک مانگو گے۔ اُس وقت سرخپوش تحریک الگ تھی۔ بعد میں ان خانوں اور بابوں نے انہیں کافر کہنا شروع کر دیا تب یہ مجبوراً کانگریس میں شامل ہوئے۔

۔ کراچی میں ۱۹۴۹ء میں عربی کیلئے بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ علامہ سعود مصری نے صدارت کی۔ مقالہ میں نے پڑھا۔

- کشمیر کے بارے میں فرمایا، اہل اللہ کی پیشگوئی ہے کہ سندھ قربِ قیامت سے پہلے خون کا بہے گا۔ ہندو بزدل ہے ورنہ پاکستان کو ختم کر دیتے

- ایران پاکستان میں نظریاتی مداخلت کر رہا ہے۔ خطرہ ہے بلوچستان پر قبضہ کر لے گا۔ وہ یہاں لوگوں کو اسلحہ دے رہا ہے۔

- جو شخص "یا جبّار" پڑھے گا۔ اس کی ہڈی نہیں ٹوٹے گی۔

- اگلے سال انشاء اللہ خلاصہ بیان کروں گا، جو قرآن تراویح میں پڑھا جائے گا۔

- تلاوت کے وقت صرف تلاوت کریں، ترجمہ کی طرف دھیان نہ دیں۔ اگر تفسیر پڑھنی ہو تو الگ وقت نکالیں۔ علماء کو اسلئے کم فائدہ ہوا ہے۔ اسی طرح ذکر کے وقت لطف یا مزے کی طرف توجہ نہ دیں۔ اصل مقصود ذکر ہے، ایک وقت آتا ہے، انوارات حاصل ہوتے ہیں

- ایک بزرگ کے پاس ایک عالم آئے۔ مالی پریشانی کیلئے وظیفہ پوچھا، وہ بزرگ مجذوب تھے فرمایا "یا رَجّاتُ" پڑھا کرو۔ عالم صاحب نے تصحیح کر کے "یا رزاق" پڑھنا شروع کیا لیکن فائدہ نہیں ہوا۔ حضرت بلالؓ بھی "شین" نہیں پڑھ سکتے تھے۔

- فرمایا یہ جو حدیثیں رات کو پڑھی جاتی ہیں، ہر حدیث ان شاء اللہ چھپواؤں گا

ستائیسویں رات - فرمایا آج ستائیسویں شب ہے۔ دعا کرو اے اللہ قبول فرما اور تو راضی ہو۔ خیر اور چیزیں مانگو، جتنا جاگ سکو، جاگو۔ تلاوت کرو، درود پڑھو۔ برکات کا نزول یقینی ہے۔ یہ سوچو ہی نہیں کہ ہم برکات دیکھیں۔ یہ رات خیرٌ من الف شہر ہے، برابر نہیں۔

اٹھائیسویں رات - نبی یہ نہیں دیکھتے تھے کہ حالات ٹھیک نہیں ہیں، وہ دین کا نفاذ کرتے ہیں۔ یہاں مولانا عثمانیؒ نے مطالبہ کیا تو کہا گیا حالات ٹھیک نہیں

- جس نے "تبلیغی جماعت" کی توہین کی، اس کا خانہ خراب ہو گیا۔

- انگریز نے علماء کو بہت تکالیف پہنچائیں، چار چار سال جیل میں رکھا، انہوں نے سورج نہیں دیکھا لیکن جھکے نہیں۔

- مراکش کے ایک ولی ہیں۔ شاہ فہد بھی ان کے مرید ہیں۔ انہوں نے جنرل ضیاء الحق صاحب کو پیغام بھیجا مولانا ابوالحسن علی ندوی صاحب کے ذریعہ کہ کچھ لوگ ہوٹل میں مقیم ہیں جو صحابہؓ کے دشمن ہیں اور حضورؐ کو تکلیف پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ یہاں سے گوریلے بھیجے گئے، جنہوں نے انہیں گرفتار کیا۔

- زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا۔ زکوٰۃ لینے والے کا اس کو قبول کرنا ضروری ہے۔ جو وارث نہ ہو اسی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

انتیس رمضان - فرمایا مولانا ثناء اللہ نے لکھا ہے کہ قطب سے زنا ہو سکتا ہے اور دلیل دی ایک صحابی کی کہ ان سے یہ گناہ ہوا اور وہ سنگسار ہوئے۔

ارشادات

۱۹۹۵ء:

۲۱ رمضان ۔ فرمایا حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بیوی اور بچے کو حرم میں اکیلا چھوڑا وہ بھی اعتکاف ہی تھا۔ یہ مسجدیں بھی حرم کی طرح ہیں ان میں اعتکاف کے دوران بھی حج اور عمرہ کی طرح گناہ کا ارادہ قابلِ مواخذہ ہوتا ہے۔ فرشتے مسجدوں میں رحمت نازل کرتے ہیں کُتی پُخیث بھی ہے اور کُتی پُخیتی بھی۔

- وقت ضائع نہ کرنا' جو وقت گذر جائے وہ واپس نہیں آتا۔ حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کو کسی نے روک کر بات کرنا چاہی' اُسے فرمایا سورج کو روک لو تاکہ میرا وقت ضائع نہ ہو۔ دریا والے بابا جی بیمار ہو پھڑ تھے' بہت اللہ کے ولی تھے' دنیا سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ایک دفعہ ان کے پاس منّی آباد کے ملک امین صاحب آئے۔ باتیں کیں تو فرمایا امینا! میری نلیاں خشک ہو رہی ہیں' مختصر بات کرو (نلیوں کے حوالہ سے حضرت نے تفصیل سے کپڑا بُننے کا عمل بیان فرمایا اور وضاحت کی کہ "نلیاں" جو اس میں استعمال ہوتی ہیں وہ نہ زیادہ بھیگی ہوں اور نہ خشک)

- کپڑا بُننے والے "جولاہوں" کو انگریز نے سازش کرکے "کمی" مشہور کیا اور بدنام کیا تاکہ وہ اپنا کپڑا بیچ سکیں۔

۲۲ رمضان : ۔ حضور انورؐ کے نام کے ساتھ "سیدنا" پڑھنے کے متعلق بعض علماء نے لکھا ہے کہ چونکہ نماز کے اندر والے درود میں یہ لفظ نہیں ہے لہٰذا باہر بھی نہیں پڑھنا چاہیے لیکن اکثر علماء کرام نے فرمایا ہے کہ یہ بھی حضورؐ کا نام ہے اس کا مطلب ہے "اے ہمارے سردار"۔ لفظ "یٰسٓ" حروفِ مقطعات میں سے نہیں ہے بلکہ آیت ہے اور اس کا مطلب ہے "اے سردار"۔ اسی طرح "طٰہٰ" کا مطلب ہے "اے بہادر"۔ "طاء" کا معنیٰ بہادر ہے اور "ھا" کا معنیٰ "اے"۔ یہ حرفِ ندا ہے۔ آیا بعد میں ہے لیکن معنے پہلے ہوگا۔

- بعد عشاء فرمایا آج شبِ جمعہ ہے' مبارک رات ہے' خدا سے روؤ رو کر مانگو۔ اللہ اپنی آزمائشوں سے بچا' ہم جو کرسکتے ہیں' وہ کیا ہے حضورؐ اتنا روتے تھے کہ سینہ مبارک سے آواز آتی تھی۔ آج دل سخت ہوگئے ہیں' یہ ٹی۔وی وغیرہ کی وجہ سے۔ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ

فرمایا نرم دل وہ ہوگا جو خدا کے آگے روئے گا

- مولانا رومؒ نے ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے جو قرض لے کر خدا کی راہ میں دیدیتے تھے۔ وہ بیمار ہوگئے تو قرض خواہ آگئے' وہ وعدہ کرتے گئے اور پاس کچھ نہیں تھا' سب کو بٹھاتے گئے۔ گلی میں ایک بچہ حلوہ بیچنے والا آیا تو اُسے بلوا کر سب کو حلوہ کھلادیا۔ اُس بچے نے رقم مانگی تو اُسے فرمایا صبر کر۔ وہ بچہ تھا رو پڑا۔ اِس دوران کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آکر بادشاہِ وقت کی طرف ان بزرگ صاحب کو علاج کیلئے رقم پیش کی۔ انہوں نے وہ لے کر سب قرض خواہوں میں تقسیم فرمادی اور اُن کو فرمایا کہ میری طبیعت سخت تھی' رونا نہیں آتا تھا۔ میں انتظار میں تھا کوئی درد سے رونے والا آئے۔ یہ بچہ رویا تو خدا کی رحمت جوش میں آئی اور سب کا مسئلہ حل ہوگیا۔

- ماں بھی بچے کو شب و روز دودھ تب پلاتی ہے جب وہ روتا ہے' بچہ پیدا ہوتے وقت بھی روتا ہے اسلئے کہ رونا فطرت ہے' ہنسنا نہیں

- موت کے وقت بھی جب سب اپنے' پرائے چھوڑ جاتے ہیں' اسی وقت بندہ روتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی رحم کرتے ہیں۔

15/17

ارشادات

۲۵ رمضان - فرمایا مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر کے بارے میں مجھے کچھ اشکال تھا تو ایک خواب دیکھا کہ ایک شیشے کا بنا ہوا بالاخانہ ہے جس میں
مولانا آزادؒ بیٹھے ہیں اور وہ آیتیں لکھی ہوئی ہیں جن کے متعلق ذہن میں مجھے اشکال تھا۔

۲۶ رمضان - ملکی حالات پر تشویش کا اظہار فرمایا اور ایوں کے غلط طریق کو ناپسند فرمایا (شیعوں کے حوالہ سے)۔
- فرمایا اس طریقہ سے کوئی شیعہ مسلمان نہیں ہوگا، نہ کوئی اور فائدہ ہوگا، خواہ مخواہ اپنے قیمتی بندے شہید کرائے جا رہے ہیں۔

۲۷ رمضان - دو حقانی نوجوانوں کو بیعت کراتے وقت فرمایا مسلمان بننا تو بڑی بات ہے، پہلے انسان بنو۔ آج کوئی سانپ ہے، کوئی بھیڑیا ہے۔
یہ بُغض حسد وغیرہ جانوروں والی بیماریاں اور صفات ہیں۔ آج معاشرہ میں عجیب حال ہے۔ اِدھر تسبیح اُدھر بُغض۔ دل گندگی
سے بھرا ہوا ہے، اِسے محبت سے بھرنا چاہیے۔ انسان "اُنس" سے مشتق ہے، تم نوجوان ہو، اللہ کی عبادت کرو، ذکر کرو
آج یہودی عیسائی مسلمانوں کو تباہ کر رہے ہیں ٹی۔وی، وی سی آر وغیرہ کے ذریعے۔ تم نیکیاں کرو اور ہمارے لئے، پاکستان کیلئے بھی دعا کرو

۲۹ رمضان - فرمایا مجالس ذکر اور دینی اجتماعات میں اہتمام سے عورتوں کو شریک کرنا آج کے دور میں ٹھیک نہیں ہے۔ زیادہ تر افتقدہ نقصان دہ ہوتا ہے
ایسی مجالس میں بھی عورتیں بن ٹھن کر آتی ہیں، لباس مناسب نہیں ہوتا جس میں جسم تقریباً ننگا ہی ہوتا ہے، بزرگوں سے بھر سر پر
ہاتھ پھرواتی ہیں اور اس طرح کام لمبا ہو جاتا ہے۔ (کئی مثالیں بھی ارشاد فرمائیں کہ کئی پیر، استاذ، قاری درس کسطرح بھٹکے)
- فرمایا عورت کی آواز بھی فتنہ ہے، قرآن مجید بھی غیر محرم مردوں سے نہ پڑھوائیں حتیٰ کہ نابینا حافظ، قاری سے بھی۔
- معتکفین کو آخری دن بہت اہتمام سے کی ہوئی عبادت کو سنبھالنے کی تاکید فرمائی۔ فرمایا شیطان عید پر سخت حملہ کرتا ہے۔ عبادت کرنی
بھی مشکل ہے لیکن اس کو سنبھالنا اور زیادہ مشکل ہے۔ مثالیں ارشاد فرمائیں کہ کارخانہ بنانا مشکل ہے لیکن چلانا اس سے زیادہ مشکل ہے،
شادی کرنا مشکل لیکن بیوی کو بسانا اور زیادہ مشکل۔ اسلئے کوشش کریں، اس ثواب کو ضائع نہ کریں۔
- فرمایا اعتکاف میں جو معمول بن گئے ہیں ان کو جاری رکھنے کی کوشش کریں۔ مومنوں کی نشانی بیان فرمائی گئی ہے "فی صلاتہم دائمون"
یعنی ہمیشہ نماز میں رہتے ہیں حالانکہ نمازیں تو پانچ وقت کی ہیں۔ اس پر علماء نے لکھا ہے کہ اپنی ہر وقت نماز کی فکر رہتی ہے، کہ فلاں کام کیا
تو نماز بدنام ہوگی جیسا کہ آجکل لوگ کہتے ہیں کہ فلاں مسلمان ہے اور یہ غلط کام کیا ہے۔ ہم لوگوں نے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کیا ہے۔
اسی طرح آپکے کسی ایسے کام سے وہ اعتکاف والوں کو بدنام نہ کریں، لہذا بہت احتیاط کریں۔ اگر عبادت کریں تو سنبھالنا مشکل بھی
کیا ہم اپنے پیسے نہیں سنبھالتے، یہ نیکی بھی سنبھالو، غضِّ بصر کریں، نظر غیر محرم پر پڑ جائے تو نظر نیچی کریں، گناہ کی نفرت کریں، اپنی شرمگاہ
کی حفاظت کریں، ٹی۔وی، وی۔سی۔آر اور فلموں سے بچیں۔
- فرمایا آخری دن ہے، آج اللہ تعالیٰ سے ہر چیز مانگیں، دنیا بھی اُسی سے مانگیں، تسمہ ٹوٹ جائے وہ بھی مانگو، روزگار، بیوی
کس سے مانگو گے؟ سب کچھ اُسی سے مانگو۔ یہ غلط نظریہ ہے کہ دنیا خدا سے نہ مانگو۔ اسی لئے دعا سکھائی گئی ہے
ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃً و فی الآخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔ دنیا ہوگی تو حج کروگے، صدقہ دوگے اور نیکی کے کام کروگے

- فرمایا حضرت زکریاؑ غسل خانہ میں نہا رہے تھے کہ ٹکڑیاں سونے کی گرنے لگیں تو آپ نے پانی سے نکال لیں اور جھولی بھرنی شروع کردی۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا' آواز آئی کہ تو تو نبی ہے یہ کیا؟ عرض کی نبی تو ہوں لیکن تیری رحمت سے بے نیاز نہیں
- فرمایا اب وقت جا رہا ہے' سب الگ' الگ ہو جاؤ' خدا سے مانگو' آخری وقت ہے اور ہر کام کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔
اعتکاف مقبول عبادت ہے' جو بھی خدا سے مانگو گے' خدا دے گا۔
- فرمایا سلسلہ چشتیہ کا پہلا سبق یہ ہے: سبحان اللہ' الحمد للہ' لا الہ الا اللہ' اللہ اکبر' استغفار' درود شریف

1996ء

- ایک پٹھان معتکف کے پوچھنے پر فرمایا تلاوت کے وقت یہ سمجھ لیں کہ میں ان پڑھ ہوں اور حرف تلاوت پر توجہ کریں' ترجمہ تفسیر پڑھیں۔
- فرمایا اصلاح کسی قانون سے نہیں ہوتی' بلکہ اللہ کی رحمت سے ہوتی ہے
- حضرت مدنیؒ نے لکھا ہے کہ خواجہ اجمیریؒ چشت سے لاہور آئے' داتا گنج بخشؒ کے مزار پر حاضری ہوئے' وہاں سے اجمیر گئے اور جاتے ہوئے چھ سو ہندو مسلمان کئے۔ (غالباً حکم ہوا تھا' یہ روحانی باتیں ہیں)
- ٹیکسلا سے آئے ہوئے نوسلین سے اسباق سن کر فرمایا اپنے شہر میں ذکر کرو' تلاوت کرو' درود پڑھو' اس سے انقلاب آئے گا لوگوں کے دل پھریں گے اور اصلاح ہوگی۔
- پہلے دن عشاء کے بعد معتکفین کو تفصیلی ہدایات دیں۔ فرمایا اعتکاف سنت الانبیاء ہے' کعبہ سے شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس سے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے' معتکف جو مانگتا ہے' خدا دیتا ہے۔ نیت اچھی ہو تو عمل کیلئے قوت ملتی ہے۔ میرے شاگرد ڈاکٹر امین صاحب ایک دن میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے۔
- میں نے اعتکاف میں 1933ء سے 1989ء تک جو اللہ سے مانگا' اللہ نے دیا ہے 1953ء میں چھٹی نہیں ملی تو لعبہ میں اعتکاف کیا' اس میں وہ کچھ ملا' جو بتا نہیں سکتا۔ آپ کو بھی اس میں برکتیں ملیں گی۔ یہاں اعتکاف کرنیوالے کئی دوست اب مدینہ میں معتکف ہیں
- مہمان معتکفین سے فرمایا کہ جو ہو سکا' ہم خدمت کریں گے۔ مقامی معتکف نوجوانوں کو حکم دیا کہ ان مہمانوں کا احترام کریں۔
- ایک اللہ کے ولی کا مشاہدہ ہے کہ انشاءاللہ ایک بڑا ملک' پوری قوم اسلام قبول کرے گی
- بائیسویں رات کو بعد عشاء درس حدیث میں یہ حدیث مبارک تلاوت فرمائی اور حاضرین کو فرمایا تم سب میری سند میں شامل ہو گئے ہو
قال النبیؐ استقیموا و لن تحصوا واعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰة ولا یحافظ علی الوضوء الا مؤمن
- انتیسویں شب کو بھی تلاوت کی جانے والی حدیث کی سند کی سعادت حاضرین کو عطا فرمائی۔ الفاظ بھی پڑھوائے اور ترجمہ بھی۔
- فرمایا بیعت اللہ کے ساتھ جوڑنے کیلئے ہے۔ بیعت کے لیے ذکر ضروری ہے۔ اشراق کا وقت نورانیت اور قبولیت کا ہے اس وقت ذکر زیادہ مفید ہے

۱۹۹۷ء :-

- اکیسویں شب میں بعد عشاء معتکفین سے فرمایا رمضان میں طبعی طور پر ہر آدمی کا دین کی طرف میلان ہوتا ہے۔ رمضان میں اللہ تعالیٰ کسی کو محروم نہیں کرتے۔ اعتکاف میں جو دعا کی جائے، اللہ قبول فرماتے ہیں۔ آپ کیلئے یہ دیواریں بھی، لکڑی بھی شہادت دے گی۔

- فرمایا ایک سال میں چھٹیاں نہ ملنے کی وجہ سے رمضان میں اعتکاف نہیں کر سکا، بعد میں شمسی آباد آ کر اعتکاف کیا، اسمیں اللہ تعالیٰ سے جو مانگا اس نے دیدیا۔ اور اسی دوران بہت انوارات تھے۔ میں مسجد میں اکیلا تھا، رات بارہ بجے بارش ہو رہی تھی۔ اچانک ایک آدمی آ گیا، میں نے ایک بار پھر اُسے غور سے دیکھا، اس کے بدن پر ایک ململ قمیض تھی اور بارش کا کوئی اثر نہیں تھا۔ میں نے پوچھ کر قہوہ بنا کر اُسے پلادیا۔ اس نے مجھے بڑی دعائیں دیں۔ تو اللہ تعالیٰ محسوس برکتیں عطا فرماتا ہے (حضرت نے استفادہ فرمایا یہ غالباً حضرت خضر علیہ السلام تھے)

- فرمایا میری وصیت ہے میری اولاد میں سے ہر بچہ قرآن کا حافظ ہوگا۔

- حضرت لدھیانوی رح فرماتے تھے مسلمان بننا آسان ہے، انسان بننا مشکل ہے۔

- معتکفین سے فرمایا تلاوت، استغفار، درود شریف پڑھتے رہو، ان دنوں کو قیمتی بناؤ، باتیں نہ کرو، تھک جاؤ تو لیٹ جاؤ

- فرمایا حفاظ کو تراویح کے پیسے دینا غلط نہیں، کوئی حافظ پیسے اُجرت طے نہیں کرتا۔ مدارس کیخلاف یہ سازش ہے

- اگر علماء کرام کے فتوے پر پہلے ہی عمل کیا جاتا تمباکو کا استعمال روک دیا جاتا تو آج چرس اور ہیروئن نہ ہوتی۔

- فرمایا ہمارا عقیدہ ہے کہ دعا سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ ایک تقدیر مبرم ہوتی ہے اور ایک تقدیر معلق۔ "مبرم" کا ہمیں پتہ نہیں ہوتا وہ ٹلتی نہیں البتہ تقدیر معلق انسان کے عمل پر موقوف ہوتی ہے اگر کوئی متقی نیکی کرتا ہے جو اللہ کو پسند ہے تو اسکی وجہ سے عذاب ہٹا دیا جاتا ہے

- اٹھائیسویں رات نواسے کی دستار بندی جو سب سے پہلے تکمیل حفظ کیلئے تھی خطاب میں فرمایا میری خواہش تھی میری چارپائی چار حافظ اٹھائیں۔ تینوں بیٹے حافظ ہیں، چوتھے میرے بھانجے حافظ محمد انور ذہن میں تھے، وہ دنیا سے چلے گئے ہیں۔ وہ کمی اب اس نواسے نے پوری کردی ہے۔ یہ اپنے ددیالی خاندان کا پہلا حافظ ہے۔ اُسے فرمایا بیٹا! اس دستار کی لاج رکھنا۔

- انتیسویں شب تراویح کے ختم قرآن اور ناظرہ تعلیم کی تکمیل کی تقریب میں فرمایا رمضان شریف بہت مہمان تھا، اب جا رہا ہے اور اس جدائی پر انسان ہی نہیں، یہ صفیں، دیواریں، چھت کی لکڑیاں بھی پریشان ہیں۔ اس پر "استن حنانہ" کی مثال دی۔

- دعا سے پہلے فرمایا اس کی قبولیت کی کچھ شرائط ہیں۔ جہاں اللہ کی قدرت کا ظہور ہو وہاں یقیناً قبول ہوگی (حضرت مریمؑ کے حجرہ میں حضرت زکریاؑ کی دعا) جہاں حضورؐ کے معجزہ کا ظہور ہو، جہاں ولی کی کرامت ظاہر ہو، جہاں ہر وقت قرآن مجید کی تلاوت ہو۔ یہ مدینہ مسجد بھی خاص مقام ہے فرشتے اب بھی سب کچھ دیکھ اور سن رہے ہیں۔ اس جگہ جو دعا کی جائے گی وہ ضرور قبول ہوگی۔ جو مانگنا ہے مانگو۔ پورے سکون اور دلجمی سے دعا کریں۔ بالکل حرکت نہ کریں، یہ سمجھیں ہم اس وقت دنیا میں ہیں ہی نہیں، بدن بھی نہیں صرف روح ہی روح ہے

- فرمایا یہ میری زندگی کا آخری موقع ہے۔ یہ جگہ ایسی ہے کہ قبولیت کا یقین ہے۔ معتکفین بھی یہاں موجود ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔

ختم قرآن مجید در تراویح

۲۷ رمضان ۱۴۰۳ھ
1983

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے' آپ نے بارش کی مثال دی اور فرمایا کہ آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں۔ جیسے بارش برستی ہے تو زمین کے تین حصے ہوتے ہیں ایک وہ جو خود پانی کو قبول کرتا ہے اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے' دوسرا وہ حصہ جو خود فائدہ نہیں اٹھا سکتا لیکن دوسرے فائدہ اٹھاتے ہیں' اور تیسرا وہ حصہ' جو نہ خود فائدہ اٹھاتا ہے' نہ دوسرے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

پہلے حصے کی مثال کھیت کی ہے کہ خود بھی تر و تازہ رہتا ہے اور فصل دے کر دوسروں کو بھی مستفید کرتا ہے' دوسرے حصے کی مثال پانی کا گڑھا ہے اور تیسرا پتھریلی زمین' جس میں ایک قطرہ تک پانی جذب نہیں ہوتا۔

بارش کو وحی الٰہی پر منطبق کیا گیا کہ وحی نازل ہوئی تو حضورؐ نے پہلے دن ہی اپنی بیوی پر پیش کیا' حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ پر پیش کیا' انہوں نے قبول کر لیا' پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ پر پیش کیا' وہ ایمان لے آئے اور شام تک چھ آدمیوں کو مسلمان بنا کر پیش کر دیا اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا۔ اسی طرح حافظ قرآن ہیں' خود یاد کرتے ہیں اور دوسروں کو پڑھاتے اور سناتے ہیں۔

دوسرے حصے کی مثال منافق ہیں کہ دوسرے لوگوں کو کہتے ہیں کہ مسلمان ہو جاؤ' اسلام اچھا مذہب ہے' لیکن خود مومن نہیں ہیں ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ تیسرے حصے کی مثال کافر ہیں کہ نہ خود وحی الٰہی کو مانا نہ دوسروں کو ماننے دیا۔

ابولہب سگا چچا ہو کر محروم رہا' آج تک دوزخ میں جل رہا ہے اور ابوبکر صدیقؓ رشتہ دار نہیں' لیکن آج بھی جنت میں ہیں اور روزانہ ان پر کروڑوں سلام پڑھے جاتے ہیں۔ وہ تر و تازہ ہیں۔ جس طرح حدیث ہے "نضر اللہ عبداً سمع مقالتی" خدا اس کو تر و تازہ رکھے جو میری حدیث کو سنے اور پہنچائے۔ یہ الفاظ' یہ قراء' علماء اسی حدیث کے مصداق ہیں' اس لئے کہ آپؐ کے کلام کی دو قسمیں ہیں قرآن مجید بھی اور حدیث بھی۔

اللہ کا فضل ہے کہ ہم گنہگاروں نے زندگی میں قرآن مجید سن لیا۔ قرآن کا پڑھنا بھی عبادت ہے' سننا بھی عبادت ہے' بلکہ خاموش رہنا بھی عبادت ہے۔ جیسے باجماعت نماز میں ہم خاموش رہتے ہیں ظہر' عصر میں بھی' حالانکہ امام کی آواز نہیں آ رہی ہوتی۔

یہ رمضان شریف کی برکات ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ نے اس لئے دی ہیں کہ ہم نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہے۔ آج رات ستائیسویں ہے' اس کی قدر کریں۔ تلاوت کریں' درود شریف پڑھیں' استغفار کریں اور اسی رات پاکستان بنا تھا۔ اس کیلئے دعا کریں۔ سب مل کر ایک قرآن پاک ناظرہ مکمل پڑھ لیں اور دعائیں کریں۔

خطبہ جمعہ مدینہ مسجد اٹک

۲۶ فروری ۱۹۸۲ء :-

قاعدہ ہے کہ انسان اُسی چیز کو پسند کرتا ہے جو اُسے فائدہ دے، اور اگر فائدہ نہ دے، تو اس چیز کو تلف کر دیتا ہے مثلاً برتن اچھا ہو وہ جب ٹوٹ جائے تو اُسے پھینک دیتے ہیں، گھر میں نہیں رکھتے، اسلئے کہ جس کام کیلئے خریدا تھا، وہ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کپڑا، جوتا وغیرہ یہ روزمرہ کا دستور ہے۔ اسی طرح قوموں کا اور انسانوں کا حال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ بھیجے، جن کی تعداد کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ "ولکل قوم ھاد"۔ جس قوم نے مانا اور اتباع کی، ان کو مرتبہ ملا، لیکن جب انہوں نے چھوڑ دیا، تو ان کو پھینک دیا گیا۔ پہلے جن سے پیار تھا، ان پر غضب نازل ہوا جیسے موسیٰؑ کی قوم، بنی اسرائیل ان کی بہت نازبرداریاں کیں۔ انّی فضّلتکم علی العالمین، اس قوم کو فرعون سے نجات دی جو یقتلون ابناءکم و یستحیون نساءکم۔ ایسے دشمن کو، جو اتنا مضبوط تھا، اس کو شکست دینے کیلئے کتنی قوت کی ضرورت تھی۔

ہمیشہ فضیلت پر فرائض بھی ہوتے ہیں، موسیٰؑ کو "طور" پر فضیلت عطا کی تو ساتھ فرائض بھی لگائے۔ اذھب الیٰ فرعون انّہ طغیٰ صرف دو بھائی ہیں، موسیٰؑ اور ہارونؑ۔ اور سامان جنگ ایک لاٹھی ہے۔ ساتھ ہی فرمایا ولا تنیا فی ذکری۔ اگرچہ مادی سامان نہیں، لیکن میرے نام کے لینے میں کمی نہ کرنا، ساری طاقتوں کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کا آسان راستہ اللہ کا ذکر ہے۔ اسباب کو بنانا اور توڑنا، اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

فرمایا تم دونوں میرے ذکر میں کمی نہ کرو اور فرعون کے پاس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے قوموں پر انعام فرمائے لیکن جب انہوں نے منہ موڑا، تو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کر دیا۔ مثال عرض کر رہا ہوں۔ فرعون نے موسیٰؑ کے قتل کا منصوبہ بنایا، حکم ہوا، قوم کو لے کر رات کو چل پڑو۔ بندے کا کام اللہ کی بات ماننا ہے، نتیجہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ نکل پڑے، بحیرہ قلزم پر پہنچے فرعون نے تعاقب کیا مسلح ہو کر۔ پوری قوم کو لے کر وہ بھی نکل پڑا، مصر کی ساری قوم چل پڑی، ایک بھی پیچھے نہ بچا۔ قال اصحٰب موسیٰ انّا لمدرکون آگے جائیں تو ڈوبتے ہیں، پیچھے فرعون کی فوج ہے۔

یہاں پتہ چلتا ہے، کسی کا ایمان کتنا پختہ ہے۔ قال کلّا انّ معی ربّی سیھدین۔ تمہاری نظر تو اسباب پر ہے، لیکن میری نظر اللہ پر ہے۔ یہ نہیں کہا کہ میں کروں گا بلکہ فرمایا میرا رب ابھی رستہ دکھا دے گا۔ ابھی دکھایا یا نہیں؟ "س" مستقبل قریب کیلئے آتا ہے۔ "ربّی" جس نے مجھے پالا ہے، جب پیدا ہوئے تو ماں نے تندور میں ڈال دیا۔ تفسیروں میں آتا ہے۔ دیکھا موسیٰؑ شعلوں میں بیٹھے تھے؛ جب آگ کے تندور میں پالا، سمندر میں پھینکا گیا، مچھلیوں سے مجھے بچایا، پھر فرعون کے گھر میں مجھے بچایا۔ فرعون نے کہا قتل کرو والقیت علیک محبّۃ منّی۔ وہاں فرعون کی بیوی "آسیہ" کے دل میں محبت پیدا کر دی۔ "ربّی" فرمایا اور ساری باتوں کی طرف اشارہ فرما دیا۔

یہ بڑا اونچا مسئلہ ہے تربیت کا۔ جس میں ہم الجھ گئے ہیں کہ بچے کو قرآن پڑھائیں گے "تو روٹی کون دے گا۔ ماں کے پیٹ میں کون دیتا ہے ذٰلک ربّ العالمین۔ جیسے یوسفؑ کے بھائی، جب سامنے آگئے گداگروں کی شکل میں تو یوسفؑ کیا

خطبہ جمعہ اٹک 1982ء

فرماتے ہیں رب قد آتیتنی من الملک اے میرے پالنے والے! تیری تربیت کے رنگ نرالے ہیں، ماں کی گود میں، پھر حال تری خالہ کی گود میں، کنویں میں، سوداگروں کے پاس، مصر کی جیل میں اور اب وزیر بنا کر پال رہا ہے۔ خدا قریب ہے یا کوئی اور۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ تو پکار تو سہی، اونچا پکار، دل میں پکار، میں تیری مدد کروں گا۔

اگر بیٹے کے پاس ابا جی ہوں تو کتنا اچھا ہوتا ہے۔ ابا خدا کے مقابلے میں کیا ہے۔ اِنّ معی ربی سیھدین۔ یہاں نکتہ بیان کیا ہے علمائے تفاسیر نے "تفاضلِ انبیاء" کا۔ جو نبی افضل، اس کی امت بھی افضل۔

حضور اکرمؐ کو بھی ایک موقع پیش آیا، جب غار ثور میں صدیق اکبرؓ نے عرض کیا آذیر کنا۔ تو کیا فرمایا اذ یقول لصاحبہ انّ اللہ معنا۔ اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔ موسیٰؑ نے فرمایا۔ میرا رب میرے ساتھ ہے لیکن حضورؐ نے فرمایا، ہم دونوں کیساتھ ہے۔ صدیقؓ کے بارے میں۔ کیا خیال ہے جن دو میں سے کا تیسرا خدا ہو۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ بنی اسرائیل پر خدا نے کتنا احسان کیا انعمتُ علیکم فرمایا اضرب بعصاک الحجر کا تعلق اپنی لاٹھی مارو۔ اس میں عجیب کمالات ہیں، ہاتھ تیرا ہے، قدرت میری ہے۔ پتھر پر مارے گا، پانی نکلے گا، پانی پر مارے گا، پتھر بن جائے گا، زمین پر پھینکے گا، سانپ بن جائے گا۔ تو کوئی حیلہ تو کر، میں مدد کرونگا۔

جنہوں نے قرآن کے تقدس کو مجروح کیا، خدا ان کو دونوں جہانوں کو برباد کرے۔ جو شعائر اسلام کی توہین کرے وہ مسلمان نہیں رہتا۔

ہم حیلہ بھی نہیں کرتے اور مدد مانگتے ہیں۔ بنی اسرائیل کیلئے سمندر میں بارہ رستے بن گئے اور وہ پار ہو گئے۔ فرمایا یہ نہ کرنا موسیٰؑ! کہ پار ہو کر لاٹھی مار دے اور دریا جڑ جائے۔ یہ بھی مسئلہ ہے۔ فرعون بیوقوف ہے، آئے گا تو ان رستوں پر چلے گا۔ کافر بیوقوف ہوتا ہے۔ فرعون مع قوم کے غرق ہوا۔ بنی اسرائیل صحیح سلامت پار ہوئے۔ نازبرداریاں خدا نے کیں، لیکن جب نافرمانیاں کیں، عذاب کا شکار ہوئے اور آج تک عذاب کا شکار ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا جب نیک لوگ اٹھ جائیں گے اور بے کار لوگ بچیں گے، تو اللہ کوئی پرواہ نہیں کرتے: وہ ختم ہو جاتے ہیں

خطبہ جمعہ مرکزی مسجد لالہ رخ واہ کینٹ ۲۸ اپریل ۱۹۷۸ء

اللہ تعالیٰ نے جہاں جسمانی ضرورت کیلئے رزق کا انتظام فرمایا ہے، وہاں ساتھ ہی روحانی غذا کیلئے انبیاءؑ کا سلسلہ شروع فرمایا ہے۔ اسی لئے سب سے پہلا انسان، سب سے پہلا نبی بھی ہے۔ آدمؑ کو جس وقت روح پھونک کر پیدا کیا گیا تو چھینک آئی اور آپ نے الحمد للہ فرمایا۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے، تو اس کے کانوں میں اذان و اقامت کہی جاتی ہے، اسکے بعد ماں کا دودھ دیا جاتا ہے یعنی روحانی تربیت مقدم ہے مثلاً کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔ نوحؑ نے کشتی میں سوار ہونے سے پہلے پڑھا بسم اللہ مجریھا و مرسٰھا۔ کھانے کے بعد الحمد للہ الذی اطعمنا و سقانا یعنی بعد میں بھی خدا کا شکر ادا کرے۔

حضرت سلیمانؑ نے ملکہ سبا کو لکھا انہٗ من سلیمٰن وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الا تعلوا علیّ و اتونی مسلمین۔

ہم نے ایسے اللہ کے ولی دیکھے ہیں، جو چند لقمے کھاتے ہیں اور دو، دو، تین، تین دن بغیر کھائے پیئے گذار دیتے ہیں، اسلئے کہ تبارک اسم ربک ذو الجلال والاکرام۔ برکت والا نام اللہ کا ہے۔

ہندوستان میں رواج تھا کہ ہندو جب گنتا یا تولتا تھا، تو پہلے کو برکت کہتا، پھر دو، تین، چار کہتا۔ روح کی تربیت کے چار خطوط ہیں۔ ۱۔ اللہ کا نام، ۲۔ اللہ کے حبیبؐ سے تعلق، ۳۔ اللہ کی کتاب سے تعلق، ۴۔ اللہ کے گھروں سے تعلق یعنی ذکر اللہ یعنی ذکر اللہ، رسول اللہ، کتاب اللہ اور بیت اللہ۔

"اللہ کا ذکر" - فاذکرونی اذکرکم۔ بعض کہتے ہیں زبانی اللہ، اللہ کہنے سے کیا فائدہ۔ جب جسمانی غذا منہ سے جاتی ہے تو روحانی غذا بھی تو منہ سے جائے گی۔ "کتاب اللہ" خدا اپنے کلام میں مخفی ہے جیسے کسی نے کہا تھا آنکہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا
؎ در سخن مخفی شدم چوں بوئے گل در برگ گل

"بیت اللہ" اللہ کا گھر۔ فرمایا قلبہٗ معلق بالمسجد، انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الآخر و اقام الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون۔ نماز اور زکوٰۃ دونوں فرض ہیں، زکوٰۃ نہ دے گا، تو نماز بھی قبول نہیں ہوگی۔

ایک عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی، چند دن حضورؐ نے نہ دیکھا تو پوچھا۔ بتایا گیا، وہ فوت ہو گئی ہے۔ فرمایا مجھے جنازہ کی اطلاع کیوں نہ دی اور پھر اس کی قبر پر تشریف لے گئے فرمایا ان قبروں میں اندھیرے ہوتے ہیں، میری دعا سے روشنی ملتی ہے۔

صوفیائے کرام نے لکھا ہے چند مقامات پر یا چند کام کرتے ہوئے دعا کرو، تو قبول ہوتی ہے۔ بارش کے وقت، ماں باپ کے چہرے کو شفقت سے دیکھتے ہوئے، مسجد میں جھاڑو دیتے وقت۔

حضورؐ نے فرمایا، جتنی مرتبہ ماں باپ کے چہرے کو شفقت سے دیکھو تو "حج تامہ" کا ثواب ملتا ہے اور یہ بات آپؐ نے تین بار فرمائی۔

یہ چاروں باتیں ذکر اللہ، حبیب اللہ، کتاب اللہ، بیت اللہ، مسجد سے لگاؤ میں مرتکز ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اگر قیامت میں اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ مسجد میں جاؤ گے یا جنت میں تو عرض کروں گا مسجد میں

خطاب بعد عشاء بعد تراویح ۱۴۱۵ھ، ۱۹۹۵ء

۲۱ رمضان ۱۴۱۵ھ

درود شریف ابراہیمی پڑھوا کر فرمایا۔ چونکہ رمضان شریف جا رہا ہے، رحمت کا مہینہ، اس میں جو بھی نیکی ہو سکے، وہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔ چھوٹی ہو یا بڑی نیکی، بہت اجر و ثواب ہے۔

مسلمان اور کافر میں یہی سب سے بڑا فرق ہے کہ مسلمان اپنی ساری محنت اسلئے کرتا ہے کہ مرنے کے بعد ابدی زندگی اچھی ہو جائے۔ کافر کے ہاں یہ تصور ہی نہیں کہ مرنے کے بعد زندگی ہے۔ اس وقت دنیا میں ۸۰ فیصد لوگ قیامت کے منکر ہیں، خود کئی مسلمان بھی منکر ہیں عملی طور پر۔ تمام انبیاءؑ نے، اور خود حضورؐ نے امت کو بتایا کہ مرنے کے بعد ابدی زندگی ہے، پہلی سیڑھی قبر ہے۔ بعض دفعہ چارپائی پر بھی اثرات ظاہر ہوتے ہیں، بعض لوگوں کی شکل مسخ ہو جاتی ہے، بعض کا چہرہ کھل جاتا ہے، نور آ جاتا ہے۔

اَلْحَیَوَان۔ اُس زندگی کو کامل زندگی فرمایا۔ یہ زندگی تھوڑی ہے، اسلئے کہ دنیا سے انسان چلا جائے گا لیکن اُخروی زندگی کی کوئی حد نہیں۔ سمجھدار وہ ہے جو اِس زندگی کو اُس پر ترجیح نہ دے۔

یہ چھوٹے چھوٹے اعمال بہانے ہیں۔ نماز میں کیا تکلیف ہوتی ہے، ہر چیز مفت ہے اس دور میں۔ اسی طرح اور عبادات ہیں۔ قرآن مجید ہر جگہ مفت مل سکتا ہے۔ ایک دور میں ہمارے بزرگ خود لکھتے تھے۔ آج بھی سپارہ ۶، ۸ آنے میں مل جاتا ہے، جب کہ دنیاوی علم کی کتابیں بہت مہنگی ہیں اور ان کا نتیجہ بھی کیا؟ ملازمت کیلئے رشوت دیتے ہیں، ذلیل ہوتے ہیں، رشوت والے محکمے میں ملازم کراتے ہیں۔

معتکفین دین کیلئے آئے ہیں، میں چاہتا ہوں کچھ سن لیں۔ یہ اسی لئے آئے ہیں۔ ایک آدمی بھی عمل کرنے تو نجات ہو جاتی ہے۔ سارے دین کا خلاصہ رزق حلال ہے۔ آج جو بھی عذاب ہے، حالات ہیں، یہ رزق حرام کا اثر ہے۔ اکثریت حرام خوروں کی ہے، جرم بھی اسی وجہ سے ہیں۔

ابراہیم بن ادہمؒ، جو بلخ کے شہزادے تھے، حکومت چھوڑی، فقر اختیار کیا۔ کسی نے پوچھا ساری زندگی اللہ اللہ کیا، بتائیں کا نچوڑ کیا ہے؟ حضرت لاہوریؒ فرمایا کرتے تھے، علماء رنگ ساز ہیں، اولیاء اللہ رنگ ریز ہیں، رنگ چڑھانے کا کام اولیاء کرام کریں گے۔ ابراہیمؒ بن ادہم نے فرمایا سارے دین کا خلاصہ، لقمہ حلال ہے۔

ایک عورت، اس شہر کی میرے پاس آئی، معمر عورت تھی، وہ سارا خاندان تباہ ہو گیا ہے۔ مجھے کہا مجھے سخت ذہنی تکلیف ہے جب اذان ہوتی ہے، کلمہ پڑھنے کو دل نہیں چاہتا، دل اتنا سخت ہو گیا ہے۔ یہ حرام کی وجہ سے اثر تھا۔

دل تو گملہ ہے، پھول ہے، حلال ڈالو گے، وہ اثر ہو گا۔ وہ رونے لگی، اس پر اثر تھا۔ مجھ پر بھی اثر ہوا۔ جس طرح آج کل کئی مسلمان ہیں، مٹے کٹے ہیں، کھوجے کرتے ہیں۔ جب بہت روئی تو میں نے نسخہ بتایا کہ اتنے دن گھر سے کھانا نہ کھانا، کسی سے حلال رزق والا مانگ کر کھا لو۔

آج کیا ہے؟ برکت نہیں ہے، سارے مسلمان ہیں۔ گاہک، دکاندار، خریدار سب۔ اُن سے پوچھو کیا کرو گے اس پیسے کو؟ حرام جان کر بھی لیتے ہیں۔ بھائیوں سے ہمدردی نہیں۔ کیا یہ مسلمان اپنے گاہک پر رحم کرتے ہیں، اس میں سب شریک ہیں۔

نہاوند، ایران کا علاقہ ہے، جنگ میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ حضرت عمرؓ مدینہ میں تھے، حضرت علیؓ ساتھ بیٹھے تھے۔ قاصد آیا

خطاب ۲۱ رمضان ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۵ء

فتح کی خوشخبری دی۔ مسلمانوں نے کبھی شکست نہ کھائی، ایک ہزار سال حکومت کی۔ حضرت عمرؓ رو پڑے، حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو خوشی کی بات ہے۔ فرمایا اس جنگ میں صحابہؓ بہت سے شہید ہوگئے ہیں، ہوسکتا ہے میری غلط منصوبہ بندی سے کوئی شہید نہ ہوگیا ہو، کل جواب دینا پڑے گا۔ آگے فرمایا علیؓ! اگر فرات کے پل میں ایک سوراخ ہوجاتا ہے، کسی بدری صحابی کا پاؤں وہاں پھنس کر ٹوٹ جائے، تو مجھ سے پوچھا جائے گا، اگر کسی ڈھوک پر اونٹ کو خارش ہو، بدوی تیل نہ لگائے تو مجھ سے پوچھا جائے گا۔ جہاں ایسا خلیفہ ہو، وہاں اللہ کی رحمت نازل ہوگی یا نہیں؟

امام الانبیاءؐ تشریف فرما تھے، کھجوریں آئیں، ڈھیر لگ گیا۔ امام حسنؓ اور حسینؓ نے کھجوریں منہ میں ڈال لیں، حضورؐ نے انگلی ڈال کر نکال لیں، کہ یہ صدقہ ہے، میری اولاد پر حلال نہیں۔ اگر خود کھاتے تو ہم تک اسلام پہنچتا؟

ارادہ ہے میں روزانہ، دو تین منٹ بیان کرونگا۔ آئندہ سال پتہ نہیں کون زمین پر ہوگا کہ نہیں۔ ان دنوں میں اور کوشش کرو۔ تلاوت کرو، غیبت، جھوٹ سے بچو۔ یہ تو رحمت کے دن ہیں۔ اعلان ہو رہا ہے۔ فرمایا

هل من مستغفر   هل من مسترزق

ہر سحری کو اعلان ہوتا ہے، کوئی ہے گناہ بخشوانے والا، رزق مانگنے والا۔ بھلائی کی کوشش کریں، پیار کریں۔ دکاندار نفع کم کمائیں، غریبوں پر ترس کریں۔

اللہ کے ایک بڑے ولی تھے، قارون کو دوزخ میں دیکھا، پریشان پھر رہا ہے۔ پوچھا کیوں پریشان ہے؟ اس نے کہا کہ میں کسی غریب کو ڈھونڈ رہا ہوں کہ اُسے خدا کے نام پر کچھ دوں، تا کہ کچھ تو عذاب ہلکا ہو۔ لیکن اب وہاں کون لے گا۔

قارون نہ بنو، حرام سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ حرام کھانے والے پر عذاب، اولاد پر، بیوی پر۔ اور یہ عذاب نماز نہ پڑھنا بھی ہے

حضرت عمرؓ جنت البقیع میں گئے، قبر والوں سے فرمایا هل تجدوا ما فاتقوا۔ جواب آیا جو مال چھوڑا تھا، وہ تقسیم ہوگیا۔

متفرق ارشادات

1/7

۲۹ر اپریل ۱۹۹۳ء

شاہ عبدالعزیزؒ نے لکھا ہے کہ مجھے خواب میں حضورؐ نے فرمایا کہ پشتو سیکھو۔ شاہ صاحبؒ کا فتویٰ تھا کہ ہندوستان دارالحرب ہے اسی لئے انگریز کے خلاف جہاد ہوئے۔ حضرت مدنیؒ اسی لئے اکیلے نماز ظہر پڑھتے تھے کہ یہ ملک "دارالحرب" ہے۔ پٹھانوں نے جہاد کیا اور ان کا عقیدہ مجموعی طور پر ٹھیک ہوتا ہے

یکم اپریل ۱۹۹۳ء (شوال)

ایک مدرسہ کے نظم کے حوالہ سے مجھے فرمایا کہ اخلاص ہو اور احتیاط بھی کریں۔ حضورؐ نے حضرت معاذؓ کو فرمایا تنعّم سے بچو یعنی خود کو بڑا سمجھنا۔ اسی طرح استاد اور شاگرد کے درمیان فاصلہ ہو، مالک اور مزدور اپنی حیثیت میں رہیں تو کام چلتا ہے۔ اسی طرح حقوق اور فرائض دونوں کا خیال رکھنا چاہیئے اور اپنے فرائض منصبی پورے کرنے چاہیئیں۔

- کارخانوں وغیرہ کو "قومیانا" یہودیوں کا طریق کار ہے۔ "شائیلاک" ایک سود خور یہودی تھا اور اس نے بعد میں سود کے بدلے اپنے بدن کا گوشت کٹوا دیا تھا۔

۱۷ر اپریل ۱۹۹۳ء (شوال)

حج روانگی سے پہلے ایک دوست اور قاری محمد سلیمان صاحب کے ہمراہ حاضری ہوئی تو درج ذیل چند ارشاد فرمائے

۱- مکہ مکرمہ میں طواف اور کعبہ شریف پر نظر زیادہ کرو اور مدینہ منورہ میں درود شریف کی کثرت کرو۔ جنت البقیع اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت بھی کریں۔ نوافل سے با ادب درود شریف پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۲- میں جب ۱۹۳۹ء میں حج پر گیا تو ایک دن جب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ حرم شریف میں تشریف فرما تھے کہ پاکستان کے ایک مشہور عالم دین نے اُن سے کوئی بات پوچھی تو آپ نے فرمایا حرم نہ ہوتا تو تمہارے سر پر جوتے مارتا یہاں حرم کعبہ کو دیکھو۔ میں اسی موقع پر موجود تھا مولانا سندھیؒ صحن کے مغربی حصے میں بیٹھے ہوئے تھے۔

۳- جناب قاری محمد سلیمان صاحب سے فرمایا وحدتِ فکر ضروری ہے، یہ مدرسہ بھی دین کا کام ہے۔ ایک آدمی بھی ہدایت پا جائے تو "حمر النعم" سے بہتر ہے۔ یہ حضرت علیؓ سے فرمایا تھا۔

۴- علماء کرام ہر وقت فتنوں کا ادراک نہیں کرتے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے لکھا ہے کہ انبیاء ناکام ہوئے۔ اس کا مطلب ہے کہ انبیاء کا مقصد حکومت کا قیام ہے۔ خمینی نے بھی یہی لکھا ہے۔

۵- حضورؐ نے فرمایا ہے کہ لوگ وارثوں کو محروم کرنے کیلئے صدقہ کریں گے۔ آج کل لوگ حج، عمرے بھی زیادہ اسی لئے کرتے ہیں حالانکہ حج زندگی میں ایک بار فرض ہے۔

۱۶ رمضان ۱۴۱۷ھ (۱۹۹۶ء):

فرمایا شوگر اور ہڈیوں کی بیماری کیلئے سو بار درج ذیل آیت پڑھ کر اور اول آخر سات بار درود شریف پڑھ کر پانی پر دم کر کے پیتے رہیں

"قال من یحی العظام و ھی رمیم"

- فرمایا فرشتے حافظ قرآن کا منہ چومتے ہیں جب وہ قرآن مجید پڑھتا ہے

- آخری عمر میں جس کو نیک اعمال کی توفیق مل جائے وہ خوش نصیب ہے۔

۷ شوال ۱۴۰۳ھ (1983ء)

- سورۃ القریش کے ورد کے بارے میں فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں ہو اور یکسوئی سے۔ قرآن کی تلاوت میں خشوع اور یکسوئی انتہائی ضروری ہے۔ اسی طرح نماز میں بھی خشوع بنیادی چیز ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے "قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خٰشعون" حالانکہ خشوع ارکانِ نماز سے نہیں ہے۔

- حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ صاحب نے کسی کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اتنی تحقیقات اور محنت کے بعد اب نماز ٹھیک پڑھ لیتا ہوں۔

- فرمایا "اوراد" اور ذکر وغیرہ کیلئے خلوت ضروری ہوتی ہے تا کہ توجہ میں یکسوئی ہو۔ بزرگوں نے اسی لئے خلوت کدے اور خلوت خانے بنوائے ہوئے ہیں۔ خانقاہیں بھی اسی مقصد کیلئے بنائی گئی تھیں۔

- ایک بار حضرت لدھیانویؒ سے حرم پاک میں کسی نے پوچھا کہ آپ ہر سال یہاں کس لئے آتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ عبادات کی تکمیل کیلئے۔

- حضرت تھانویؒ ایک مجذوب بزرگ سے ملنے کیلئے گئے تو انہوں نے بتایا کہ کبھی کبھی میرا تھوک میٹھا ہو جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک کے نام سے زیادہ میٹھی چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔

۲۹ شعبان ۱۴۱۵ھ (1995ء)

- قرآن مجید کو ترتیب عثمانی پر یاد کرایا کریں۔

- عبدیت اختیار کریں اور خدمت کا جذبہ پیدا کریں۔

- غسل خانہ میں جہاں استنجا کریں پیشاب کرنے سے حافظہ کمزور ہوتا ہے

ذوالقعدہ ۱۴۱۵ء (اپریل ۱۹۹۵ء)

- فرمایا بیت اللہ، ذکر اللہ، کلام اللہ، درود شریف، صدقہ یہ چیزیں کھینچتی ہیں بشرطیکہ کچھ اندر ہو۔ خلوص ہو ریاکاری نہ ہو

- کفو میں آٹھ شرطیں ہیں۔ اگر نوجوان عاقل بالغ لڑکی بھی از خود نکاح کرے اور باپ بھائی یا صرف بھائی بھی ناراض ہوں تو نکاح باطل ہوتا ہے۔ ۲۳-۱۹۲۲ء میں ایک رئیس گھٹر خاندان کے لڑکے نے "سید" لڑکی سے نکاح کر لیا۔ والدین ناراض تھے۔ جرگہ ہوا، بہت لوگ موجود تھے، ہمیں یاد ہے ہمارے والد صاحب نے فرمایا نکاح نہیں ہوا اس کے لئے ابا جان نے باقاعدہ ایک کتاب لکھی۔ کفو کی شرائط میں قوم، حسب، عمر، شکل وغیرہ شامل ہیں

- ولی کی رضامندی کے بغیر عزت کی حفاظت اور نسب کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ "الطیبات للطیبین" یہ کفو ہے

- حضورؐ کے سب داماد قریشی تھے

بموقع عید الفطر ۱۴۱۵ء (فروری ۱۹۹۵ء)

- اپنے اکابر کے حالات لوگوں کو بتانے چاہییں، ہم اپنے بتاتے رہتے ہیں، ہم کیا ہیں؟ ہم تو ان بزرگوں کی برکات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، ہماری حیثیت کیا ہے؟

- فرمایا قبرستان جایا کرو، وہاں سلام کرو، دعا کرو، جانا سنت ہے حضورؐ جنت البقیع جایا کرتے تھے وہاں جو دفن تھے وہ پیغمبر نہیں تھے۔ قبرستان میں سورۃ فاتحہ اور اخلاص پڑھ کر ایصال ثواب کرو

- ٹیکلہ والے متوسلین کو فرمایا یہاں سے سیدھے اپنے قبرستان میں حضرت مولانا محمد داؤد صاحب کی قبر پر جاؤ۔ اُن کی علاقہ کیلئے بہت محنت ہے۔ ان قبروں سے فیض ملتا ہے۔ صاحبِ قبر سلام سنتا ہے اور جواب دیتا ہے میرا بھی سلام کہنا

- مدینہ منورہ میں قیام بہت بڑی سعادت ہے فرمایا گیا ہے "لا یجاورونک الا قلیلا" مجاورت یعنی پڑوس کسی منافق کو نہیں ملتی۔ یہی دلیل ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی عظمت کی۔

- مردہ کے نیک اعمال قبر میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں نیکی کی برکت سے۔ مولانا محمد داؤد صاحبؒ تمہارے محسن ہیں، اور فقیر آدمی تھے، اللہ کے ولی تھے۔ آج یہ سب کچھ ٹیکلہ میں اُن کی برکت سے ہے۔ وہ آپ کے روحانی باپ ہیں اور مرنے سے یہ رشتہ کٹتا نہیں جیسے حقیقی بیٹے سے نہیں کٹتا۔ جو اکابر سے کٹتے ہیں وہ برباد ہو جاتے ہیں۔

- فرمایا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے مرشد حضرت نور محمد جھنجھانویؒ تھانہ بھون سے مظفر نگر کمزوری کی وجہ سے پالکی میں جا رہے تھے۔ حضرت حاجی صاحب ساتھ چلتے ہوئے رو رہے تھے کہ میرے اسباق رہتے ہیں۔ مرشد نے فرمایا میرے مرنے کے بعد میری قبر پر آنا، تیرے اسباق کی تکمیل کرا دوں گا۔ یہ واقعہ حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے

- فرمایا حضرت نانوتویؒ کے مزار پر میں نے یہ دعا کی کہ مجھے قرآن کا شوق نصیب ہو۔ میں دیوبند سے 1933ء میں واپس آیا، الحمدللہ آج تک روزانہ کا درس قرآن قضا نہیں ہوا۔
- ہم میّت کے نیک اعمال کا وسیلہ بنا کر دعا کرتے ہیں خدا سے۔
- ماں، باپ کی قبر پر بھی جایا کرو
- بقول حضرت قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب حضرت نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ بعض وظائف کے اثرات مجھ پر 35 سال بعد ظاہر ہوئے ہیں۔
- اِس سال حضرت نے زیادہ زور بُغض، کینہ ختم کرنے اور خود پر زیادتی یا ظلم کرنیوالوں کو معاف کردینے پر دیا۔

ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ (فروری 1982ء)

- فرمایا میرے والد مرحوم خواجہ سراج الدینؒ صاحب کے خلیفہ مجاز تھے۔ ایک دفعہ دریا خان خواجہ ابراہیم صاحب کے پاس مجھے بھی ساتھ لے گئے اور میرے بارے میں فرمایا کہ یہ کھانا نہیں کھاتا تو حضرت خواجہ صاحب نے ثرید بنا کر مجھے کھلا دیا۔ جس کے بعد میں کھانا کھانے لگ گیا۔
- خانقاہ سراجیہ کندیاں کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے اپنے اکابر کا طریقہ ہی اپنایا ہوا ہے اور یہی صحیح طریقہ ہے
- ہمارے سامنے ایک پٹھان مجذوب سا فقیر حضرت کے پاس آیا۔ حضرت نے بتایا کہ یہ میرا دوست ہے آتا رہتا ہے۔ اس کے بعد اُس سے پشتو کے دو بیت سنے اور ایک کا مطلب ارشاد فرمایا کہ یہ کیمرغ ہے جب عصر ہوتی ہے، سورج ڈھلتا ہے تو کچھ لوگوں کی عید ہوتی ہے اور کچھ کا ماتم۔ انکے جانے کے بعد فرمایا یہ لوگ اچھے ہوتے ہیں۔
- نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں۔ اگر جماعت رہ بھی جائے تو مسجد کو نہ چھوڑیں۔ ذکر نہ کرسکیں تو کم ازکم پانچ دفعہ ہی کرلیں۔
- فرمایا کسی کو دکھ نہ دیں۔

جمادی الاول ۱۴۰۲ھ (مارچ 1982ء)

- فرمایا خزانہ، دفاع اور خارجہ امور اہم ترین شعبے ہیں اور امریکہ پاکستان کے ان شعبوں پر خاص نظر رکھتا ہے
- فرمایا "باب الدعاء۔ فرار عن الفتن" بھی حدیث کی کتاب میں ہے اس سلسلہ میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے اھبطوا مصرًا فانّ لکم ما سألتم سے ہجرت کا استدلال کیا۔
- اکوڑہ خٹک میں وفاق المدارس کے اجلاس میں شرکت کیلئے سفر میں مجھے ہمسفری کی سعادت بخشی اور دوران سفر فرمایا کہ اگر الٓمٓ والفجر کا درس قرآن لکھ لیا جائے اور قرآن پاک میں متعلقہ رکوعات کے درمیان صفحات لگادیئے جائیں تو درس دینے والوں کیلئے بہت مفید ہوگا۔
- اگر ڈیوٹی کے اوقات میں متوقعہ کام میں ہرج نہ ہو تو دینی یا ذاتی تحریری کام میں کوئی ہرج نہیں۔

- فرمایا حضرت امام مالکؒ کا ایک شعر ہے کہ دین کو حکومت، علماء سوء اور بُرے پیر تباہ کرینگے

- مقدمات کے سلسلہ میں ایک شخص کے پوچھنے پر مشورہ دیا کہ پولیس افسر کو کچھ دے کر جان چھڑائیں۔ یہ ہے حرام لیکن فمن اضطر غیر باغ ولا عاد کے حوالہ سے مجبوراً کرلیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی ایک مجبوری میں جان بچانے کیلئے ایسا کچھ دیا تھا

- جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ (اپریل 1982ء)

- فرمایا بزرگوں کے واقعات سن کر لوگ اُسطرح بننے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اُن کا کامل اتباع ہمارے بس کی بات نہیں ہم کمزور لوگ ہیں۔ اسی ضمن میں حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ کا واقعہ بیان فرمایا کہ احمد نگر جیل میں اہلیہ کی وفات کی اطلاع ملی تو باوجود انگریز کی دینے کے جنازہ میں شرکت نہیں کی اور اُن کا احسان قبول نہیں کیا۔

- فرمایا دریا میں اگرچہ منافع بے شمار ہیں لیکن سلامتی کنارے پر ہی ہے

سہ بدریا گر منافع بے شمار است ؎ اگر خواہی سلامت بر کنار است

- دورانِ اذان تلاوتِ قرآن بند نہ کریں، البتہ آواز آہستہ کرلیں اسلئے کہ قرآن افضل ہے

- انکارِ حیات النبیؐ کرنے والے مرزائیوں سے بھی بدتر ہیں

- حضرت مجدد الف ثانیؒ سے کسی مرید نے خط لکھ کر پوچھا کہ میرا استاد آپ کے بارے میں غلط باتیں کرتا ہے۔ یہ میرے لئے مسئلہ بن گیا ہے، وہ استاد ہے اور آپ شیخ - حضرتؒ نے جواب میں لکھا کہ جو اپنے پیر کی مذمت سنے، یا ان لوگوں سے تعلقات رکھے جو اس کے پیر کے مخالف ہیں تو وہ عیسائیوں کے کتے سے بھی بدتر ہے یعنی اصحاب کہف والے۔

- فرمایا تحفظِ عقیدۂ اکابر بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید نے بھی اسکی اہمیت کے پیشِ نظر فرمایا

ما کان ابراھیم یہودیًا ولا نصرانیًا ولکن کان حنیفًا مسلمًا

- فرمایا عبد النبی، غلام محمد، محمد بخش وغیرہ ناموں میں کوئی حرج نہیں۔ جمعیت علمائے ہند کا دفتر دہلی کی مسجد عبدالنبی میں ہے

- پاکستان میں سعودی سفیر عبدالحمید خطیب صاحب نے دو قصیدے لکھے تحیۃ النبیؐ، جب طواف میں کوئی شخص "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" پڑھ رہا تھا تو شُرطوں نے اُسے پکڑ کر مارا کہ یہ شرک ہے۔ عبدالحمید خطیب صاحب کہتے ہیں میں اُس وقت شیخ حرم تھا، اس بارے میں ایک دوسرے شیخِ حرم سے بھی پوچھا گیا اس کے بعد میں نے یہ دو قصیدے لکھے اور مدینہ منورہ روانہ ہوا۔ راستے میں ایک آدمی روضۂ پاک سے میرے پاس آیا اور مجھ سے پوچھا کہ آپ عبدالحمید ہیں اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ آکر مجھے وہ قصیدے سناؤ

- فرمایا لا الٰہ الا اللہ ایک جزو ہے اور محمد رسول اللہ دوسرا جزو ہے۔ خدا بھی موجود ہے اور حضورؐ کا جسد اطہر بھی روضہ میں حیات ہے۔ ہمارا جو عقیدہ ہے اُس پر شرحِ صدر ہے وہ الحمد للہ بالکل ٹھیک ہے۔

متفرق ارشادات

- آج ایم سی ٹیکسلا میں سیرت کے جلسہ کے موقع پر مولانا محمد اجمل خان صاحب کو ذیابیطس کے علاج کیلئے سورۃ "یونس" کی تلاوت کا فرمایا

- فرمایا ایک روایت ہے تو ضعیف لیکن بعض تفاسیر میں لکھی ہوئی ہے کہ "یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا" میں "تراب" سے مراد ایک کافر ہے جو طالب علموں کو تعلیم بنا کر دیتا تھا جس پر اس کی بخشش ہوگئی اور کہا جائیگا کاش ہم اس جیسے ہوتے اس طرح یہ طلباء کی فضیلت کی دلیل ہے۔

- معدہ کی اصلاح کیلئے فرمایا زنجبیل (سونٹھ) کو جلا کر اور پیس کر صبح ناشتہ کے بعد استعمال کریں۔

- سفر میں فرمایا یہاں پر اسلام یعنی آنیگا (یعنی اپنی خیر منائیں) - مجھے بھی بزرگوں کے پاس بیٹھنے سے کچھ بصیرت حاصل ہے۔ حالات کو میں بھی سمجھتا ہوں۔

شوال ۱۴۰۲ھ
جولائی ۸۲ء

- خطبہ جمعہ اٹک میں ارشاد فرمایا ہر نیکی کے کچھ اثرات ہوتے ہیں ان کا جائزہ لینا چاہیے اور ان کی حفاظت کرنی چاہیے جیسے نماز کے متعلق ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ - روزوں کے اثر کا بھی جائزہ لیں۔ ہم لوگ گنہگار ہیں اثر آہستہ آہستہ ہوتا ہے - اگر بالکل مثبت اثر نہ ہو تو فکر کرنی چاہیے

- ایک صحابی کا واقعہ بیان فرمایا کہ کسی عورت کا ہاتھ پکڑا تو اس نے کہا "اِتَّقِ اللّٰہَ" - ڈر گئے اور مسجد نبوی میں جا کر ظہر سے عشاء تک پڑے رہے - روتے رہے - ہر بار جواب نہ ملا - عشاء کے وقت حضورؐ جواب فرمانے لگے تو وحی آگئی "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ" - اس ضمن میں حضرت فرمانے لگے کہ مانگنے کا بھی طریقہ ہوتا ہے ہم چلتے چلتے کہہ دیتے ہیں کہ میرے لئے خصوصی دعا کریں۔

- اپنے گاؤں کے دو مالداروں کا ذکر فرمایا کہ ایک کی "ہمیانی" چوری ہوگئی (جس میں اس وقت سکے رکھے جاتے تھے) - دونوں دریا والے بابا جی کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ ۱۵ روپے کے بدلے اس کا ضمنی مل جائیگا تو وہ چور فوراً پھڑک اٹھا اور رقم واپس کر دی۔

- جب مرد اور عورت خلوت میں ہونگے تو شیطان تیسرا ہوگا اور انکے ساتھ چمٹ جائیگا "الشَّیْطٰنُ ثَالِثُھُمَا" حدیث ہے

- فرمایا ستاری کرنی چاہیے - بے حیائی کی سچی بات بھی مخش گوئی سے نہ کرنی چاہیے۔ یہ نامناسب ہے - بہتر انداز سے بات ہو۔

- گناہ سے بچنا تو بڑی بات ہے، برائی کو برا سمجھنا بھی نیکی کی علامت ہے۔

۲۸ شعبان
۱۷ جون ۸۲ء

- فرمایا مجھے حضرت مدنیؒ نے "حزب البحر" پڑھنے کی اجازت دی تو میں نے چالیس دن کا چلّہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت خواب میں آئے اور فرمایا نوجوانوں کو حضورؐ کی اطاعت اور پیروی کرنی چاہیے تو میں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا

- اپنے والد صاحب کا واقعہ سنایا کہ وہ اللہ کے بہت بڑے ولی تھے - سردیوں میں جب کہ بارشیں بھی بہت ہوتی ہیں، کھیتیاں پکی جنتی ہیں تو والد صاحب حلوہ پکوا کر بیمار سے سروں پر رکھ کر لے جاتے اور ان کیتیوں کو کھلاتے۔

- مسجد میں زیادہ دیر بیٹھی ٹھہرنا چاہیے - فرشتے اسوقت تک رحمت کی دعا کرتے ہیں جبتک آدمی بے وضو نہ ہو جائے یا دنیاوی باتیں کرے۔

- ہر وہ کام جو حضورؐ نے نہیں کیا وہ بدعت ہے۔ رمضان کے صرف آخری عشرہ کا اعتکاف سنّت ہے۔ پورے مہینہ کے اجتماعی اعتکاف میں کئی مضرات ہیں۔ اللہ معاف فرمائے

- ہر نیکی کی ابتدا گھر سے کرو۔ رمضان میں قرآن پڑھواؤ، سحری کو جگاؤ، والدین کی خدمت کرو، ہمسایوں کا خیال کرو

- فرمایا ہندوستان میں ایک مسلمان ہندو کے مقابلے میں چھ ماہ اندر بند رہے۔ دریا والے بابا جی کو بتایا گیا تو فرمایا یہ کوئی کمال نہیں ہے اتنا عرصہ وہ مسلمان فرض عبادت نہ کر سکا

- اللہ تعالیٰ کے احسانات کا ذکر عبادت ہے اگر ریاکاری نہ ہو۔ ایک صحابی حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے انعامات دئیے ہیں ان کا اظہار کرو

- فرمایا مجھ پر اللہ کا احسان ہے، مجھے مسلمان بنایا۔ اونچے دینی، علمی گھرانے میں پیدا فرمایا، والد اور والدہ بچپن میں فوت ہو گئے اللہ نے میری تربیت کی، مڈل پاس کیا۔ اللہ نے دین کی طرف پھیرا، سہارنپور، دیوبند، ڈابھیل میں گیا، وقت کے برصغیر کے سب سے نامور علماء و اولیاء سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت لاہوریؒ کے قدموں میں گرایا۔ انہوں نے شفقت سے اپنی طرف کھینچا۔ اللہ نے مجھے علم دین دیا۔ اولاد دی انہیں بھی علم دین دیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات ہیں

- میں دیوبند میں فراغت کے بعد حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کے پاس حاضر ہوا رات کے وقت۔ حضرت سر پر تیل لگوا رہے تھے۔ پوچھا کیسے آنا ہوا۔ عرض کی امتحان دے کر وطن جا رہا ہوں، دعا کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا دعا تم کرو۔ اور نصیحت فرمائی کہ بھائی جو امانت لے کر جا رہے ہو اس میں خیانت نہ کرنا

۵ رمضان بعد جمعہ
26 جنوری 1996ء

- فرمایا جو خدا پر جھوٹ بولے وہ بڑا ظالم ہے۔ آجکل دین میں شک پیدا کرنے کا بڑا فتنہ ہے

- مادہ، جوہر اور عرض کے متعلق وضاحت فرمائی کہ عرض جوہر کے بغیر بیکار ہے اور جوہر عرض میں ظاہر ہوتا ہے۔ شہد گڑ میٹھا ہے، یا مطلب ہے کہ اس کے اندر مٹھاس موجود ہے، یہ مٹھاس گڑ کے بغیر نہیں ملتی جو خود جوہر ہے۔ اسی طرح ایمان جوہر ہے جو بغیر اعمال نہیں مل سکتا۔ یہ تلاوت، ذکر سب اعمال ہیں۔

- فرمایا اخلاص سے کام کرو۔ فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین۔ اسباب پر بھروسہ نہ کرو۔ اخلاص کے بغیر کام نہیں ہوتا حضرت لاہوریؒ کی مثال دی کہ کسطرح لاہور میں کام کیا، ضمانت دینے والا کوئی نہیں تھا۔ گوجرانوالہ کے ملک عبدالدین نے ضمانت دی، لاہور بدعت کا گڑھ تھا جہاں سب سے پہلے حضرت نے دیوبند کا نام لیا، خود روزانہ تھانہ کوتوالی میں حاضری لگواتے تھے۔ ساری عمر اخلاص سے کام کیا تو لاہور کا بے مثال جنازہ تھا، قبر سے خوشبو پھوٹی جو آج تک موجود ہے

معمولات

۱۹۸۳ء :- بعد تراویح روزانہ درسِ حدیث ارشاد فرماتے رہے۔

- دورانِ اعتکاف تلاوتِ کلامِ پاک، ایک ہزار بار روزانہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل اور سورۃ القریش کا ورد

- فجر کو ذکرِ جہر فرماتے چشتیہ سلسلہ کا۔ لا الٰہ الا اللہ، الا اللہ، اللہ اللہ، اللہ

- ترویحہ میں تسبیح تراویح سبحان ذی الملک والملکوت تین بار رب الملائکۃ والروح تک پڑھ کر آخر میں اللھم اجرنی من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر ملاتے۔

- ہر دو تراویح کے بعد سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے

- ہر بار تراویح کی نیت زبانِ مبارک سے ہلکی آواز میں "دو رکعت نماز سنت تراویح" کے الفاظ سے فرماتے۔

- فجر کو درس کے بعد یہ دعا فرماتے: اللھم اصبحنا واصبح الملک للہ والحمد للہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمداً عبدہ و رسولہ۔ اللھم انا نسئلک خیر ما فی ھذا الیوم و نعوذ بک من شر ما فیہ

- حضرت نے ایک کفنی پر اشارے سے کلمہ طیبہ اس طرح لکھا کہ ایک طرف لا الٰہ، دوسری طرف الا اللہ، سینہ پر محمد رسول اللہ

- تبلیغی دوستوں کو اپنی دو کتابیں "روحانی تحفہ" اور "سنت الانبیاءؑ" تحفہ کے طور پر عنایت فرمائیں۔

- ستائیسویں رات کو معتکفین سے فرمایا آج رات ایک قرآن پاک ناظرہ مل کر پڑھ لو۔ پھر اجتماعی دعا کرو

۱۹۸۴ء -

- حضرت کا عشاء کی نماز میں فرض، سنتوں کے بعد دو نفلوں اور وتر کے بعد دو نفلوں کا معمول ہے۔

۱۹۸۵ء - رمضان میں اعتکاف کے دوران ڈپٹی کمشنر کا فون آیا کہ ضلعی زکوٰۃ کمیٹی کیلئے نامزدگی قبول فرمائیں تو انکار کر دیا۔

- لاہور کے مولانا قاری عبد الحی عابد صاحب سحری کے وقت حاضر ہوئے تو اپنی "نجاتِ دارین" اور "روحانی تحفہ" عطا فرمایا

۱۹۸۷ء :- حضرت کا معمول تھا کہ فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کے ساتھ بعد والی دو آیات بھی پڑھتے تھے۔

- ۱۱ جمادی الاول مطابق 7 مارچ کو اپنی مسجد میں صاحبزادی کے نکاح کے وقت دولہا سے کلمہ طیبہ، کلمہ شہادت اور استغفار سنا اور مہر فاطمی 135 روپے کے عوض خود نکاح پڑھوایا اور خطاب حضرت مولانا قاری محمد امین صاحب راولپنڈی سے کرایا۔

2/3

معمولات دوران اعتکاف

1987ء: ۱) ایک دن بعد نماز ظہر مسجد کے صحن کے ساتھ خالی جگہ میں ایک بچی کی نماز جنازہ پڑھائی اور معتکفین کو بھی اجازت دی

1988ء: تراویح کی ہر دو رکعت کے بعد "سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد" پڑھنے کا معمول رہا اور ترویحہ میں تسبیح تراویح "سبحان ذی الملک والملکوت ...... الروح تک دو بار پڑھ کر تیسری بار اللھم اجرنی من النار یا مجیر یا مجیر یا مجیر پڑھتے

— اکیسویں شب کو مغرب اور عشاء کی نمازوں کی امامت خود فرمائی

— اس دعا کا بھی معمول تھا ربنا یسّرلنا امورنا مع الراحۃ لقلوبنا وابداننا والسلامۃ والعافیۃ فی دیننا ودنیانا وکن لنا فی سفرنا وخلیفۃ فی اھلنا واموالنا واطمس علی وجوہ اعدائنا

1989ء — تیسویں شب کو حضرتؒ نے تراویح کی نماز خود پڑھائی۔ اس سال عشاء کے بعد "مجلس ذکر" کا معمول رہا۔

— حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب کو دعا کیلئے مکتوب لکھا۔

— ایک لڑکی کا نکاح پڑھانے کیلئے اس کے والد سے اجازت لی کہ فلاں لڑکے سے تمہاری بیٹی کا نکاح کر رہا ہوں۔ پھر خطبہ ارشاد فرمایا اور دولہا کو فرمایا کلمہ طیبہ، استغفار، کلمہ شہادت پڑھو

— یہ سال آپ کا آخری اعتکاف والا تھا۔ دل کی تکلیف کی وجہ سے ۱۹۹۰ء سے مسجد میں اعتکاف موقوف فرما دیا۔ البتہ معتکفین کی نگرانی اور سرپرستی بھی فرماتے رہے اور ہدایات بھی دیتے رہے۔

۱۹۹۰ء — پہلے دن نماز مغرب کے بعد تقریباً پونا گھنٹہ تفصیلی خطاب میں شہریوں کو معتکفین کی عزت کرنے اور خدمت کا حکم فرمایا اور بذات خود تمام معتکفین سے پوچھا کہ کوئی تکلیف تو نہیں۔ دس دن تک وقتاً فوقتاً یہی سوال فرماتے رہے۔

— بعد فجر کا درس قرآن اور بعد عصر کا درس حدیث اپنے صاحبزادے قاضی محمد ابراہیم ثاقب الحسینی صاحب کے ذمہ فرمایا

— عموماً چاشت کے وقت مسجد تشریف لاتے تو کچھ دیر کیلئے ہمیں حاضری نصیب ہو جاتی

— عشاء کی نماز کے بعد حضرت مختصر بیان بھی فرماتے رہے

— جمعۃ الوداع کے دن حضرت واہ کینٹ درس کیلئے بھی تشریف لے گئے، واپس تشریف لاکر جمعہ بھی پڑھایا۔ حافظ لیاقت صاحب کو فرمایا کل میری طرف سے معتکفین کی ضیافت کا انتظام کرنا

— رمضان شریف کے آخری روز یعنی 30 تاریخ کو بوقت چاشت تشریف لائے تو ساتھیوں نے آیت کریمہ کے ایک لاکھ پڑھنے کی اجازت طلب کی جو دیدی گئی۔ فرمایا درود شریف بھی پڑھنا۔ عصر کے بعد دعا کریں گے چنانچہ آیت کریمہ کے بعد بارہ ہزار بار درود شریف بھی پڑھا گیا اور عصر کے بعد حضرت نے خطاب بھی فرمایا اور دعا کرائی۔

2/2

معمولات دوران اعتکاف

۱۹۹۱ء - اس سال بھی حضرت اعتکاف میں نہیں بیٹھے۔ مغرب سے پہلے تشریف لاکر معتکفین کو ہدایات ارشاد فرمائیں

- تراویح کے بعد سب معتکفین کی خیریت دریافت فرمائی
- حضرت کے حکم پر بعد عشاء روزانہ مجلس ذکر ہوتی رہی
- حافظ لیاقت صاحب نے بتایا کہ ۲۷ رمضان کو حضرت پر مسلسل "بکاء" کی کیفیت طاری رہی
- ایک دن حضرت نے خود ساری تراویح پڑھائیں اور سورۃ بقرہ سے آخری سورۃ تک مختلف جگہوں سے تلاوت فرمائی

۱۹۹۲ء :

- بیس رمضان کو بعد عصر معتکفین کے لئے حضرت نے دعا فرمائی اور ہدایات دیں کہ اعتکاف کے دن کیسے گزارنے ہیں
- اکیسویں شب نماز عشاء مع تراویح حضرت نے خود پڑھائیں اور بعد عشاء مختصر خطاب بھی فرمایا
- جمعۃ الوداع کے دن یعنی ۲۹ رمضان المبارک کو حضرت شمس آباد والدین کی آخری آرام گاہوں پر تشریف لے گئے
- اسی دن بعد نماز عصر تشریف لے جاتے ہوئے معتکفین پر خصوصی توجہ فرمائی جس سے سب حضرات پر تادیر رقت طاری رہی -
- اس سال بھی تراویح کے بعد مجلس ذکر روزانہ ہوتی رہی -
- صاحبزادہ گرامی قاضی محمد راشد الحسینی صاحب اس سال تشریف لے آئے تھے

۱۹۹۳ء :

- اعتکاف کی ابتدا سے پہلے نماز عصر کے بعد ہم معتکفین کو ہدایات دے کر دعا کرائی - اور بعد عشاء بھی تفصیلی نصائح فرمائے -
- صاحبزادہ گرامی قاضی محمد ثاقب الحسینی مدظلہ کی تراویح میں ختم قرآن کی تقریب میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے اور خطاب بھی فرمایا
- انتیسویں شب ختم قرآن کے موقع پر حضرت سفید چادر لپیٹے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ عمامہ بھی زیب تن تھا اور بالکل اپنے شیخ طریقت شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کا عکس نظر آ رہے تھے۔ چہرہ انتہائی نورانی تھا۔

۱۹۹۴ء :-

- بعد عشاء درس حدیث کے بعد یہ حدیث تین بار حاضرین سے پڑھوائی رضی باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا (اکیسویں رات)
- یہ حدیث پڑھوا کر فرمایا میں نے باسند اساتذہ سے پڑھا ہے تم سب باسند ہو گئے ہو لکل شیئٍ زکوۃ و زکوۃ الجسد الصوم
فرمایا میرے سب علوم باسند ہیں، سب کے باقاعدہ اساتذہ ہیں۔

۱۹۹۵ء :- بعد عشاء درس حدیث کا سلسلہ جاری رکھا - اور معتکفین کو روزانہ اس وقت مجلس ذکر کرنے کا حکم فرمایا۔

- معتکفین کو دو تین بار فرمایا ہم گناہگاروں کیلئے بھی دعا کریں۔

۱۹۹۵ء - بعد فجر حضرت کا معمول یہ دعا پڑھنے کا رہا "اللھم اھدنی من عندک وافض علیّ من فضلک واسبغ علیّ من رحمتک وانزل علیّ من برکاتک"

- انتیسویں شب کو ناظرہ پڑھوانے کی تکمیل اور تراویح میں بھی ختم قرآن کی تقریب منعقد ہوئی اور حضرت نے آخری سورتیں پڑھ کر اور حاضرین سے پڑھوا کر تکمیل کروائی اور دعا کیلئے صاحبزادہ گرامی قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب کو حکم فرمایا۔

- آخری دن بعد ظہر معتکفین کو بلوا کر مجموعی دعا کرائی اور نصیحت فرمائی کہ اس عبادت کو سنبھالنا، عبادت کرنا مشکل ہے اور سنبھالنا زیادہ مشکل۔

- فرمایا آپ مہمان تھے۔ اگر کوئی تکلیف ہوئی ہو تو معاف کر دیں۔ دل سے معاف کریں

- ایک فوت شدہ عورت کیلئے دعا فرمائی "اللھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا الجنۃ النعیم واجعل قبرھا روضۃ من ریاض الجنۃ"

۱۹۹۶ء - اپنے پوتے محمد اسعد الحسینی سلمہٗ کو حکم فرمایا کہ تراویح میں سناؤ، حالانکہ ابھی دہرائی بھی نہیں کی تھی فرمایا غلطیاں سب کی ہوتی ہیں۔

اکیسویں شب - بعد عشاء معتکفین کو خطاب فرمایا اور ہدایات دیں۔ روزانہ مجلس ذکر کا حکم بھی فرمایا۔

- اکیسویں روزے کو نماز ظہر کی امامت خود کروائی۔ اس سے پہلے حضرو کا سفر بھی فرمایا

- اس سال بھی عشاء کے بعد درس حدیث ارشاد فرمایا اور حاضرین بالخصوص معتکفین سے حدیث مبارک کے الفاظ پڑھواتے رہے۔

- قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب نے بتایا کہ کل اباجی نے فرمایا کہ مومن کا ایمان قرآن سن کر بڑھتا ہے، تو قوت پیدا ہوتی ہے۔ زادتھم ایمانا

پچیس رمضان - حضرت خود کچھ نہیں کھاتے، افطاری کے وقت صرف ایک کھجور اور چائے کی پیالی پیتے ہیں۔ رات کو چھ پارے تراویح میں سنتے ہیں۔

تیس رمضان - قبل مغرب تشریف لا کر معتکفین سے خطاب فرمایا اور بوقت افطار اجتماعی دعا خود کروائی اور بعد مغرب خود مہمانوں کو رخصت فرمایا

۱۹۹۷ء:-

اکیسویں شب - تراویح کے بعد خطاب فرمایا بالخصوص معتکفین کو زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی ترغیب دی۔ ۱۹۳۳ء سے اپنے اعتکاف کی مثالیں دیں۔

تیئسویں شب - اپنے نواسے کی تقریب سماع دوران تراویح میں تفصیلی خطاب فرمایا اور بتایا کہ ہمارے خاندان میں بہت حافظ ہیں اور اب اولاد میں بھی سب حافظ بن گئے

پچیسویں شب - خود بتایا کہ میں نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔ سحری کو دو تین بسکٹ کھاتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔ یہ میری نہیں دین کی طاقت ہے

- قاضی ارشد الحسینی صاحب نے بتایا کہ اباجی نے 8 سال کی عمر میں نماز شروع کی اور آج تک کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ اسی طرح خود حضرت نے بتایا تھا کہ پہلے پہلے اعتکاف میں پوری بخاری شریف ایک بار پڑھ لیتے تھے (غالباً روزانہ)

اٹھائیسویں شب - بعد عشاء معمول کے درس حدیث کے لیے فرمایا ؎ غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو، جدائی کی گھڑی سر پہ کھڑی ہے

- اپنے نواسے "محمود حسن" کی دستار بندی سے پہلے آخری دو سورتیں، سورۃ فاتحہ اور البقرہ کا پورا پہلا رکوع خود پڑھوایا، دستار باندھی اور گلے میں ہار ڈلوایا

1/1

ذاتی ہدایات

اعتکاف ۱۹۸۹ء میں ایک دن فرمایا بیٹوں کو حافظ بناؤ، میٹرک کراؤ اور لمبا کام نہ کرو۔ اِتنا دین سکھا دیں کہ زندگی صحیح گذار سکیں۔ میرا اپنا ارادہ بھی ہے کہ پوتوں، نواسوں کو اس طریقہ سے ہی تعلیم دلاؤں گا۔ صحیح مدارس بھی ملتے، مدرس بھی زیادہ عرصہ نہیں رہتے، مدارس میں عاِز کا اہتمام نہیں، تربیت نہیں، انسان بچوں کو کہاں بھیجے؟

- اِسی اعتکاف میں مجھے سلسلہ چشتیہ کا ذکر لا الہ الا اللہ ۲۰۰ بار، الا اللہ ۴۰۰ بار، اللہُ اللہ ۶۰۰ بار، اللہ ۱۰۰ بار بتایا
- ترجمہ لکھنے کیلئے حضرت نے ذاتی نسخہ عطا فرمایا اور مشورہ دیا کہ ڈاکٹر امین صاحب والا تحریر شدہ ترجمہ دیکھ لو۔
- اگر رقم ہو تو بیٹوں کیلئے مکان بنالیں۔
- اعتکاف ۱۹۹۳ء میں ۲۸ رمضان کو مجھے "شجرہ طیبہ" پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔
- حضرت نے نمازیوں کو ناظرہ قرآن مجید پڑھوانے کے حضرت قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب کے معمول کے آخری دن خود "معوذتین" عام حاضرین کو پڑھوائیں۔ میرے علاوہ دو صاحبزادگان عزیزم محمد معاویہ اور احمد علی بھی اس سعادت سے مشرف ہوئے۔

1/3

مشاہدات

۱۹۸۹ء :- دیکھا کہ حضرت کی قمیص کے بازوؤں میں کف نہیں جن میں بٹن لگے ہیں اور بند ہیں۔ یہ دیکھ کر اپنے لباس کے متعلق اطمینان ہوگیا

۱۹۹۶ء :- ختم قرآن فی التراویح کی تقریب میں حضرت نے سبز عمامہ باندھا ہوا تھا اور بالکل اپنے شیخ حضرت لاہوریؒ کی شبیہ نظر آ رہے تھے۔

۱۹۹۶ - ۲۲ رمضان کو دن کے وقت مسجد تشریف لائے چاشت کے وقت اور بعد ظہر کچھ معتکفین کو بیعت فرمایا، متوسلین سے اسباق سنے اور قبل و بعد ظہر قبلہ رو ہو کر بغیر سہارے کے بیٹھ کر تلاوت قرآن فرماتے رہے۔

- تئیسویں شب تراویح کا ختم قرآن تھا، پوتا محمد اسعد الحسینی سلمہٗ سنا رہا تھا اُس کو اس رات اپنے محبوب شیخ حضرت مدنیؒ کا دیا ہوا جبّہ پہنوایا، جسے پہنے ہوئے اسی نے ختم سنائی۔ بعد تراویح سب معصوم پوتوں، نواسوں سے قرآن مجید کی تلاوتیں کرائیں اور خود آخر میں عجیب روحانی خطاب فرمایا۔ اس مجلس کی کیفیات ناقابل بیان ہیں۔ اس مبارک جبّہ کو مجھے، میرے بھائی اور بچوں کو چومنے کی اور مجھے آنکھوں سے لگانے کی سعادت حاصل ہوئی۔
- حضرت نے مسجد کی صفوں پر اپنے لئے مخصوص جائے نماز بچھانے سے منع فرمایا
- آخری راتوں میں جناب قاضی محمد ارشد الحسینی صاحب نے روزانہ ۶، ۶ پارے تراویح میں سنائے جو حضرت نے بھی سنے اور بہت خوش تھے۔
- ۲۶ رمضان کو دن بھر شدید بارش رہی۔ بارش رکنے کیلئے پلیٹ لکھ کر رکھی گئی تو بہت جلد بارش تھم گئی۔

2/3

مشاہدات

- تیئیس رمضان سے شدید بارش شروع ہوئی لیکن حضرت کی تشریف آوری کے اوقات میں بارش رک جاتی۔ اسی دن بھی چاشت سے ظہر تک بارش رکی رہی اور حضرت کے تشریف لیجانے کے بعد برسی، اسی طرح عشاء کے وقت تھم گئی۔ رات کو برسی۔ صبح پھر مطلع صاف ہوگیا

- حاجی عبدالعزیز صاحب خلیفہ مجاز حضرت نے اپنا مشاہدہ بتایا کہ کوثر نیازی کے دور میں اسلام آباد میں ایک کانفرنس میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے اور سادگی کی انتہا کردی۔ نہ ہوٹل میں ٹھہرے اور کھانا کھایا۔ خود چنے ساتھ لے کر یہ سفر کیا اور وہ کھائے۔

- ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر کی خوشخبری سنائی اور معتکفین کو مغفرت کی۔ ایک دن پھر فرمایا آپکو حضرت کے پروانے مل رہے ہیں اللہ نے آپ سب کو بخش دیا ہے

- اگلے دن نماز فجر کے بعد ناظرہ قرآن مجید کے آخری پارہ پڑھانے کے وقت اور اس سے پہلے نماز فجر میں عجیب رحمتوں کا نزول تھا اور محسوس برکات تھیں۔ دعائیں بھی سب کی منفرد حالت تھی۔

- انتیسویں رات تراویح میں پڑھے جانے والے دوسرے قرآن مجید کی تکمیل تھی اُس میں حضرت نے عزیزم محمد معاویہ سلمہ سے مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی اپنی پسندیدہ نعت پڑھوائی جس کے دوران آپ پر عجیب کیفیت تھی اور آنسو رواں تھے۔

- ایک دن جناب کرنل جمیل صاحب دبا رہے تھے فرمایا اب بس کریں، میں تم سے تنگ آ گیا ہوں۔ میں نے جسم کا گوشت کم کر دیا ہے تاکہ میت اٹھانے والے بوجھ نہ سمجھیں۔ پھر فرمایا ہڈیوں کے قریب کیڑے نہیں آتے۔ اب گوشت تو ہے نہیں۔ میں نے کہا یہیں ختم ہو جاؤ۔ دباتوں باتوں میں اشارہ فرمایا کہ میں قبر میں کیڑوں کیلئے اپنا گوشت نہیں چھوڑنا چاہتا صرف ہڈیاں لے کر جاؤنگا۔

مجھے اس وقت اپنے شہر کے ولی کامل اور ہمارے محسن حضرت مولانا محمد داؤد صاحبؒ کا جسم یاد آگیا۔ غسلِ میت کے دوران میں موجود تھا ان کا جسد مبارک بھی ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا۔ انہوں نے بھی غالباً حضرت قاضی صاحب والا معاملہ اپنایا تھا۔

۱۹۹۶ء :-

- تیئیسویں شب کو ختم قرآن کے موقع پر حضرت کی طبیعت اپنے بھانجے اور داماد کے وصال کی وجہ سے بہت متاثر تھی۔ اس کا اظہار بھی فرمایا

۱۹۸۷ء :- اکوڑہ خٹک میں وفاق المدارس کے اجلاس کے بعد ایک نوجوان عالم دین نے ملاقات کرکے اپنا رشتہ موسیٰ زئی کے خانقاہ والوں سے بتایا تو حضرت نے میرے سامنے اُس کے ہاتھوں کو چوما۔ یہ تھا اپنے والد صاحب کے شیوخ کی اولاد کا احترام اور ادب

- اسی اجلاس کے دوران ۲۹ مارچ کی نشست میں مولانا محمد رمضان صاحب (میانوالی) نے حاضرین سے فرمایا کہ اب مسلک علماء دیوبند کا تشخص نہیں رہا۔ اب مدرسین مسئلہ حیات النبیؐ میں اکابر کے متفقہ عقیدہ کے خلاف غلط عقائد بیان کرتے ہیں۔ اب مدارس میں مناظرے بھی شروع ہوگئے ہیں یہ بہت قابل افسوس امر ہے۔ اس کا تدارک کرنا چاہیے۔ اس موقع پر حضرت قاضی صاحب نے جذباتی انداز میں فرمایا کہ ہم تائید کرتے ہیں اور بعد میں مولانا سلیم اللہ خان صاحب سے کافی دیر تبادلہ خیال فرماتے رہے۔

- ہنگامی چندہ کی اپیل پر حضرت نے سب سے پہلے ایک ہزار روپے پیش کئے۔ اسی ترغیب کے طریقہ سے کافی چندہ جمع ہوگیا۔

3/3

مشاہدات

1983ء :- چناب نگر چنیوٹ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کیلئے حضرت نے سفر میں مجھے ساتھ رہنے کی سعادت بخشی۔ میں حسب الحکم رات کو ہی مدینہ مسجد چلا گیا۔ حضرت اذان فجر سے تھوڑی دیر پہلے مسجد تشریف لائے۔ گاڑی سفر کیلئے تیار تھی فرمایا اذان ہو تو نماز پڑھ کر چلتے ہیں۔ چنانچہ اذان ہوتے ہی اپنے شمالی حجرے کے برآمدہ میں خود جماعت کرائی اور غالباً سورۃ العصر اور سورۃ الکوثر پڑھیں۔ نماز کے بعد نماز اشراق ادا فرمائی فوراً سفر شروع فرما دیا۔ فتح جنگ کے راستے میں ایک جگہ تھوڑی دیر رکے اور براستہ پنڈی گھیب تلہ گنگ سے پہلے موضع "لٹی" میں ایک دیرینہ مخلص مرید کے گھر ہمیں ناشتہ کرایا۔ تھوڑی دیر آرام فرما کر سفر شروع کر دیا۔

راستے میں ظہر کے قریب سڑک کے کنارے ایک نسبتاً صاف اور سادہ ہوٹل میں رفقاء سفر کو کھانا کھلایا۔ خود ہمراہ تشریف فرما رہے لیکن شریکِ طعام نہ ہوئے۔ مرکز ختم نبوت چناب نگر پہنچ کر کچھ دیر آرام فرما رہے اور بعد مغرب "مجلس ذکر" کرا کر مختصر بیان فرمایا۔

بیان کے بعد فوراً واپسی سفر شروع فرما دیا اور رات کا قیام مذکورہ موضع "لٹی" میں فرمایا۔ رفقائے سفر جو میرے علاوہ آپکے صاحبزادہ گرامی قاضی محمد ابراہیم نائب الحسینی صاحب، خادم حافظ محمد منور صاحب اور گاڑی کے ڈرائیور تھے، سب کے آرام کا بہت اہتمام فرمایا۔ فجر کی نماز بعد مسجد میں درس قرآن ارشاد فرما کر میزبان کے ہاں مختصر ناشتہ کر کے واہ کینٹ کے درسِ قرآن مجید کیلئے روانگی فرمائی اور مقررہ وقت پر وہاں پہنچ کر اپنے درس کا معمول پورا کیا۔

سنہ ؟ - لاہور سے جانشین امام الہدیٰؒ ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری صاحب میرے ہاں تشریف لائے اور ساتھ لے کر حضرت کے پاس اٹک حاضر ہوئے۔ غالباً فجر کے بعد ہمیں گھر میں بلوا کر بٹھایا تو اس مجلس میں غالباً حضرت نے یا حضرت میاں صاحب نے خواب سنایا کہ ان دونوں ہی دیکھا ہے حضرت لاہوریؒ مدینہ مسجد کے شمالی مینارہ کے سامنے برآمدہ کی پہلی صف میں موجود ہیں اور غالباً وہاں نفل پڑھتے ہیں۔

ہم گھر سے مسجد آئے اور دونوں بزرگ مسجد کے اندر تشریف لے گئے تو میرے دل میں اُس بیان کردہ جگہ پر نفل پڑھنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ میں نے نفل ادا کئے تو دورانِ نماز عجیب روحانی سکون ملا اور بڑی برکات محسوس ہوئیں، حالانکہ اپنی علمی اور روحانی حالت تو بہت دگرگوں تھی۔ یہ مشاہدہ بعد از وصال بھی تصرفات کی محسوس مثال ہے